

تولوعہ سندھ کے راجہ فیصلہ کا ایسٹ کا تحقیق ہونے
جو مدد سے حکومت سندھ میں ہوسکا اور ایک جیسے ہیں

عزت رسول

فیض عالم صدیقی

ڈاکٹر ایس بی بیٹ

ایک روڈ (یوٹا ریلوے) لاہور

موقوفہ کی ایمان افشاں سرحدیں تحقیق و تالیفات

• اختلاف امت کا اہمیت۔ دوسرا ایڈیشن۔ ۱۸۰/- روپے

• حقیقت مذہب شیعہ۔ دوسرا ایڈیشن۔ ۳۶/-

• بنات الرسول

• مقام صحابہ

• عمرت رسول

دوسرا ایڈیشن ۱۳۰/-

• شہادت و التوبہ

دوسرا ایڈیشن ۹/- روپے

• حسن بن علی

• ۸/-

• خلافت راشدہ

• ۱۲/-

• امیر المومنین امیر مومنان بن حکم

• سینا حسینؑ کا اپنے موقف سے رجوع اور توبہ ۲/- روپے

• اہل بیت

• سلطان علی پور شہید۔ (دوسرا ایڈیشن ۱۰/- روپے)

• راجہ جی۔ ۱۲۰/-

۱۲۰/- حقیقت اسلام ۱۱۱۱ ہجری

عترت رسولؐ

ماہنامہ مشاق احمد جلالی سنہ ۱۴۱۲ھ، صفحہ ۹۱۲

شہیت نے عترت رسولؐ اور رسولؐ کو صرف مظلوم نامی تک محدود کر رکھا ہے۔
 اور چودہ سو سال سے اس گمراہ کن نظریہ کی اشاعت میں مصروف مل ہے۔ حالانکہ ہمارے
 علماء کا اس پر ہمارے ہے کہ حق رسولؐ سے مراد تمام قریشیوں جو شرف اسلام ہوئے،
 اور اہل قحط سے مراد لہذا امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام ہے۔

زیر نظر کتاب میں ایسی مسئلہ کو عادیث شریفہ امتداد بخیر کی مستند کتب کے
 حوالوں اور عقلی دلائل سے ثابت کیا گیا ہے۔ اس کتاب کو جو جنت و دوزخ سے مرتب کیا گیا
 ہے، وہ ان تفسیر ہے۔ اور اس امر کا دلیل ہے کہ صاحب تصنیف کا مطالعہ کثافت اور
 ان کی نظر کتنی دقیق ہے۔ اسلوب بیان میں آپس کی تہذیب و تمدن جھکتی ہے۔ شایہ بار بار نہ
 احوال اور طرز عمل کا رد مل ہے۔ جو یکسر دیکھنا مانہ سے مختلف بلاغ کے لفظوں سے
 مسخر کیا جا رہا ہے۔ اس پر رد پگھلنے کے بلال کا اتفاق تھا کہ بات کہ جہاں عقل و حق
 دلائل سے مل گیا ملے وہاں پیش کرنے کیلئے نقد اسلوب بیان بھی اختیار کیا جائے۔
 اس کتاب کا مطالعہ ہر اس شخص کے لئے انتہائی مفید ہوگا جو عترت رسولؐ کے
 لئے مسئلہ حقیقت معلوم کرنے کا متمنی ہو۔

اس کتاب کے متعلق بھی بجا آواز ہے اس سے ہے جس کا ذکر شہادت و مٹوین

کے ضمن میں کیا گیا ہے۔

عترت رسولؐ

ماہنامہ فہم اسلام بمیردہریلی مئی ۱۹۹۱ء، صفحہ نمبر ۹

یہ حقیقت اب اپنی جگہ نہایت واضح ہو چکی ہے کہ بعض مفندوں نے امت مسلمہ
 کے دور قول کی تاریخ کو اپنے مذموم مقاصد کے تحت بالکل مسخ کر کے رکھ دیا اور
 نقل روایت میں سہل پسندانہ رویہ نے اسے مسخ شدہ تاریخ کو امت کی اصل تاریخ
 کی حیثیت دے دی۔ یہ تاریخ اتنی مستند و قابل ہے کہ آج تمام مسلمانوں میں اس کی

کو گالیوں سے نوازتے ہیں۔ اور جب انہیں اصل حقیقت بتائی جاتی ہے تو انہیں
 چھڑ پھاڑ کر دیکھنے لگتے ہیں کہ جیسے کہنے والا کوئی بہتان طرازی کر رہا ہو۔ اور ان کی تاریخ
 کا رخ درست کرنے کے لئے پاکستان میں متعدد کتابیں لکھی گئی ہیں لیکن انہیں کسی کام تک
 پہنچے کہ ان علمی کاوشوں کو پڑھان چڑھنے سے روکنے کی ہر پوری سعی کی گئی۔ اور متعدد
 تصانیف کا لائیکھونٹ ویگیا۔ تاہم اہل علم اس موضوع پر بڑے کام کر رہے ہیں۔ اور انشاء
 ان کی محنت ایسے نہیں جاسے گی۔

زیر نظر کتاب بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے جس میں فاضل مصنف نے
 عزت رسول کے موضوع پر تاریخی مواد جمع کیا ہے۔ ہمارے لوگوں نے تو عزت رسول
 سے مراد حضرت فاطمہ اور ولاد فاطمہ کو لیا ہے۔ لیکن فاضل مصنف نے پوری تحقیق
 سے بتایا ہے کہ ان حضرت مسلم کی کتنی اولاد تھی جنہیں حضرت فاطمہ کے علاوہ دوسری
 بیٹیوں کی نسل میں کون لوگ تھے۔ خود انہوں نے کیا کامائے نمایاں سرانجام دیے۔
 دوسری طرف اہل ابی طالب میں کون سی اہم شخصیتیں ہوئیں۔ اور تاریخ ان کے پسے
 میں کیا معلومات فراہم کرتی ہیں۔ مصنف نے خاص طور پر یہ نمایاں کیا ہے کہ پہلی
 تین صدیوں میں اسلامی حکومت کے خلاف جتنے خروغ ہوئے مگر نیا ان سب میں علویوں کا
 اہم شمار اور بعض خروغ کرنے والے انتہائی مذیل اخلاق کے مالک اسلامی اوصاف
 سے عاری اور شاعر اسلام کا مذاق اڑانے والے تھے۔

یہ کتاب ان حضرت کی بعض محبوب اولادوں کا تذکرہ کرتی ہے جنہیں امت نے
 بالکل بھلا دیا ہے۔ مثلاً حضرت زینب اور ان کے صاحبزادے علی بن جریج کو کے دن
 حضرت علیؑ کی ذات پر سوار تھے۔ اور دور حدیثی میں جہاد کرتے ہوئے شہید ہو گئے۔
 حضرت رقیہؑ اور ان کے صاحبزادے عبداللہ بن عثمان، کتب میں بے شمار روایات کی قسم
 کھولی گئی ہے جو اس وقت زبان نہ حرام ہیں۔ مثلاً شہر بنو کواقد اور انہیں کے بھوکے
 سوتے ہوئے کواقد کتب، معقاناتہ نگ کے ساتھ ساتھ انفرادی ہیں۔ اس کا رخ
 جناب علی احمد سی نے تحریر کیا ہے جو خود اس اور کی تاریخ کے بارے میں بہت قیمتی کہتے ہیں۔

عزت رسول

حیض المہریش کراچی یکم صبح ۳۳۹ ۲۴ نومبر

وہاں مصنف کی یہ تالیف اپنی نوعیت کا توہین اور منفرد تحقیقی شاہکار ہے۔ کتاب میں ابواب پر مشتمل ہے۔ اس میں عزت آل اور آل پر نہایت عالمانہ انداز میں بحث کی گئی ہے۔ ثابت کیا گیا کہ تمام صحیح عقیدہ مسلمان بنی علیہ السلام کی آل ہیں۔ بنی علیہ السلام کے خاندان کے ان افراد کا تذکرہ ہے جو اختیار کی دیر سے اہلیوں کی بھینٹ پڑے ہوئے تھے۔ ان کے گوشوں میں دستور کر دیے گئے۔ اور صرف چند ایک کے بار بار ذکر۔ نے خاص وہاں کے اہل خانہ کو بڑی طریق اپنی لپیٹ میں لے کر بنی علیہ السلام کی غلامی عزت کو سن پر وہ دیکھ لیا ہے۔

فاضل مولف نے سداوت بنو امیہ اور عباسیوں کی غلامی کے زمانہ میں ان افراد کا تفصیلی تذکرہ کیا ہے جن میں سے اکثر نے فرائض کو کوٹھن سے بھی گریز کیا تھا اور عروہ سے محروم ہو گئے۔ مسجد نبوی میں نماز تک ادا کرنے سے روک دیا گیا۔

پانچویں صفحات سے نائد مقدمہ پر تفسیر حکیم سیٹل احمد جاسسی کے رشحات کلم کا نتیجہ ہے۔

عزت رسول

تہذیب روزنامہ، اسلام آباد۔ ۲۰ جولائی ۱۹۷۷ء صفر

مولف حکیم فیض عالم صدیقی

اپنی نوعیت کی منفرد تالیف میں اسے پہلے باب میں عزت آل اور بنی علیہ السلام پر عقائد اذات میں بحث کی گئی ہے۔ دوسرے باب میں بنی علیہ السلام کی عزت کے حالات ہیں۔ اور تاریخ کے ان پوشیدہ گوشوں کی نقاب کشائی کی گئی ہے۔ جو اختیار کی ہاتھ دوانوں سے عوام کی نفروں سے اوجھل اور خواہش کے ذہنوں میں غلط تاثرات کا موجب ہو کر حقائق کو مستور کر کے کامنوجب بن چکے ہیں۔ تیسرے باب میں غلامی سداوت بنو امیہ اور بنو عباس کے دور میں غلامی کرنے والوں کے تفصیلی حالات ہیں۔ یہ کتاب آپ کے کئی کتابوں سے بے نیاز کر دے گی۔ چاروں صفحات سے نائد مقدمہ حکیم سیٹل احمد جاسسی کی کاوش کا نتیجہ ہے۔

مقدمہ طبع مانی

عقوبت رسولؐ ۱۹۷۲ء میں طبع ہوئی۔ متقدمہ اخلاقیات و مسائل نے اس پر نہایت
ماخوذاتہ سیدی تبصرے لکھے۔ اس کے سیکرٹری صاحب نے اس وقت کی اہم ضرورت اس موضوع
پر حرفت اعلیٰ قسم کے ارشادات سے حوصلہ افزائی کی اور ساتھ ہی اس بات کا تقاضا شروع کیا
کہ اس کا دوسرا ایڈیشن طبع کرایا جائے۔ مگر میں اپنی دیگر تعلیمات کی مہارت میں ایسا نہ تھا
کہ ایک سڑک دیکھنا نصیب نہ ہوا۔

اپنا ایک سیدنا حسنؑ کا اپنے مولف سے رجوع اور خلافت راشدہ کے سلسلہ میں
معتبر شخصہ میں ۲۸- ایم پی اے کے تحت خوشاب پریس میں مگر قمار کے شاہ پر زہیل میں
بند کر دیا۔ جیل کے چابکس دن بہار کی دنیا سے تعلق یکسر منقطع، خلوت و تنہائی
غور و فکر ایک عہد ضعیف کی معبود و مقادیر پہ نیا رنگ مضمون میں مجدد ریزیاں
بید کیسیات ہیں جو صرف حسن عابد کے تعلق رکھتی ہیں۔ قلم فزایں ان کے اظہار بیان
سے عاجز و قاصر ہیں چالیس سہ جلد کے ایلام کو چار سہ سالہ زندگی کا حاصل کوئی بجلائے
فہانت پر گھر پہنچا تو سب کے پہلے حضرت رسولؐ کا سہرا نظر ملے کے سامنے آیا قدرت
رسولؐ سے متاثر ہو کر چند عزیزوں نے EWMANT M. DONOLDSAN کی تشریف آفاق
تالیف SHI-ET-RELIGION OF ISLAM کی چھٹے حصے کے چوتھے
پانچویں باب کی فولوشٹ بھرا لیں۔ عجیب حیران کی بات ہے کہ پاکستان کی تمام سرکاری
ادھر سرکاری لائبریریوں کے کٹیلاگ پر کتاب مذکور کا نام موجود ہے مگر کتاب مذکور مشہور
مستشرقین ایم ڈی لاسن نے سولہ سال لگانا ایرلینڈ کے مشہور شہر مشہور میں مقیم کر یہ
کتاب ترتیب کی ہے۔ اس کتاب کی تالیف میں مولف نے جن کتب سے استفادہ کیا ان کی
فہرست کتاب کے سولہ صفحات پر پھیل چکی ہے جن میں تفصیل و احادیث تاریخ جغرافیہ
سوانح، حالات دینیہ، علم کلام و احیاء مذہبیات کی تمام کتب شامل ہیں۔ یہ کتاب ۱۹۴۳ء

سے انشاء و طبع کی گئی وہ تمام روادار قارئین کے سامنے پیش ہوئی۔

میں لیونزک کہنی لندن نے شائع کی سفاصل مولف کتاب کے چھٹے جھٹکے چوتھے
 باب کے صفحہ ۱۸ پر شیعوں کے مزعمہ ایہ اور دیگر غرض کرنے والے مسلمانوں کے
 متعلق لکھتا ہے :

CHAPTER IV

ALI THE FIRST IMAM

ACAREFUL study of the Imams reveals the fact that very ordinary men have been made immortal. The best that we can do is to gather what we can from the earliest sources to enable us to determine what these men were in real life, in their unglorified and un sanctified existence. Yet at the same time it is necessary to endeavour to picture the halo that later legend has given them. Unless we go beyond what they were to what has been said about them, we will fail entirely to enter into the spirit of Shi'ite Islam and will not be able to explain the growth of the amazing and all-inclusive doctrines that are now considered fundamental to that faith.

The earliest traditions show that Ali's claims to the caliphate were not regarded by his friends and supporters as merely political aspirations, but as his divine right. The teaching and agitation of a comparatively obscure figure in the history of Islam had much to do with the rise and spread of this point of view. As early as the caliphate of Uthman, an itinerant preacher named Abd Allah ibn Saba' had travelled widely throughout the empire, as Tabari says, "seeking to lead the Moslems into error." According to Wellhausen he was said to have been a Jew before he became a Muhammadan. Originally, he had come from Sana, in the Yemen, and he had worked in the Hijaz and in the new cities of al-Basra and Kufa, and had afterwards journeyed to Syria, and had ultimately settled in Egypt. In Egypt he had taken a leading part in the conspiracy in favour of Ali, and had declared that Abu Bakr and Umar and Uthman were usurpers. The malcontents during Uthman's caliphate had been in secret correspondence with Ibn Saba', and he had accompanied the

ایئر کے حالات کا بغور مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بہت سے معمولی اشخاص کو غیر فانی بنادیا گیا ہے۔ بہترین صورت جو اختیار کر سکتے ہیں یہ ہوگی کہ قدیم ترین مآخذوں سے جو معلومات فراہم ہوں جن کے ذریعے سے فیصلہ کریں کہ تنظیم راقعہ پس کے جو خیوت اللہ کے وجود سے وابستہ ہیں ان سے تعلق نظر کر کے حقیقی زندگی میں یہ لوگ کیسے تھے۔ تاہم زمانہ مابعد کی داستان نے جو اہمیت ان کو بخشی ہے اس کی تصویر کشی کی سعی کرنا ضروری ہے تا وقتیکہ ہم ان کی واقعی حالت سے گڈا کر یہ نہ دیکھیں کہ ان کے متعلق کیا کہا گیا ہے۔

ہم شیعیان علی کی رُوح تک پہنچنے میں قطعاً ناکام رہیں گے اور ان کی حیات بگیز و جامع و مانع اصولوں کی نشوونما کی تشریح نہ کر سکیں گے جو اس مذہب کے بنیادی عقائد سے قطعاً کیے جاتے ہیں۔ قدیم ترین روایات ظاہری ہیں کہ خلافت کے متعلق حضرت علیؑ کے دعویٰ کو ان کے دوست اور طرفدار محض سیاسی نصب العین نہیں بلکہ فتنہ و فساد کی طرف سے ان کا مفکر کردہ حق تصور کرتے تھے اور اس نظریہ کے نشوونما پانے اور پھیلنے کا بہت کچھ تعلق اسلامی تاریخ کے اندر نسبتاً ایک حیرت انگیز رکھنے والے لڑکی تعلیم اور جدوجہد سے ہے۔ جیسا کہ طبری نے لکھا ہے کہ حضرت عثمانؓ کی خلافت ہی کے دور میں ایک پُر جوش و غلیظ مسیحی عبد اللہ بن سباؓ نے مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی غرض سے ہماری ممکنات میں سیاحت کی تھی۔ وہ باہسن کے مطابق اس کے مسلمان ہونے سے پہلے اُسے ایک یہودی سمجھا جاتا تھا۔ اصل میں وہ صنعا سے یمن کی طرف آیا تھا۔ اس نے حجاز میں کلام کیا۔ اور بصرہ اور کوفہ کے نئے شہروں میں بھی۔ بعد میں اس نے شام کا سفر کیا۔ اور آخر کار مصر میں قیام کیا۔ مصر میں علیؑ کے حق میں سازش کرنے میں اس نے قیادت حاصل کر لی اور یہ ظاہر کیا کہ ابو بکرؓ عمرؓ عثمانؓ فاطمہؓ نے عثمانؓ کی خلافت کے دور ان ابن سباؓ کے ساتھ حکومت سے بیزار لوگوں نے خطیہ خط و کتابت شروع کر لی اور اس نے عثمانؓ کے قتل کے فورا بعد مصر سے مدینہ کی طرف بڑھنے والی فوجوں کا ساتھ دیا۔

دو عالموں کے میں دریا تفصیل اس بات پر بحث کرتا ہے کہ شیعیت کا تہم خاکہ
 این سبا یوموں عالم کے دماغ کی اختراع ہے۔

ایک سحر چندیبل الاحمال اور لڑکی مسلمان دشمن تحریکی کارڈ، یون کی حیر العقول
 مافوق الفطرت قسم کی تبلیغ و بکشلو کے پردوں میں نشر و اشاعت اور دوسری طرف
 بے حس اور بے عیسیٰ نگاہ عالم کہ ہم اس غیبی جیسے انسان کے نیچے بھونک رہے ہیں۔
 جس نے اپنے ہاروں میں مرمو مہام کی تصدیق خواتی کے دوران حضور خاتم المرسلین ص کی
 رسالت کے متعلق کہا کہ وہ دوسری مشرقی اوصاف میں پوری طرح کا سبب نہ ہو سکے۔

TEHRAN TIMES

Vol 2 No 20

SUNDAY JULY 20, 1979 THE TIMES

PAGE 11

TEHRAN - Imam Khomeini inaugurating National Television's second network delivered yesterday a message marking the birthday of the 12th Imam, Hazrat Mehdi, the Imam Zaman (the Imam of the entire human race).

"The Imam Zaman will bear the message of social justice for transforming the entire world, a task that even the Holy Prophet Mohammad was not wholly successful in achieving," Imam Khomeini said.

"If the celebration for our Holy Prophet is the ground for Muslims, the celebration for the Imam Zaman is the ground for all humanity and cannot call him leader because he was more than that, I cannot call him, first because there is no second," the Imam declared.

نقلی ترجمہ تهران ٹائمز حبیبیہ نمبر ۲۰ اتوار ۲۰ جون ۱۳۵۸
 تهران : قومی ٹیلی ویژن کے دوسرے مرحلے کے افتتاح کے موقع پر اہم خطبہ
 نے تهران میں فرمایا کہ باوجود ہمیں تمام زمین سفرات ہمیں جیلور جوچکے ہیں۔ جو فنا و ساقیت
 کے لئے آئے ہیں انہیں تمام انسانیت کی خدمت کی تعلیم کر رہے ہیں وہ کام بہتر ہیں

جس حمدی کی تفریغ میں مسٹر نجیبی طلبہ اسلام میں ان کے کردار کی ایک کچھ سی
جھلک مولوی مقبول احمد شیعہ کے مترجم قرآن کے صفحہ ۸۵۰ کے حاشیہ سے ملاحظہ ہو۔

لن نعینتہ المفقوت کے ایل میں قول مترجم کے عنوان سے کہتے ہیں
جناب رسول خدا کی نسبت جھوٹی خبریں پڑانے والوں کی نسبت جب یہ
متنبی ہے تو رسول اللہ کے نام سے جھوٹی حدیثیں بیان کرنے والوں کا نسبت
کیسی کچھ عید مہولی چاہئے۔ جھوٹی حدیث بیان کرنے کی پنا
فاحش اول، جو بکر صدیقؓ نے کی اور تائید فاحب ثانی دسینا خان قلم
نے۔ ان ہی دونوں کے جواباً رسول میں ہونے کا لفظ کیا جا رہا ہے۔ اب غور کرنے
والے نہ لا یجا ورنما لاقلیتلا کو خود سے تلاوت کریں اور جناب
امام صاحب العصر والزمان کی اس حدیث کو جس میں یہ ہے کہ وہ حضرت
ان کی قبر پر رکھ دو اگر ان کے لاشے ٹکرائیں گے۔ اور سو کے رخت پر ان کو
ٹسکتا تھا گے۔ اور فرض امتحان وہ رخت بہر ہو جائیں گے پھر ان
کو سبزیاری کا حکم دیا جانے گا۔ مگر منافقین زمانہ گے اور مؤمنین سے
آگ ہو جائیں گے۔ اور انھی (حضرات شیعین) طغرین کے ساتھ قتل کیے جائینگے۔
کہتے ہاتھوں شیعیہ مذہب کی مشہور ترین کتاب حیات القلوب پر

ایک نظر دالتے مایے :

و اما حدیثی که بید منقول است که علماء و سائر ائمه ابو بکر را فرعون
ای ائمت و عمر را بلوان این ائمت عثمان را قارون این ائمت فرعون مذ
و در حجت نیز فرق آب شمشیر قائم آل محمد خواهند شد حیاً متوکلین (۳۳)

ترجمہ: بہت سی احادیث میں منقول ہے کہ علماء اور مقام الیہ نے ابو بکرؓ کو اس امت کا فرعون۔ پھر ان کو اس امت کا ہامان اور عثمانؓ کو اس امت کا قارون فرمایا ہے یہ سب قائم آل محمد ہمدی کی وجہ سے کیونکہ ان کی شمشیر سے ہلکے ہوں گے۔

یہی طاباقر مجلسی ایک اور مقام پر لکھتا ہے:
چوں حضرت قائم آل محمدؑ ہر شہر و ملک شد (راوند گویا زندہ کا انگہ
اور اعدا زندہ انتقام بخشہ حضرت فاطمہؑ را۔

(حیات القلوب جلد ۲ ص ۴۷)

(ترجمہ) جب قائم آل محمدؑ ظاہر ہوگا تو حضرت عائشہؓ کو زندہ کرے گا اور حضرت فاطمہؓ کے انتقام میں ان پر مدد جاری کرے گا۔ بلکہ بعض روایات میں آتا ہے کہ انہیں بار بار زندہ کرے گا اور اسے گناہ آخر آگ میں جہنم کی ناکھ دیا میں بہا دیگا۔

اس مقام پر صرف ایک سوال ترجیحاً ہے کہ آیا حقیقی اہل بیت اندہ اور عزت یہ لوگ ہیں یا وہ بزرگ ہستیاں جن کی عصمت طہارت تقدس اور عدالت پر اہل سنت و جماعت کا ایمان ہے۔ من تمام باتوں کا جواب آپ کو عزت رسولؐ میں ملے گا۔ اس بات کا جواب بھی آپ کو اس تالیف میں ملے گا کہ سینا علیؑ کی اولاد کے لوگ جنہیں مسطور غمینی کی قسم کے لوگ ائمہ اطہار کہتے ہیں وہ اپنے دند کے خلفاء کی جمیت میں تھے اور سینکڑوں علوی شہزادیاں خلفائے برائے اور برعکاس کے شہزادوں کے نکاح میں تھیں۔ آج فاطمی یا علوی اصطلاحات بھی متروک ہیں مگر یہود و مجوس کے خلاف جو اس نے اگر بظاہر اپنے آپ کو علوی النسل الخراسانی کہا اور فاطمی النسل سے خصوصاً منسلک کرنے کا دعویٰ کیا ہے۔ اور یہاں علوی یا فاطمی من کے اس ہرگز میں آگے مگر ان لوگوں کے پیش نظر عزت یا فاطمیت نہ تھی۔ بلکہ طہارت علیؑ غالب، جہد مناف کا سب سے بڑا چاہنا۔ جنگ بدر میں کلابہ کے کائنات

میں قتلہ معلوم نہیں ہے۔ کے معرکہ میں قتل ہوا یا بد کے بعد مراد بہر حال بد کے
بعد اس کے حالات سے تاریخیں خاموش ہیں۔ بعد مناف کی کنیت طالب کی
وجہ سے ابو طالب مسمیٰ۔

ابوالفریح اصطہانی متوفی ۳۵۱ھ نے ملویوں کے حالات پر ایک ضخیم کتاب
لکھی ہے مگر اس کا نام معنف نے مقال الطالبین رکھا ہے۔ یعنی طالبیوں کے
مقال، بی طرح احمد بن علی بن الحسین بن علی بن ہشام بن عقبہ الاصغر وادوی الحسی متوفی
۸۲۸ عری نے اسباب آل ابی طالب پر ایک کتاب لکھی ہے اس کا نام معنف
نے حمة الطالب رکھا ہے۔ گیا تمام ملویوں کو ہر دو معنفین نے علاء طالب قرار دیا
ہے۔ اور کہ علاء ملوی تا جگہ ان استین کے سانپوں کی تہیت سے باخبر نہیں
ہے۔

فیض علیہ السلام

{مجموعہ نسخہ ۱۳۵۰}

تعارف

بقسم

حضرت مولانا پروین فنیس رحیم سیدی علی عباسی ایم ایس سی بی اے

مؤلف: حضرت مراد علی کی سیائی زندگی، سیرت امام ابوحنیفہ، مقتدر بنی خلف

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اما بعد! حکیم زین عالم صاحب سیدی کی اس کتاب کے مضامین پڑھے۔
جس محنت اور تلاش سے انہوں نے اپنی کتاب ترتیب کی ہے وہ ان کی خدمت نظر کی دلیل ہے۔
محکم ہے بعض محفلت کا سر میں زبان کی تیزی نظر آئے۔ مگر اس تیزی کی کچھ بھی حقیقت
نہیں اس ہشتاد سالہ محمدری اور انفرادی پرمانی کے مقابل میں جو سبانیہ کی کتابوں میں پائی
جاتی ہے۔ یہ یوں آمدنی ویشن پران کی آتر پردوں میں جاتی ہے امدان کے اخباری
بیابانوں میں نظر آتی ہے۔

راقم الحروف کے نزدیک ہمیں قدر ہے جس کا وہ ہے جس کا وہ ہے جس کا وہ ہے جس کا وہ ہے
میں پاکستان کو ایک راشنی کتب بنانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ سلف کلام پر عبانیہ
طعن و تشنیع کی گرم باناری ہے اور خلفانے اس کے رخصتی رخصتی رخصتی رخصتی
جس کا یہ دلیوری کے کیا بات ہے اس صورت حال سے پاکستانیوں کے سارا غم
اور متبع سنت جماعت اس میں کو اپنے تحفظ اور دین حق کی برأت مندرجہ تبلیغ کے لئے
مکڑ بستہ ہونے کا شوق ہے۔ سے بکھاس وقت یہ محض فرض کنایہ نہیں ہے فرض نہیں ہے۔

یہ لوگ... علامت الہیہ میں کے سامنے یہ حقیقت بیان کر سکتے ہیں کہ سیدنا
 سیدنا زین العابدینؑ نے اس وقت اپنے فرزند کو اپنے پاس بلایا کہ میں تم سے بغاوت کا
 بغاوت میں تم سے اس بات کے خلاف ہر ایک چیز میں دینی باللہ عنہ نے فرمایا کہ خلیفہ مرفوعہ
 سے رجوع کرو کہ امیر المومنین یزید بن معاویہؑ میں داخل ہونے کا اعلان کر دیا تھا اور اسی لئے
 سب بانیوں نے انہیں اور دوسرے ہاشمیوں کو شہید کر دیا۔ ان پھر اس لئے حکومت کے
 مستحق رہے لیکن ہم علم ہمت نے ان فتنہ زدہ دردوں اور کذابوں کو مجرم قرار دیا۔ ان
 کے بعد جتنے خلیفہوں نے دنیا فرشتا فرشتہ کیا ان میں کسی کو خود اس کے گھر کے لوگوں
 کو بھی حمایت حاصل نہ تھی۔ چہ جائیکہ اہل بیت کسی وجہ سے ان کا ساتھ دیتی۔ ان واقعہ
 کو بڑا فتنہ تاریخی روشنی میں کتاب کے باب ۱۰ میں نہایت مخصوص تاریخی شہادتیں
 کی روشنی میں صفحہ ۱۲۸ پر پیش کیا ہے۔

خلیفہ اسد دوم زید بن ابیہاشمؑ نے اپنے فائدہ زمر و مہربان سمجھنے تھے اور انہیں
 خلافت اسلامیہ کو الٹنے کے لئے فتنہ بنانا تھا۔ اسی لئے انہوں نے ہاشمیوں کی سرکوبی میں
 جہاں تک ممکن ہو سکا۔ زنی برقی۔ اسی کا نتیجہ یہ مرتب ہوا کہ دنیا کی قوموں نے اپنے
 ہاں خلافت اسد مہد کے اصول پر اپنی معاشی اور معاشرتی تبدیلیاں کیں۔ استقامتی
 فرقوں کا خاتمہ آیا۔ کلیسا اور بلا شہاد اپنے علوم کو اس طرح منظور و جان رکھنا چاہتے تھے۔
 اس کے خلاف تمام کفر ہو گئے اور جہودیت و عدل شرعی پر اپنی ریاستیں قائم کرنے
 کے علاوہ علوم و فنون کی تدوین پر توجہ ہوئی۔ بلکہ اپنے دینی عقائد و مسائل میں
 بھی اصلاحیں کیں

صلیبی جنگوں میں وہ آتے تو تھے مسلمانوں سے لڑنے کے لئے لیکن جب بات
 تھی کہ مسلمانوں کی فوج کے فتوحات ان کے دلوں پر ترسم ہو چکے ہوتے تھے۔ پھر دوسری
 صدی ہجری میں سپانیہ کی ہونی امارت اور پھر خلافت نے ان کی آنکھیں کھول دیں۔

یورپ کی تمام ترقی سپانیہ کی دھمکاہوں کی رہیں منت ہے۔ لیکن سپانیہ کی
نشاہ میں اُمت کا یہ سب ارتقاء یہی معض ہے اور ان کی کرگسی آنکھ صرف کہیں
کہیں کہیں پڑے ہوئے مردار پر ہی پڑتی ہے۔ وہ آفتاب ہدایت جس
نے دنیا کو منور کر دیا وہ ان شبیر و چشموں کو نظر ہی نہیں آتا۔

دنیا کی کوئی قوم ایسی نہیں جس نے تعمیر جہاں میں کچھ حصہ نہ لیا تاریخ سازی
میں اپنا مقام پیدا کیا ہوا اور وہ خانہ جنگی میں مبتلا نہ ہوئی ہو۔ لیکن ان سب کا
نشاہ یہ رہا کہ وقت گزرنے پر سب کچھ فراموش کر دیا۔ اور جیسے پہلے ایک
تھے ویسے ہی پھر ایک ہو گئے۔ انہوں نے سیاسی چیلنوں کو فرقہ بازی
یا خاندانی عداوتوں کا سبب نہیں بننے دیا۔ ہر بعد کی نسل نے گزری ہوئی
نسل کی حرمت قائم کی اور اکابر کی عظمت پر حرف نہ آنے دیا۔ یہی طریقہ کار
صحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کا اتباع کرنے والی اُمت کا رہا۔
پھر باطنی اور اموری سادات نے نیز عباسی اور علوی سادات نے باہمی معاہرت
کے رشتوں کا سلسلہ پیہم اور متواتر قائم رکھا تاکہ دلی مٹے اور گزے ہوئے
واقعات وجہ نزاع نہ بننے پائیں۔ نتیجے میں مسلمانوں کو وہ اقتدار نصیب ہوا۔
کہ اہل عالم کے لئے مثال بنے۔

لیکن فرقہ بازوں کا طریقہ کار دوسرا ہے انہیں مجمل و صغیر اور کربلا کے
علامہ کوئی موضوع سخن ہی نہیں ملتا۔ ایک لاکھ سے زیادہ صحابہ کرام جن میں
دس ہزار سے نامہ اکابر ہیں۔ ان سب کو فراموش کر کے انہیں صرف کئی فرقہ
و معاویہ اور حسین و یزید ہیں۔ اور ہمارے ان بزرگوں اور مشیوؤں کو قسم قسم کے
بتان باندھ کر ان کی ہستینوں کو افسانوی بنا دیا ہے کسی کو آسمان پر بٹھا
رکھا ہے اور کسی کو تحت الشری میں دھکیل ڈالتے کے باوجود غیرت و تاب
کم نہیں ہوتا۔

وہ دین جو تمام قوموں اور تمام زمانوں کے لئے آیا تھا اسے انہوں نے

آل علیؑ اگر ملو معاملہ بنا دیا ہے کہ جیسے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت
محض مہلے تھی کہ حضرت علیؑ اور ان کی اولاد کو اُمت پر تسلط کر چاہتے اور
انہیں مکمل چھٹی دے دیں کہ اُمت کے ساتھ جو کھیلنا چاہیں کھیلیں اور جس طرح
علم و ہنر کو تباہ و برباد کرنا چاہیں کر دیں۔ کسی کو محال دم زدن دے ہو۔ سیدنا
علیؑ کو ان کی اولاد کے صلحاء جو آل علیؑ کا صلحاء اعظم رہے اور آج تک
ہیں محمد و دین حق کے متبع رہے اور اپنے مال و حسد اُمت کے لئے چھوڑ گئے
ان سے انہیں غرض نہیں بلکہ طرح طرح سے ان کے موقوف کو مسخ کر کے
اُمت کو گمراہ کرنے کی سعی پیہم میں لگے ہوئے ہیں۔

ریڈیو احمدی وی قومی ادارے ہیں اور کسی طرح جائز نہیں کہ صحابہ کرام
رضی اللہ عنہم اجماع کے منہاج سے ہٹ کر اعلان کے اجماعی مسائل سے
نہ گمراہی کر کے جماعت المسلمین کے عقاید غریب کریں اور پاکستان کو دوسرا
ایران بنانے کے لئے انہیں کو ششمل کرنے کی آزادی ہو۔ جو لوگ زیر نظر کتب
کا مطالعہ کریں گے انہیں اندازہ ہو جائے گا کہ دینی اعتبار سے پاکستانیوں
کو کس حد پر نگایا جا رہا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ارشاد ہے کہ آپ کی عزت اور قرآن
میں سمجھی جلدائی نہ ہوگی تاکہ کہ حوض کوثر پر آپ کے حضور پہنچیں۔ حضرت شیخ الاسلام
ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ومنہاج السنۃ ج ۴ صفحہ ۱۰۰

فیدل علی ان اجماع العترة حجة وهذا قول
طائفة من اصحابنا لكن العترة هم بنو هاشم
كلهم ولد العباس وولد علي وولد الحارث بن
عبد المطلب وسائر بني ابي طالب وغيرهم وعلي
وہو لیس ہوا العترة وسید العترة هو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم۔

ترجمہ : اس سے ثابت ہوتا ہے کہ عترت کا اجماع محبت ہے
 ہمارے اصحاب میں سے بعض حضرات کا قول یہی ہے لیکن عترت
 سے مراد تمام بنو ہاشم میں آل عباس، آل علی، آل حارث بن
 عبدالمطلب اور تمام آل ابی طالب ذیرم میں محض علی ہی اکیلے
 عترت نہیں ہیں۔ اور اس عترت کے سوار ہیں خود رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم ؟

پھر بحث بڑھا کر فرماتے ہیں :

یبین لہ ان علماء البترة کا بن عباس وغیرہ
 لم یکنوا یوجبون اتباع علی فی کل ما یقولہ و
 لا کان علی یوجب علی الناس طاعتہ فی کل
 ما یفتی بہ ولا یخبر ان احداً من ائمة السلف
 لا من بنی ہاشم ولا غیرہم قال انہ یجب
 اتباع علی فی کل ما یقولہ

ان العترة لم تجتمع علی امامتہ ولا
 افضلیتہ بل ائمة العترة کا بن العباس
 وغیرہ لقتدہون ابابکر و عمر فیہم من
 اصحاب مالک و ابی حنیفہ و الشافعی و احمد
 وغیرہم اضعاف من فیہم من الامامية و
 النقل الثابت من جمیع علماء اہل البیت من
 بنی ہاشم من التابعین و تابعیہم من ولد
 الحسین و ولد الحسن وغیرہما انہم کانوا
 یتولون ابابکر و عمر و یفضلونہما علی علی
 ترجمہ : اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ علماء عترت مثلاً حضرت

ابن عباسؓ وغیرہ وہ اس بات کا اتباع ضروری نہیں سمجھتے تھے۔
 جو حضرت علیؓ فرمائیں۔ اور نہ حضرت علیؓ ہی لوگوں پر اس کی
 اطاعت فرض سمجھتے تھے جس کا آپ فتویٰ دیں اور نہ علماء
 سلف میں وہ ہاشمی ہوں یا دوسرے۔ کسی نے یہ کہا ہے کہ
 ہر وہ بات جو حضرت علیؓ فرمائیں اس کا اتباع واجب ہے۔
 عترت نے نہ ان کی امامت پر اجماع کیا اور نہ ان کی
 انصافیت پر بلکہ ائمہ عترت میں مثلاً حضرت ابن عباسؓ وغیرہ
 سب حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کو مقدم رکھتے ہیں اور
 ان میں جتنے حضرات امام مملکت امام ابو حنیفہؒ امام شافعیؒ اور
 امام احمدؒ وغیرہم کا اتباع کرتے والے ہیں وہ امامیہ سے
 کہیں زیادہ ہیں۔ اور تمام ہاشمی علماء اہل بیت وہ تابعین
 میں ہوں یا اتباع التابعین میں حضرت حسینؓ کی اولاد میں
 ہوں یا حضرت حسنؓ وغیرہما کی سب کے سب حضرت ابو بکرؓ
 اور حضرت عمرؓ سے محبت کرتے تھے اور انہیں حضرت علیؓ
 سے افضل جانتے تھے۔

حضرت شیخ الاسلام نے یہ تاریخی حقیقت بیان کی ہے۔ تمام
 صحیح النسب ہاشمی سادات روئے زمین پر جہاں کہیں بھی ہیں ان کی بھاری اکثریت
 متبع سنت جماعت میں شامل ہے۔ مصنوعی ہاشمیوں کا یہاں ذکر نہیں تمام
 عالم اسلام ہمارے سامنے ہے۔ انتہائی پروپیگنڈے کے باوجود بلاد اسلامیہ
 میں جتنے ہاشمی بستے ہیں۔ ان میں روافض کی عددی حیثیت بہت ہی کم ہے مصر
 کے عبیدیوں نے لاکھوں مسلمانوں کو شہید کیا لیکن مصر میں ان کا خود نام و نشان
 مٹ گیا۔ اسی طرح برصغیر میں حکومت کے زور پر لوگوں کو رافضی بنانے کی
 کوشش کی گئی۔ لیکن ان رافضی حکومتوں کے اپنے ہاشمہوں کی بھاری اکثریت

نے یہ دین قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ ایران میں اسماعیل صفوی نے چالیس ہاکہ مسلمانوں کو شہید کیا اور رخصتی پر دفن قضاۃ قلم کر دی لیکن پھر بھی تمام ایرانیوں کو رافضی بنانے میں اسے کامیابی نہیں ہو سکی۔ وہاں اب بھی اہل السنہ کی بڑی تعداد ہے گو وہ اقلیت میں ہیں۔ ابھی کچھ دن گزرے وہاں کی پارلیمنٹ میں عبدالرحمن نام کے ایک صاحب کا ذکر تھا اور یہ وہ نام ہے جو ابن عجم کے سبب سیائیہ کے ہاں مبغوض ہے۔ اور اپنے بچوں کا یہ نام رکھا وہ حرام سمجھتے ہیں انہیں تو کلب علی اور کلب حسین ہی جیسے نام پسند ہیں۔

اب پر دھینگنا بڑے کا یہی حربہ پاکستان میں آزمایا جا رہا ہے۔ اہل السنہ کی کتابیں ضبط کر کے علماء کو قید و بند کی محبتوں میں مبتلا کر کے ریڈیو اور ٹیلیوژن کے ذریعہ کذب و افتراء کی اشاعت کر کے وہاں والی فیصلہ روافض کو جماعت المسلمین کے برابر درجہ نہ کرے۔ جبکہ انہیں دخیل کیا جا رہا ہے اور تمام وہ ترکیبیں امتیاز کی جا رہی ہیں جن سے تعلیمات قرآنیہ منہج ہوں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہمہ جہت کے موقف کو باطل قرار دیا جائے اور آل بیت، اہل بیت، اہل بیت کے جھوٹ بول کر انہیں اس رنگ میں پیش کیا جائے کہ جیسے وہ کشتی دین کے بانی ہوں جو صحابہ کرام کے دین سے مختلف ہے۔ اور علوی سادات کا حال یہ ہے کہ جہاں ان کی بھاری اکثریت ہمیشہ سے متبع سنت علیؑ رہی ہے وہاں مغرب کے علویہ چونٹھا خلیفہ سیدنا معاویہؓ کو سمجھتے ہیں کیونکہ ان کی خلافت اجتماعی تھی۔

روافض کا ایک طرف مطالبہ ہے کہ ان کا تعلیمی نظام جہاں گمانہ رکھا جائے۔ ان کے اوقات خدوان کے ہاتھ میں ہوں اور دوسری طرف چاہتے ہیں کہ مسلمانوں کی قیادت ان کے ہاتھ میں آئے اور اسلام کی پوری تاریخ پر خط نسخ کیجیے کہ سبائی نظریات کو ذرہ نہ دیا جائے۔ شاد بلین الدین صاحب نے اپنی تقریر میں کہیں حضرت امیر المومنین معاویہؓ رضی اللہ عنہ کا ذکر کر دیا تھا۔ تو مطالبہ کیا گیا کہ اسوۂ حسنہ پر انہیں روئے کا مسما خیر کیا جائے۔

اس میں بندگان اسدہ کی تاریخ ولادت یا وفات کے اعتبار سے کوئی ذکر کیا جاتا ہے
لیکن اس آج کے دن میں ذکر نہیں ہے تو حضرت اہل المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ صلوٰۃ اللہ
علیہا کا۔ حضرت سعد بن ابی وقاص کا۔

حضرت طلحہ کا اور حضرت

زبیر کا حضرت عبداللہ بن جعفر بن حوث کا حضرت ام المومنین عائشہ کا حضرت ام المومنین

الولیدہ کا حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا دوسرے رضی اللہ عنہم جہین غرہ خندق

پر تقریر ہوئی ہے۔ تو یاد رکھنا آتا ہے کہ حضرت ام المومنین علیہ السلام نے

عمرو بن عبدود کو قتل کیا تھا گویا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بھی وہ

امیر المؤمنین تھے۔ پھر ایک جوان آدمی نے ایک عمر رسیدہ شخص کو قتل کر دیا تو

وہ ایک عقلمند سامعین گیا۔ لیکن یاد نہیں آئی کہ یہ بات جیسا کہ غریب کی جان ہے

کہ تمام عرب قبائل حرم کر کے مسلمانوں پر چڑھ دیئے تھے اور اللہ نے مجزا نہ

انہیں پسپا کروایا۔ مسلمان خاتہ کھلی میں مبتلا تھے۔ حضور اکرم اور آپ کے

اصحاب نے بھوک کے اسے اپنے پیٹ ہاتھ رکھے تھے خندق کھودی جا رہی تھی

ایک بڑا پتھر کو شمش کے باوجود ٹوٹ نہیں رہا تھا۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم

بھی خندق کھودنے میں سب کے ساتھ تھے۔ آپ کا اطلاع دی گئی کہ کھدائیاں

پتھر نہیں ٹوٹ رہی۔ آپ نے تین ضرلوں میں اسے توڑ دیا۔ وہ پہلی

ضرب جو لگائی اور اس سے شرارہ جو نکلا تو فرمایا میرے ہاتھوں میں

کسریٰ کے خزانوں کی کھجیاں بے دی گئیں بس سارا غنیمت و غصب اس کا

ہے کہ عبد بناروتی میں تختہ کیا بی کیوں اوندھا کر دیا گیا اور درشتی کا پانی

کے پہچنے کیوں اڑا لے گئے اور کسریٰ کے گلے سیدنا سرتہ رضی اللہ عنہ کے

بانٹوں تک کیوں پہنچ گئے۔ اس حدیث ہائیکہ میں تسکین کی صورت یہ پیدا کی

گئی کہ جس عجیبی فہم نے حضرت فاروقی اعظم رضان اللہ علیہ کرشمہ کیا تھا اسے

ہاں شجاع کا نام دیا گیا اور تم میں اس کے معنی قبر پر مالانہ میلہ لگتا ہے پھر چمکے اس

کا نام فیروز تھا لہذا فیروز مبارک پھر قرار دیا گیا اور ہر سیاہ پوش کا اٹھل میں

فیروزہ کے کہ اگلی لکھنؤ ٹھہری۔ دوسری ترکیب لشکریں کی یہ پیدا کی گئی کہ کسریٰ کی خیالی بیٹی کو سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی ماں بنا کر تخت کیا لی سے اپنا رشتہ جوڑا گیا۔ اسی جوہریت کی یاد برقرار رکھنے کے لئے نصف کی حیثیت عید کی سی کر دی اور اسے عبادت کا دن مقرر کیا۔ یعنی یہ تمہارے جوہریت تھا اسے دینی حیثیت دیدی گئی کہ اس دن ایک خاص وقت ایسا آتا ہے کہ دعائیں قبول ہوں اور اسی وقت کے انتظار میں وہ اہتمام کیا جاتا ہے کہ عید کے لئے بھی ضروری نہیں۔

ایسا ہی جشن حضرت امیر المومنین سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے دن منایا جاتا ہے۔ بغیر طریقہ پر یہ سلسلہ کھڑے شروع کیا گیا۔ مگر مگر سیدنا پھر ان اہتمام سے تیار کیا جاتا ہے اور شرط ہوتی ہے کہ گھر سے باہر وہ سامان خود دوزخ میں نہ جانے پائے۔ جب بکثرت گھروں میں یہ سلسلہ جاری ہوا اور مسلمانوں نے اس کی نوعیت دریافت کی تو کہہ دیا گیا کہ یہ حضرت امام جعفر علی کی فاتحہ ہوتی ہے اور جو شخص یہ کام کرے اس کی مرادیں پوری ہوتی ہیں حالانکہ ۲۲ رجب جو سیدنا معاویہ کا یوم وفات ہے اسے حضرت جعفر صادق علیہ السلام کی صوانح حیات میں کسی قسم کی کوئی اہمیت حاصل نہیں۔

اسی طرح مسلمانوں کو دھوکا دینے کے لئے یہ خیال پھیلایا گیا کہ سیدنا علیؑ اصحاب کی اولاد کا دین وہ نہ تھا جس کی تعلیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو دی تھی۔ اصحاب نے وہ دین بدل دیا لیکن آل علیؑ اس پر قائم ہے لہذا مسلمانوں کو اپنا دین آل علیؑ سے سیکھنا چاہئے نہ کہ اصحاب سے۔ اور دلیل یہ دی جاتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم امت کو دو ذریعہ دین سیکھنے کے لئے بے گئے ہیں۔ ایک قرآن اور ایک آپ کی عمرت (حالا کہ جب تک کلینی کی انکالی موجود ہے اور اسے دہرایا جاتا ہے جو مسلمانوں کے ہاں صحیح بخاری

لے رہا ہے۔ یہ دوسری سندیں کا نہ ہی تسلیم کیا اور آج کل شیعیت کا یہی تمہارے فیضان

کا ہے اس وقت تک ناممکن ہے کہ کسی سبھائی کا ایمان اس قرآن پر ہو جسے اُمت
قرآن حکیم کی حیثیت سے مانتی ہے اور اسے من و عن وہی کہتی ہے جو حضور صلی اللہ
علیہ وسلم اپنی اُمت کو وراثت میں دے گئے ہیں (ہی حضرت تو اس کا ذکر حضرت
شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ نے کہ حضرت کا لفظ محمد معنی میں استعمال کیا ہے
ورنہ تمام قریشی عورت میں ہیں اور مسلمانوں نے معاہدہ کے سلسلے میں جو آزادی
بستی اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ حضرت کی عدوی قوت بڑھ گئی۔ ویسے بھی اللہ تعالیٰ نے
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اُمت کا باپ اور آپ کی ازواج مطہرات کو اُمت کی
مائیں بتایا ہے۔ اس طرح ساری اُمت آپ کی آل اور عورت ہے۔ مجدد اللہ تعالیٰ
شروع ہونے کے آج تک اور انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک دین مبین کی نمائندگی
کا شرف اسی متبع سنت جماعۃ المسلمین کے ہاتھ میں رہے گا۔ جیسے آج تک انہی
کے ہاتھ میں رہا ہے۔ فرقہ بازوں کو کسی زمانے میں دعوتِ محمدیہ کی نمائندگی
کی ہرگز حاصل نہیں ہوئی۔ اور ان کی عدوی حیثیت ہر زمانے میں اقل قلیل ہی
رہی بلکہ سب باطل فرقے مل کر بھی عدوی اعتبار سے جماعتِ المسلمین کے ہمیم
نہ بن سکے اور رد و کفر جماعت کے عدوی قوت اور دینی حرارت نفع باطل
فرقوں کے مکائد اور ان کے وقتی تفوق کا مقابلہ کر کے کامیابی حاصل کی۔

لیکن پاک آن میں عدوتِ عالی دوسری ہے۔ یہاں اس اقل قلیل گروہ
کو من مانی کرنے کی آزادی ہے اور ان کے جارحانہ اقدامات سے خطرہ پیدا ہو گیا ہے
کہ کہیں نوجوان نسل اس سو میں نہ بہ جائے۔ اس لئے ہر صاحبِ فکر کو اپنی
ذمہ داری سمجھنی چاہیئے۔ اور ایسے تمام اقدامات کا ڈٹ کر مقابلہ کرنا چاہیئے۔
جو عقائد و اعمالِ اسلامیہ پر چھاپہ مارنے کے لئے کیے جا رہے ہیں۔ اور
ابلاغ کے تمام ذرائع پر قبضہ کر کے ایسے تصورات کو اجاگر کیا جا رہا ہے۔ جن
کا دین محمد سے کوئی تعلق نہیں۔

علی العباسی

سید شریف منوات

نَذْرَانَاكَ عَقِيدَتَا

سیدہ زینب صلوٰۃ اللہ علیہا بنت رسول اللہ کے حضور میں

جنہا یوم

نبی علیہ السلام نے افضل بناتی فرما کر اپنی آل میں سب بلند مقام کی بشارت سے متفخر فرمایا۔

جن کے خاندان میں ابوالعاص بن ربیع شعبہ نوہ ہاشم کی محصور کی اہم میں نبی علیہ السلام اور دیگر محصورین کو غلامک پہنچاتے رہے اور نبی علیہ السلام نے جردا لہجہ یعنی قبول کے خطاب سے نوازا، نسخ التوہید بخ حیات القلوب

محاسن المؤمنین

جو شیر خوار امامہ اور تین سالہ بیٹے علی کو لے کر اللہ کے راستہ میں ہجرت فرما گئے و تنہا مکہ سے مدینہ پہنچیں۔

جن کے تحت جگر علی نے فتح مکہ کے روز نبی کے ہمراہ ناقہ رسول پر صیاری کی اور دو صدیقی میں ۵ رجب ۱۰ سالہ جنگ یرموک میں شہادت کا مرتبہ حاصل کیا۔

جن کے مرنے کے بعد سیدنا ابوالعاص نے پُر دردمر شیعہ کے۔ اور باقی زندگی آپ کی یاد میں بحالت شجرہ گزاردی۔

جن کی بیٹی (امامہ) کو نبی علیہ السلام نے سب سے زیادہ محبوب کے خطاب سے مخاطب فرمایا (جلالہ العین بلوقت ابن سعد) اور سیدنا علی نے سیدہ فاطمہ کی وفات کے بعد آپ سے نکاح فرمایا۔

آپ پر قیامت تک لاکھوں درود و سلام

بعد میں شعبانہ طالب زادہ لکھا۔

حرفِ آغاز

—————

آج عترتِ اہل بیت کا لفظ جس غلط طرز پر ہر کہ و مر کے ذہن و قلب میں ایک خاص انداز میں سمایا ہوا ہے۔ اُس نے ان کے دماغوں میں کابوس بکھری اسلامی نظریات کے نیچے ادھیڑ کر رکھے ہیں۔ چاہیے تو یہ تھا کہ اہل علم و فضل اس سبب توجہ کر کے اس موضوع پر روشنی ڈالتے۔ مگر ہوا یوں کہ کہیں ضحمتاً یہ موضوع اگر ان کے زیرِ قلم آ بھی گیا تو وہ سرسری طور پر اس موضوع پر چند لفظ کہہ کر آگے بڑھ گئے۔ خالص علمی یا تحقیقی انداز میں اس موضوع پر کم از کم آج تک میری نظر سے کوئی ایسی تالیف نہیں گذری۔ اس کے نتیجے میں لب و لہجہ باریں جا رہی ہیں کہ بڑے بڑے عالمین جبہ در ستار ایک دوسرے سے ہم کلام ہوتے وقت اس قسم کی جاہلانہ گفتگو کرتے گئے۔ کہ آپ امتی ہیں یا سید لا حول و لا قوۃ۔ اپنی تو نماز و طالب علمانہ کاوشیں اس سے آگے نہیں بڑھ سکیں کہ ایک مسلمان نبی ہو گیا امتی؟ اہل ایمان دونوں کے علاوہ صرف کافروں کا گروہ ہے۔ یہ کہ ایک نظریاتی اساس پر قائم ہوا تشکیل پاکستان اور ہم | تھا اور اس کی بنیاد لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے نعرہ پر رکھی تھی۔ قطع نظر یہی وہی وہی بنیاد کے اس ریلے صدی میں جن محسوس اور غیر محسوس طریقوں سے اسلام کے بنیادی نظریات پر تیش زنی کی گئی اور جا رہی ہے اور اس کی اقدار کو طیامیٹ کرنے کے وسائل کو تفریت پہنچانے کے اسباب کی فراوانیاں معرضِ وجود میں آئی ہیں اور حکومت

۴۲
علاوہ دوسرے ایڈیشن کی طباعت کے وقت حکومتِ پاکستان کو معرضِ وجود میں آنے پر منتیں سال بچے ہیں۔

وقت کی ایسے لوگوں کو اشرار حاصل رہی اور اس کے سفیکین نتائج کی طرف سے غصہ بصر
 کی جارہی ہے۔ اس طرف کسی خلل نہ وقت نے سرسری طور پر بھی توجہ نہ دی کہ ہم
 جس خار مار گونہ کی آبادی کو جہاں بیت سمجھ رہے ہیں کسی وقت بھی اندوگین
 نتائج کی حامل ہو سکتی ہے اور اس حقیقت سے غصہ بصر کو کہ ہم یہ دھڑک پڑے جا
 رہے ہیں کہ اسلام میں فرقہ بندی باہمی منافرت کا موجب ہے۔ سب لا الہ الا اللہ
 محمد رسول اللہ پڑھنے والے کلمہ گرو آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ مگر حیرانی اس بات
 کی ہے کہ ایک قلیل ترین گروہ کو اس بات کی کھلی پھٹی دی گئی ہے کہ وہ مخالفت
 فرقے کے بزرگان کو علی الاعلان خائن، فاضل، فاسق، فاجر، کافر اور شرک بکہ
 شیطان تک کہنا اپنے عقائد کے مطابق بگھے اور انہیں ایسا کرنے کی کھلی چھٹی
 دی جائے اور انہیں ایسا کرنے سے بالکل نہ روکا جائے۔ حالانکہ کوئی بین الاقوامی
 ضابطہ اخلاق کسی دوسرے کے مذہب کے بزرگوں کو برا کہنے کی اجازت نہیں
 دیتا۔ اور ان کے مقابلہ میں ملک کی ستارے فیصدی اکثریت کو اپنے بزرگان میں
 کی کھلے بندوں تعریف کرنے کا حق بھی حاصل نہ ہو اور اسے اس عامہ میں خلل قرار
 دیا جائے آخر یہ کیا ٹکس ہے۔ کیسی فتنہ ہے۔

ہر سببی و شاتم کے واسطے شتم ہیں
 حق کوئی حق گویاں دے لائق تعزیر

کہ با من ہرچہ کہو آل آتشا کرو | آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام اور
 اسلام کے خلاف سینکڑوں غیر مسلموں نے
 اپنے پس مندی و سائل ہٹے کا لہجے میں نے نثر غلط کی ہے۔ مگر اس پر یہ مخالفانہ
 لٹریچر میں آپ کو فتنہ انگ انسانیت بزرگ بالی دکھائی نہیں دے گی۔ جو دنیا کے رفض
 و شیعیت نے اہل سنت و الجماعت کے بزرگوں کی شان میں رو دیکھی ہے بکہ اُسے
 عبادت سمجھا جا رہا ہے۔

صحابہ کرام سے دشمنی | شیعیت کا غیر جن ماہرینی ہاتھوں سے گنہا گیا جن سبائی

تاہوں میں ہر کچھ کا کچھ تیار ہوا اور جن سامریاں وقت نے اس میں روت پھونکی۔
وہ سب کے سب کسی وقت سیدنا فاروق اعظمؓ کے ہاتھوں میں گھول ہوئے تھے۔

یہ صد مہینہ پچودہ صدیاں گزرنے کے باوجود آج تک نہیں بھولے۔
آج یہ یاد کرانے کی راہ حاصل کر دشمنوں کی جارہی ہیں کہ شیعیت اصحاب ثلاثہؓ
اور علیؓ ایک دوسرے کے دشمن تھے اور اس غلط خیال کو آج تک ہر جائز ناجائز
طریقے سے انہوں اور دیگر لوگوں کے ذہنوں میں ٹھونسنا جارہا ہے جس کی مثال
طعن مشکل ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ نام نہاد معتین اہل بیت جس طرح صحابہ
کرامؓ کے دشمن ہیں۔ اسی طرح علیؓ اور اہل بیتؓ کے بھی دشمن ہیں۔ فرق صرف اس قدر
ہے کہ صحابہ کرامؓ کو ظاہری طور پر نشانہ بنایا گیا ہے اور علیؓ اور اہل بیتؓ پر
بالواسطہ کرم گتری کی جارہی ہے۔

شیعیت عمرؓ کیوں دشمن سے | شیعیت فاروق اعظمؓ کی اس لئے دشمن
ہے کہ بقول اہل تشیع کے عمرؓ علیؓ
کے دشمن تھے۔ بلکہ شیعیت عمرؓ کی اس لئے دشمن ہے کہ عمرؓ نے کوفہ کی
آب و جد کی ہزار ہا سالہ سلطنت کے بچے ادھر کر رکھ دیئے تھے۔

بشکست عمرؓ شہید بن بران عجم را بر باد و فنا دار گد و ریشہ جہم را
ایں عربہ بد غصہ خلافت ز علیؓ نیست کال و کینہ تہیم است غمسم را

عمرؓ نے ایران کے تاجداروں کو ذلیل و رسوا کر دیا اور انہیں دنیا کی عظمت
و مال و دگر دیا۔ عمرؓ سے جو بیویوں کی دشمنی تہیمی ہے۔ عمرؓ سے یہ کہنے ان کے اسلاف
کی طرف بڑھا تو ابو بکرؓ۔ امہات المؤمنینؓ۔ بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے
گزر تا ہوا اللہ تعالیٰ تک جا پہنچا۔ مثال کے طور پر بے ادبی کو لیجئے۔ پس
کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو بہت سی چیزوں کا علم اس کے وقوع کے بعد
ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایک اللہ کرتا ہے اور اس کے وقوع کی خبر بھی دیتا
ہے مگر کسی عارضہ کی وجہ سے اسے منوع قرار دیتا ہے۔ اور وعدہ دیکھنے کے

باوجود ایقانے عہد نہیں کرتا۔

بروایت یعقوب کلینی : عن ابی حمزہ الثامی قتل سمعت
ایا جعفر یقول یا ثابت ان اللہ تبارک وتعالیٰ قد مہان
وقت ہذا الامرا فی مبعین فلما ان قتل الحسین
صلوات اللہ علیہ اشدت غضب اللہ علی اہل
الارض فاخرنا الی اربعین و مایۃ فحدثنا کم
نازعتم الحدیث فکشفتم ثناع الترویل
یجعل اللہ لنا بعد ذلک وقتا عندنا و
یحول اللہ ما یشاء ویثبت و عندنا أم الکتاب۔

روصل کافی ج ۱ ص ۲۶۸ مطبوعہ ایران / باب کرامۃ الترقیت

ترجمہ : ابو حمزہ ثامی کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق کو یہ
فرماتے ہوئے سنا کہ اسے ثابت کہ اللہ نے ۷۰ سال کے اندر
امام مہدی کے ظہور کا وقت مقرر کیا تھا۔ مگر جب حضرت حسینؑ شہید
ہو گئے تو اہل زمین پر خدا کا غضب سخت ہو گیا (یعنی ان کو فیوں پر
جنوں نے حسینؑ کو سیکڑوں خطوط لکھ کر بلایا۔ پھر ان کی
نصرت کی بجائے مزید کی فوج میں شامل ہو کر انہیں شہید کر دیا۔)
تو اس کے ظہور کو ۴۰۰ھ تک موخر کر دیا۔ ہم نے تم سے یہ بیان کیا
تو تم نے اس کو منظور کر کے راز فاش کر دیا۔ اب اس کے بعد
مہدی کے ظہور کا وقت اللہ نے ہمیں بھی نہیں بتایا۔ اللہ جے
چاہتا ہے مٹاتا ہے جسے چاہتا ہے باقی رکھتا ہے۔

یہاں اس روایت پر بحث کرنے کا موقع نہیں کہ کب
کس نے ہجری میں مہدی کے ظہور کا اعلان کیا اور جب ۴۰۰ھ
ہجری گزر گیا تو ۱۴۰ھ کی لم کس نے تراشی اور ۱۴۰ھ گزر جانے کے

کس من چلے نے اپنے ان متبعین کو بدمن ہوتے دیکھ کر نامعلوم مدت بیان کر کے اپنے پیچھے کھالے رکھا۔ اور نہ ہی یہ مقام اس قسم کی تقصیر کا معقل ہے کہ جرم کفریوں کا اور سزا جہنمی کو۔ جرم ثابت کا اور غار کی و محظوظ قید المم کے لئے۔

اک طرفہ تماشہ ہے ذہنیت فیضیت بھی

○ عن زمارہ بن العجلان عن احمد بن زرارہ بن اعین عن امام محمد باقر اور جعفر صادق میں سے ایک سے روایت کیا ہے کہ جیسی جلد سے اللہ کی عبادت ہوتی ہے کسی اور چیز سے نہیں ہوتی۔

(ترجمہ اصول کافی باب الابداء)

○ ایک اور سند سے دوسری حدیث قال ما اعظم الله بهشل الابداء (اصول کافی باب الابداء) جلد سے بڑھ کر کسی چیز سے اللہ کی تعظیم نہیں کی گئی

بنی علیہ السلام کی طرف متوجہ ہونے کو نہا شروع کر دیا کہ آپ کی تمام تبلیغ صرف اس لئے تھی کہ مرلے کے بعد بیٹی اور داماد کے لئے ایک ریاست چھوڑ جائیں۔

صحابہ کرامؓ کی طرف متوجہ ہونے تو سوائے دونوں کے سب کو مرتد بنا کر چھوڑا۔

اہمات المؤمنین کی طرف متوجہ ہونے کو خدیجہ کو باکرہ بنایا۔ اور باقی سب کو فاحشہ اور منافقہ۔ اپنے مزعومہ اللہ کی طرف متوجہ ہونے کو ایک طرف انہیں رب اللہ و تقسیم کیا۔ اور دوسری طرف فاسقوں اور فاجروں کی روٹیوں پر پٹنے والے۔

لے بہت اصول آیت اہم

اب شیروں لے کھڑا کر جاؤ گا عقیدہ دروں کر دیا ہے۔ چنانچہ ان کے
 قبل المجتہدین اور آئینہ اللہ فی العالمین اپنی کتاب اساس الاصول مطبوعہ لکھنؤ ۱۹۱۹ء
 کے حاشیہ پر رقمطراز ہیں :

اعلم ان المبدأ لا یخلق ان یقول لسا حد لانا یلزم
 منه ان یتصف الباری تعالیٰ بما الجمل کما لا یحقی۔
 جانتا چاہیے کہ ہر اس قابل نہیں کہ کوئی شخص اس کا قائل ہو۔ کیونکہ
 اس سے لازم آتا ہے کہ باری تعالیٰ حامل ہو جیسا کہ پوشیدہ نہیں۔ شیعہ
 عقیدہ کہ ترک کر دیں یا اس پر عامل۔ میں یہ ان کا گھڑا ہوا معاملہ ہے۔ بہر حال اس
 سے یہ تو ثابت ہو گیا ہے کہ ہر اس کے معنی اللہ تعالیٰ کا حامل ہونا ہے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

تہذیب

الحمد لله ونصلي على رسولنا الكريم وعلى آله وذريته الفضل العظيم

وصحبه اولى الفخر الجسيم۔ آمنا بعد

اس سے قبل مذہب شیعہ کے متعلق حقیقت مذہب شیعہ، واقعہ کر بلا
بنات الرسولؐ اور مقام صحابہؓ کی بعد دیگرے طبع ہو کر پاکستان بھر اور دوسرے
ممالک میں بھی بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھی گئیں۔ اسی موضوع پر اُہمات المؤمنین اور
”التفقه فی الدین“ کے مقدمے بھی نگاہ قدر سے دیکھے گئے۔ اس دوران مختلف
مقامات سے مختلف اصحاب نے احادیث امتساک کے متعلق خطوط لکھے۔
اچھے تو صدیق المرتضیٰؑ کی وجہ سے اور کچھ چند ایک مجبوریل کی بنا پر خاموشی میں بہتری
سمجھ کر خطوط نے تقاضوں کی صورت اختیار کر لی۔ اور تقاضے چیلنج بنتے چلے
گئے۔ اس کے ساتھ ہی احباب نے اس طرف توجہ دلائی کہ ان مباحث کی
وضاحت سے تاریخ کے وہ اوجھل گوشے بھی سامنے آئیں گے۔ جو شیعیت کی فریب
کار بیگ شیعیت کی بھینٹ چکے ہیں۔

اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر کے اس کام کو شروع کیا اور اس موضوع پر جو کچھ زیر نظر
کتاب کے ذریعہ آپ کے سامنے پیش ہے۔ یہ ایک مجمل سا خاکہ ہے اگر اللہ تعالیٰ
کا فضل شامل حال رہا۔ تو اس سلسلہ میں ایک مفصل کتاب پیش کرنا بھی اس
پر وگرم میں سے ہے۔

طالب دعا

حکیم فیض عالم صدیقی

جامعہ الہمدیہ محلہ مستریاں جہلم

سالہ واقعہ کر بلا حکومت صوبہ سرحد نے نومبر ۱۹۷۳ء میں اور حکومت پنجاب نے جنوری ۱۹۷۴ء میں
طبع کر لیا ہے۔ مجھے ذاتی طور پر اس کا کوئی علم نہیں۔ ایک الزام ہے۔

تمسک بالکتاب تمسک بالسنة

اور تمسک بالعترة

اس موضوع پر ہمیں کتب احادیث سے تین قسم کی روایات ملتی ہیں۔
 ۱۔ عن جابر قال رايت رسول الله صلى الله عليه وسلم
 في حجة يوم عرفة وهو على ناقه القصوى يخطب
 فسمعه يقول يا ايها الناس اني تركت فيكم ما
 ان اغناكم به لن تضلوا - كتاب الله و
 عترتي اهل بيته (رواه الترمذي)

ترجمہ: جابر سے روایت ہے۔ آپ کہتے ہیں کہ میں نے نبی علیہ السلام
 کو عرفہ کے دن حج کے موقع پر دیکھا کہ آپ قصویٰ اونٹنی پر سوار تھے
 میں نے سنا کہ آپ فرار ہے ہیں کہ میں تم پر دو چیزیں چھوڑ رہا
 ہوں اگر تم ان کو چھوڑے رہو گے تو ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔ اللہ کی کتاب
 اور میرے اہل بیت کی عزت۔ ترمذی کی اس حدیث میں تحریر
 کی گئی ہے۔ حدیث کے اصل الفاظ یہ ہیں۔ جو موطا امام مالک
 میں موجود ہیں۔

ترک فیکم امرین لن تضلوا ما تمسکتم بهما کتاب
 اللہ و سنتہ بنیہ (موطا مترجم ص ۳۷)
 ترمذی میں نقل کرتے وقت کتاب الشریعہ و عترتی اہل بیت
 دیا گیا ہے۔ (ترمذی جلد ۲ ص ۱۲)

اسی موضوع پر ترمذی کی دوسری حدیث ۱

حدیثنا علی بن المنذر الکوفی نا محمد بن فضیل نا
 الاعمش عن جیب بن ابی ثابت عن عطیہ عن ابی
 سعید والاعمش عن جیب بن ابی ثابت عن نید بن ارقم
 قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِنی تائب فیکم
 ان تمسکتم بید من تضلوا بعدی احدهما اعظم من
 الآخر کتاب اللہ حبلٌ ممدود من السماء الى الارض و
 عترتی اهل بیتی ولن یتفرقا حق یدنا علی الخوض
 فانظروا کیف تختلف فی فیہما هذا حدیث غریب۔
 ترجمہ : بیان کیا ہم سے علی بن منذر کوفی نے اُس سے محمد بن فضیل نے
 اس نے اعمش سے اس نے عطیہ سے اس نے ابو سعید اور اعمش
 سے وہ بیان کرتا ہے جیب بن ابی ثابت سے وہ بیان کرتا ہے زید
 بن ارقم سے۔ زید بن ارقم کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ نے کہ میں جیک
 چھوٹے جابڑ ہوں تم میں اگر تم اُسے مضبوطی سے پکڑے رکھا تو ہرگز
 نہیں گمراہ ہو گے میرے بعد۔ ایک ان دونوں میں سے بڑا ہے اللہ کی
 کتاب یعنی آسمان سے زمین کی طرف لٹکائی ہوئی رسی ہے میرے اہل بیت
 کی عترت اور وہ ہرگز دونوں جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ وہ میرے
 پاس حوض کے پاس حاضر ہوں گے۔ پس غور کرو کس طرح تم جانیں
 جتنے ہو میرے ان دونوں میں۔ یہ حدیث غریب ہے۔

اس کا ایک ملحدی عطیہ عوفی ہے۔ جو مشہور کتاب کلی کا شاگرد ہے۔
 اعدان دونوں یعنی استاد اور شاگرد نے اس حدیث میں تحریف کی ہے۔
 چنانچہ صاحب تقریب التہذیب نے لکھا ہے بخطی کثیرا حان
 شیعیا مد لہا۔ یعنی عطیہ کثیرا خطا اور شیعہ تھا اور جس سے روایت کرتا تھا۔
 اس کا نام نہیں لیتا تھا۔ (تقریب التہذیب ص ۳۶)

تہذیب التہذیب میں ہے۔ کان یقدم علیا علی الكل۔
 کو تمام صحابہ پر مقدم جانتا تھا (جلد ۷ ص ۲۶-۲۲۵)
 عطیہ عوفی کوئی کشمیر سنی دونوں کے نزدیک رافضی تھا چنانچہ
 شیعوں کی مشہور اور معتبر کتاب جامع الرعاة طبع ایران جلد ۱ ص ۵۲ اور رجال
 ما مقامی جلد ۲ ص ۱۲ پر مرزومہ ہے عطیہ العوفی کان من اصحاب باقرؑ
 عطیہ عوفی کے استاد مشہور کتاب محمد بن سائب کلبی مترقی ص ۱۴۷ کے متعلق
 سخاوی شرح رسالہ منقولہ جزری میں لکھتے ہیں۔ اس کی تین گنیتیں تھیں۔ ابو نصر
 ابو ہشام اور ابو سعید عطیہ عوفی نے لوگوں کو دھوکا دینے کے لئے اپنے استاد کے
 لئے آخری گنیت گھڑی۔ وہ لوگوں کو دھوکا دینے کے لئے کہا کرتا تھا قال ابو سعید۔
 اور لوگ مشہور صحابی ابو سعید خدریؓ سمجھ کر اس کی روایت قبول کر لیتے تھے۔
 اسی مفہوم کی تیسری حدیث :

انی تارک نیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی (بحوالہ ابوداؤد وہیجا)
 کفایت الطالب فی مناقب علی ابن ابی طالب مولفہ شیخ ابی عبد اللہ محمد بن
 یوسف الکبیری رافضی متوفی ۶۵۸ھ کے حوالہ سے حقیقات الانوار میں حامد حسین لکھنوی
 نے نقل کی ہے۔ لیکن یہ روایت نہ ابوداؤد میں ہے نہ ابن ماجہ میں۔ جس سے ثابت
 ہوتا ہے کہ شیخ کبیری نے دروغ کوئی اور کذب بیانی سے یہ حدیث ابوداؤد اور
 ابن ماجہ کے حوالہ سے نقل کی ہے اور حامد حسین نے بغیر کسی تحقیق کے تسلی
 بغض کی وجہ سے حقیقات الانوار میں صبح کر دی ہے۔

۲۔ حجتہ الوداع کے موقع پر نبی علیہ السلام نے جو طویل خطبہ فرمایا۔

اس کے دوران فرمایا :

وقد ترکت فیکم ما لن تضلوا بعدہ ان اعتصمتم بہ

کتاب اللہ وانتم تسئلون عنی

(صحیح مسلم خلا حجتہ الوداع و مشکوٰۃ)

۳۔ عن مالک بن انس بلغه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم تركت فيكم امرين لن تضلوا ما تمسكتم بهما كتاب الله وسنة رسول

(موطا امام مالک جلد ۲ صفحہ ۲۰۰ طبع مصر)

ترجمہ: امام مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں تم میں دو ایسی چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں کہ اگر تم انہیں مضبوطی سے تھامے رکھو گے تو کبھی گمراہ نہ ہو گے۔ اللہ کی کتاب اس کے رسول کی سنت۔

اس حدیث کو حاکم اند بیہقی نے بھی روایت کیا ہے۔

مشکوٰۃ میں عن مالک بن انس در سند کے الفاظ ہیں۔

نتیجہ اب ہمارے سامنے اس موضوع کی تین روایتیں ہیں جن کا مضمون

یہ ہے۔ کتاب اللہ۔ کتاب اللہ وسنت رسول اللہ۔ کتاب اللہ وعمرتی اہل بیت کتاب اللہ والی روایات تو بلا جملہ متفق علیہ زمرہ دی گئی ہیں۔ اسی لئے سیدنا فاروق اعظمؓ نے آنحضرتؐ کی مرض موت کے موقع پر جبنا کتاب اللہ فرمایا تھا۔ اور جنت الباقی کے موقع پر آنحضرتؐ نے اپنے طویل خطبہ میں صریح کتاب اللہ کے کلمات ارشاد فرمائے تھے اور یہ خطبہ حدیث کی تمام کتابوں میں تقریباً موجود ہے۔

کتاب اللہ وسنت رسولؐ کی بحث گذشتہ طور پر گزر چکی ہے۔ اور یہ بھی واضح ہو چکا ہے کہ سنت رسولؐ کے کلمات اگر حضرت یا حضرت اہل بیت کے لفظ سے کہے گئے ہیں۔ اس تحریر فقہی سے ثابت ہوتا ہے کہ باتیں وہی ہیں۔ یعنی کتاب اللہ، کتاب اللہ وسنت رسولؐ تو بلا اختلاف مسلم ہیں مگر حضرت اور اہل بیت کی پیوند کاری۔ ایجاد بندہ اور تحریر فی الحدیث ہے۔

یہ بھی تسلیم کہ حضرت اور اہل بیت کے کلمات بھی صحیح ہیں تو ہمیں یہ دیکھنا ہو گا کہ یہ لفظ اس مضمون کی ترجمانی کرتے ہیں جو راسخ کی طرف سے

پیش کیا جاتا ہے یا نہیں۔

قرآن سنتِ عمرت اور اہل بیت کی امر و نہی

- ۱۔ قرآن کریم (کتاب اللہ) جو اپنے شروع میں ذالکتاب لاریب فیہ کے دعوے سے اقوامِ عالم اور مذاہبِ عالم کے سامنے نہ صرف اپنی سچائی اور اہمیت کا اعلان بلکہ پہنچ کر چھپے اس پر مزید تنصیحی گفتگو کی ضرورت نہیں۔
- ۲۔ سنتِ رسولؐ، لغت میں سنت کے معنی ہیں "طریقہ" اور "راستہ" کے لیکن شرعی اصطلاح میں یہ لفظ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے پر بولا جاتا ہے۔ یعنی وہ اعمال جن کی آنحضرتؐ نے نہ صرف خود پابندی کی۔ یادہ کام جو بار بار آپؐ نے کئے بلکہ اپنے متبعین سے بھی پیا ہی۔ اسلامی شریعت میں قرآن کے بعد سنت کا مقام ہے۔ حضور قرآن کے شارح اور مفسر تھے اور اس پر عمل کر کے دکھانا آپؐ کا فرض قرار دیا گیا تھا پس جو کچھ آپؐ نے کیا ہمارے لئے اس پر عمل کرنے کے لئے قرآن مجید میں بار بار تاکید دی گئی ہے۔ مثلاً

و اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول، من یطع الرسول فقد اطاع اللہ
قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحبکم اللہ۔ بنی عاۃ السلام
کی سنت پر عمل کرنے سے ہی ہم اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے مدعی ہو سکتے ہیں۔
ادبِ بنی عاۃ السلام کی سنت پر عمل کرنے سے ہی اللہ تعالیٰ ہم سے راضی ہو سکتا ہے۔

عترت، بلا اختلاف تمام علمائے اہل سنت اس بات پر متفق ہیں کہ عترت کے معنی ہیں قریبی رشتہ دار، بیٹے، بیٹیاں اور اس ضمن میں ان کی تمام اولادیں بھی شامل ہیں۔ چنانچہ شورشِ شہیدی کہتے ہیں،
عترۃ الرجل اهل بيته و من هملہ الاولاد و الاستعمالهم

العترۃ علیٰ اثنی عشر بنیہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
بقولہ اہل بیتی لیعلمنہ اولاد بذلک فسلہ وعصابۃ
الادنین وازواجہ انتی والمراد بالافذ بہم التسلک
مجتہد ومخافظہ عروتہم والعمل بدویۃہم والاعتقاد
علی مقالہم وهو لا ینافی اخذ الفقہ من غیرہم -
لقولہ صلی اللہ علیہ وسلم اصحابی کالجورم بما یمس
اقتدی بقرآنہم یتقوا - ولقولہ تعالیٰ فاسئلوا اہل
الذکر ان کنتم لا تعلمون - وقال ابن الماکہ التمس
بالکتاب العمل بما ینہ وهو لا یتعار باوامر اللہ و
الانتہا عن فواہید ومعنی التمسک بالعترۃ مجتہد
والاقتداء بہم یمس وسیرتہم ونراہم جلالہ
اذا لم یکن مخالفا للذین قلت فی اطلاقہ صلی اللہ
علیہ وسلم اشعار بان یمس عن عترۃ فی الحقیقۃ
لا یمس ہدیہ وسیرۃ الامطابقتہ للشرعیۃ و
الطریقۃ (مرقاۃ بحوالہ حاشیہ ترمذی)

ترجمہ کسی آدمی کا عزت اس کے گھر والے اور قریبی رشتہ دار
ہوتے ہیں۔ اور عزت کا استعمال بہت سی قسموں پر ہے جسے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قرآن و اپنے گھر والوں کو بیان فرمایا ہے تاکہ
معلوم ہو جائے کہ آپ نے اس کے نزدیک اپنی نسل اور اپنے قریبی رشتہ داروں
اور اپنی ازدواج کے متعلق ارشاد فرمایا ہے اور اس سے یہ مراد لی ہے کہ ان دینی
گھروں رشتہ داروں اور ازدواج کے ساتھ تمسک کیا جائے۔ ان سے
محبت کی جائے اور ان کی عزتوں کی حفاظت کی جائے اور ان کی روایت
پر عمل کیا جائے ان کی باتوں پر بھروسہ کیا جائے اور یہ امر اس بات کے

نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی کی باتوں کو حاصل کیا جائے۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں۔ ان میں سے جن کی بھی پیروی کرو گے ہدایت پاؤ گے۔ اور اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق اگر تمہیں علم نہ ہو تو اہل علم سے پوچھ لو اور ابن ملک نے کہا ہے کہ کتاب اللہ سے تمسک رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ اس میں جو کچھ ہے اس پر عمل کرنا اللہ کے احکام کے مطابق حکم بخانا اور منہیات سے منع کرنا اور عزت سے تمسک کا مطلب یہ ہے ان سے محبت کرنا، ان کی ہدایت پر چلنا اور ان کی سیرت اختیار کرنا سید جمال الدین نے اس بات کو زیادہ کیلئے کہ جبکہ ان کے کام دین کے مخالف نہ ہوں۔

آگے چل کر آپ دیکھیں گے کہ تمسک بالعزت کے کاذب مدعیوں کے کردار کا تاریخ کیا نقشہ پیش کرتی ہے۔

اہل بیت عزت کی طرح اہل بیت کا لفظ آج بھی ہزاروں جگہ لاکھوں اور کروڑوں افراد کے ذہنوں کو شعلہ پر دھندلایا ہوا ہے جسے متاثر کر کے حقائق کی سمجھ سے بہت دور لے جا چکا ہے۔

اس لحاظ سے کہ اس لفظ کو تادیلات کی چرخہ پر چڑھا کر ذہنی درزشوں کا اکھاڑ بنایا جائے۔ لفظ اہل بیت میں کوئی نمدت یا عجیب پن نہیں۔ لفظ اہل بیت سے معنی بالکل واضح اور صاف ہیں۔ "یعنی گھر کے لوگ" گھر کے لوگوں میں وہی افراد شمار کیے جاسکتے ہیں جو صاحب خانہ کے گھر میں موجود ہوں۔ جو بیٹیاں شادی کے بعد اپنے ہونے والے شوہروں کے ہاں منتقل ہو جائیں وہ اہل بیت میں شمار نہیں کی جاسکتیں۔ وہ بیٹے جو والدین سے الگ ہو کر اپنے طور پر قیام پذیر ہو جائیں۔ وہ بھی اس زمرے میں نہیں آتے۔ البتہ عزت میں شامل ہیں۔ اس لحاظ سے اہل بیت المؤمنین ہی نبی علیہ السلام کی اہل البیت ہیں اور قرآن بھی اس بات پر شاہد ہے۔ چنانچہ سورہ احزاب کی آیت ۴۲ تا ۴۴ کا ترجمہ مقبول جمعہ مشرق

کی زبان سے سینے :

”اے نبی کی عورتو! اگر تم پر بیڑ باری کرو تو تم اور عورتوں کی مانند نہیں ہو
پس دلی زبان سے باتیں نہ کیا کرو۔ کہ وہ شخص جس کے دل میں روگ ہے
کسی طرح کا لالچ کرے اور نیک ریتی شک سے بچی ہوئی باتیں کیا کرو۔
اور اپنے گھروں میں عزت و وقار سے، بیٹھی رہو اور تم جاہلیت کا سا
بناؤ سنگار کرنے باہر نہ بھلا کرو اور نماز پڑھا کرو۔ اور زکوٰۃ دیا کرو
اور برابر، اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتی رہو۔

اے اہل بیت صوائے اس کے نہیں ہے کہ خدایہ چاہتا ہے کہ
تم سے ہر قسم کے جس کو دور کر دے۔ اور تم کو ایسا پاک کر دے جیسا کہ
پاک کرنے کا حق ہے اور تمہارے گھروں میں خدا کی آیتیں اور حکمت
کی باتیں جو پڑھیں جاتی ہیں انہیں یاد رکھو۔ بے شک خدا تعالیٰ
بڑا باریک بین (راہ) خبردار ہے۔“

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے نبی علیہ السلام کی انواع مطہرت کو خطاب
فرمایا ہے اور تقریباً تمام صیغے جمع مونث حاضر کے استعمال فرمائے ہیں اور یہ سب تفسیر
گویا لفظ اہل بیت کی ہے۔ لفظ اہل او آل اصل میں ایک ہی معنوں میں استعمال
ہوتا ہے۔ چنانچہ نزل بالابرار میں علامہ محمد صدیق حسن خاں لکھتے ہیں یہی معنی ہیں اور
بصریوں کے نزدیک آل اصل میں اہل تھا۔ پس ہم کو حمزہ کے ساتھ تبدیل کیا گیا۔
قوال بن گیا۔ آل البی میں اختلافات چار اقوال پر کیا گیا ہے۔

۱۔ آل امام شافعی کے نزدیک وہ ہے کہ جس پر وہ تہ مرام کیا گیا ہے اور
اس میں تین قول ہیں۔ اول بنو ہاشم اور بنو عبد المطلب ہیں۔ اور ایک
روایت میں امام احمد نے بھی یہی کہا ہے۔

(۱) محض بنو ہاشم : یہ قول امام ابو حنیفہ کا ہے اور ایک روایت میں
امام احمد نے بھی کہا ہے۔ بنو ہاشم اور وہ جن کا سلسلہ پیدای غالب بن فہر تک

تک۔ جائے پس اس میں ہر مطلب بنو امیہ اور بنو ذوقل بھی شامل ہیں اور یہ قول اصحاب امام کا ہے۔

- ۲۔ آل نبی صلی اللہ علیہ وسلم یعنی رسول پاک کی ذریت اور بیبیاں ہیں۔ اور علماء نے کہا ہے کہ آل اور اہل برابر ہیں اور وہ بیبیاں اور ذریت ہیں۔
- ۳۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آل، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تابعدار ہیں قیامت تک۔ اور یہ قول جابر بن عبد اللہ ثوری اور بعض شوافع سے روایت کیا گیا ہے۔ نووی نے شرح مسلم میں اور زہری نے بھی اسی کو ترجیح دی ہے اور اختیار کیا ہے۔

۴۔ نبی علیہ السلام کی اُمت کے متقی اور پرہیزگار لوگ:

آل کے معنی میں اولاد، ذریت، طبع، اہل خانہ، اہل قرابت اور اہل دین سب اس میں آجاتے ہیں۔ قرآن مجید میں آل ابراہیم، آل عمران سے مراد ان کے گھر کے لوگ ہیں اور آل بمعنی متبع کی وضاحت اس حدیث سے ہوئی ہے من سلك علی طریق فہو الی "جو میرے طریقے پر چلا وہ میری آل ہے"۔

چند صحابہ کرام کو بھی آپؐ نے "مناہل البیت" کی بشارت سے مقرر فرمایا جیسے سید سلمان فارسی وغیرہ اور اس سے بھی یہی امر واضح ہوتا ہے کہ نبی علیہ السلام کے پچھے متبع بھی اہل البیت ہیں شامل ہیں۔

الغرض ان تقریبات کی روشنی میں تمام بزرگایا، اصناف، ائمہ، متبع سنت رسولؐ اور آپؐ کی ذریت یعنی سیدہ زینبؓ، رقیہؓ، ام کلثومؓ، فاطمہؓ، تہمؓ، عباسؓ، ابراہیمؓ اور اولاد سیدہ زینبؓ اور سیدہ فاطمہؓ وغیرہ قیامت قیامت

صلی اللہ علیہ وسلم ہے اس پر بقول شیعہ اصحاب اگر ان کے اذکار کو ہی تسلیم کر لیا جائے تب بھی بات نہیں بنتی۔ وہ تو کہتے ہیں کہ سیدنا عیاضؓ، سیدہ فاطمہؓ، حضرت حسنینؓ معصوم تھے۔ پھر معصوم اور ان کی دوبارہ من الرجب سے تطہیر عجیب و غریب قسم کی باتیں ہیں۔

ایک سوال اور اس کا جواب | یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے یعنی پھر کیا وجہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہؓ، علیؓ، حسنین رضی اللہ عنہم کو ایک چادر میں لے کر فرمایا، اللہم لھولاء اہل بیتک فادھب عنہم الرعس وطہرہم تطہیراً یعنی اے اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں پس زور کر ان سے اذکار، باقی اللہ پاک کر ان کو پاک کرنا۔

چونکہ آیت تطہیر میں مخاطب صرف اذکار مطہرہ سے تھا پس نبی علیہ السلام نے اس کے خیال سے کہ ایسا نہ ہو کہ لوگ میرے اہل و عیال کو اہل بیت سے خارج سمجھ گئیں اور ان کی تطہیر و تکویم میں کمی کریں لہذا اظہار شرف اور ادخال اہل بیت کے لئے نبی علیہ السلام نے ان کو بایں طہر یا دنر یا اور لوگوں کو سنا دیا کہ یہ لوگ بھی میرے اہل بیت میں شامل ہیں۔

آیت تطہیر کے مطلق ابن بابی حاتم اور ابن عباسؓ کو مرہ سے وایت کرتے ہیں اور انہوں نے ابن عباسؓ سے اخراج کیا ہے کہ فرمایا ابن عباسؓ نے کہ تحقیق یہ آیت اذکار مطہرات کے حق میں نازل ہوئی۔

ابن مودب نے سعید بن جبیر کے طریق سے نکالا ہے کہ فرمایا ابن عباسؓ نے کہ یہ آیت نبی علیہ السلام کی طرف سے نازل ہوئی نیز جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اذکار مطہرات کے حق میں نازل ہوئی نیز جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اذکار مطہرات کے حق میں نازل ہوئی نیز جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اذکار مطہرات کے حق میں نازل ہوئی نیز جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اذکار مطہرات کے حق میں نازل ہوئی۔

تو قرآن ہی گھر کے لوگوں میں شامل ہے۔

تفسیر احمدی اور بیاری میں ہے۔ تخصیص الشیعتنا اهل البیت
بقاضیۃ آخر اذ خاص کرنا شیعوں کا اہل بیت کو ساتھ حضرت خاتمہ علیؑ اور حسینؑ
کے اور حجت پکڑنی راتھ اس آیت کے اور اجماع کرنا ان کا ضعیف ہے۔ "کیونکہ قبل
آیت اور مابعد آیت کے مناسب نہیں اور حدیث اس سر پر دلالت کرتی ہے کہ یہ
چار بھی اہل بیت سے ہیں نہ کہ ان چار کے سوا اور کوئی اہل بیت سے نہیں۔

نقل عن منصور لما تریدی وعوانہ عام للانواع والاولاد
جميعاً غیر مختص باحد معما (تفسیر احمدی)

منصور تریدی سے منقول ہے کہ یہ آیت ظہیر عام ہے انواع اور
اولاد جمیع کے لئے ان میں سے کسی ایک کے ساتھ مختص نہیں؟

اہل بیت کے حق میں شاہ عبداللہ محدث دہلوی نے مدارج النبوة میں

ذہ تفصیلی بحث کی ہے۔

چنانچہ کہتے ہیں۔ بیت تین قسم کے ہوتے ہیں۔ بیت نسب، بیت سکونت
بیت دلالت پس اولاد عبدالمطلب اہل بیت نسبی ہے۔ ازواج مطہرات اہل بیت سکونت
اور اولاد آپ کی اہل بیت دلالت ہے۔ اہل بیت سے صرف ازواج مطہرات کے لئے
حضرت ابراہیمؑ کا قصہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے۔ جب ان کے گھر
میں حضرت لوطؑ کی قریم کو ہلک کرنے کی خبر پہنچی اور حضرت اسماعیلؑ، اسحقؑ
اور یعقوبؑ کی پیدائش کی بشارت لیٹ پر حضرت سارہؑ نے توبہ کیا انہیں رکھا
تو فرشتوں نے کہا۔

اتجبین من امر اللہ رحمت اللہ علیکم وبراکاتہ علیکم

اہل البیت اللہ حبیباً مجید (سورہ ہود)

جب فرشتوں نے یہ بشارت سنائی اس وقت حضرت ابراہیمؑ
کے گھر کوئی لڑکا یا لڑکی نہیں تھی۔ صرف حضرت سارہ تھیں۔

ایک نکتہ سید ہاشم کی شہادت کے بعد یہود اور مجوس کے مخبر ہی گرد کے ہاتھ میں خلافت بنو امیہ کے خلاف ایک کامیاب حربہ آگیا تھا۔

ان لوگوں نے امویوں کے ساتھ تمام امت کے خلاف جہوت و غلویت میں زہر اگلنا شروع کر دیا۔ اس بہتان طرازی، افترا پر دازی، افسوس و کمر کے سلسلہ کا دورِ اوّل بنو امیہ کی خلافت کے خاتمہ پر ختم ہوا۔ بنو عباس کی خلافت کے تصور کی تعبیر ہی بنو امیہ کی خلافت کے کھنڈ روں پر ہوئی تھی۔ اب فاطمیوں کی اس کارِ الٰہی میں عباسی بھی شامل ہو گئے۔ اس دورِ ثانی میں اگر فاطمی بار بار خلافت عباسیہ کے خلاف خروج نہ کرتے تو ان دونوں کی بنو امیہ کے خلاف مشترکہ کاروائیوں سے بنو امیہ اور ان کا ساتھ دینے والوں کا نام ہی تاریخی صفحات میں اول و آخر ترین لوگوں میں ہوتا۔ مگر ان کے درمیان چونکہ مغایرت کی خلیجیں روز بروز وسیع سے وسیع تر ہوتی چلی گئیں۔ اس لئے بنو امیہ کی خلافت کا سنہری دور کسی نہ کسی ضمن میں تاریخی صفحات پر رہ گیا۔ نام نہاد مجسمین اہل بیت لے صدیوں اس بات کا پرچار جاری رکھا کہ اہل بیت صرف علیؑ، فاطمہؑ اور ان کی اولاد ہیں یہ پیدائشی ذہنوں کو متاثر نہ کرنا چاہتا تھا۔ اور صدیوں بعد تک یہ تاریخ کا کام شروع ہوا۔

شیعوں کے ہاں تو اہل بیت سے مراد صرف فاطمہؑ اور ان کی اولاد ہے۔ جو بنی وقت گزرتا گیا ایک طرز پر پختہ ہو گیا کی بنا پر عراق، اہل سنت و جماعت بھی جنہیں بنی اہد تاریخی پس منظر کا علم نہیں تھا متاثر ہوتے چلے گئے۔ انہیں یہ بات یکسر محسوس ہوتی چلی گئی کہ بنی علیہ السلام کو اپنی چار بیٹیوں سے ایک جیسی نسبت تھی۔ سیدہ زینبؑ بنی امیہؑ تعالیٰ عنہا جو تمام بیٹیوں سے بڑی تھیں اور سیدنا ابوالعاص بن ریح کے نکاح میں تھیں ان سے آپ کی دو اولادیں ہوئیں۔ سیدنا علی بن ابوالعاص جو نیم مکہ کے روز بنی علیہ السلام کے روایت تھے اور انہی علیؑ نے کعبہ کی تصویریں مٹائیں اور بیت گرائے تھے۔ ناموں کے اشتباہ سے بعد کے لوگوں نے علی بن ابوالعاص کو علی بن ابوطالب

سمجھ دیا۔ یا شیعہ پاپیگیٹھانے ایسا کیا۔ عیدہ امامہ نہایت عیدہ نا ابرو العاص میں جن کے متعلق طبعات ابن سعد میں ہے کہ ایک روز نبی عابدہ السلام کوڑیوں کا ایک ہار لائے اور فرمایا میں یہ ہار سب سے پیاسے کھردوں گا۔ پھر سیدہ امامہؓ کو بلایا اور ہار لائے کھلے میں ڈال دیا۔ اسی وقت سیدہ امامہؓ کی آنکھوں میں کیچڑ لگی جو نبی عابدہ السلام نے اپنے دست مبارک سے صاف کی۔

شیعہ مذہب کی مشہور کتاب مبعلا العیون میں مرزوم ہے کہ نبی عابدہ السلام امامہؓ نماز کے وقت کندھے پر بٹھائے ہوئے ہوتے تھے۔ سیدہ نا ابرو العاصؓ کے متعلق ماسخ التواریخ میں ہے کہ نبی عابدہ السلام جب شعب بنو ہاشم سے بعد میں شیعہ پر وپیگنڈہ نے شعب ابوطالب بنایا میں جب پناہ گزین تھے تو آپؐ غار اور غریباؤں پر بار کر کے شعب میں ہانک دیتے تھے۔ اسی لحاظ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ ابرو العاصؓ نے نامادی کا حق ادا کر دیا۔

نسخ التواریخ فارسی جلد ۲ صفحہ ۱۵۱ حیات القلوب محال المومنین

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر قبول شیعہ حضرات آل و اہل بیت۔ رسولؐ محمدؐ کے لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی یا بیٹی کی اولاد ہونا شرط میں ہے۔ تو نبی علیہ السلام کی باقی اولاد اولاد کی ادھکیوں اس سعادت سے محروم کی جا رہی ہے۔

کیا فاسق و فاجر بھی اہل بیت میں شمار کئے جاسکتے ہیں؟

نافرمان۔ عاق۔ نامتق۔ فاجر۔ زانی، شراب خوار، بدکار قسم کے لوگ قرآنی زبان میں آل سے خارج ہیں۔ وہ لوگ اسی وقت آل میں محسوب ہوں گے جب تک تو حید اور اتباع سنت پر قائم ہیں۔ اور متبدع بدعات مکفرہ و مضلہ نہ ہوں۔ کنعان کے غرق ہونے کے وقت نوح علیہ السلام نے عرض کی بارالہا میرا بیٹا؟ ارشاد ہوا اے لیس من اھلک اے حمل غیر صالح۔ دوتیری آل سے نہیں۔ حضرت لوط علیہ السلام کی عورت کا راتہ اور حضرت آدم علیہ السلام

کے بیٹے تا پیل کے واقعات بھی اس کے مزید ہیں اور اس قسم کی مثالوں سے
تفاہیر و احادیث کی کتب سے ہسیدوں نظائر پیش کیے جاسکتے ہیں۔
چنانچہ حضرت رسولؐ کے ضمن میں شارحین نے لکھا ہے کہ اذالہ یکی
مخالفاً للبدین (مخالفاً شرعاً مشکوٰۃ) یعنی اہل بیت سے منہ دے دے پیلے
یہ دیکھنا ضروری ہے کہ وہ شریعت کے مخالف نہ ہوں اور اگر وہ لوگ تمسک بالکتاب
کے علی الرغم بدکار ہیں۔ تو وہ آل سے خارج ہیں۔

تمسک بالکتاب بالسنت اور بالعترت کے حامل کون ہیں ؟

احادیث مذکورہ کی روشنی میں اب چھ عنوانات کے تحت ہمیں مطالعہ
کرنا ہو گا۔

- ۱۔ اہل سنت اور قرآن
- ۲۔ اہل سنت اور عترت رسولؐ
- ۳۔ اہل سنت اور قرآن
- ۴۔ شیعہ اور قرآن
- ۵۔ شیعہ اور سنت رسولؐ
- ۶۔ شیعہ اور عترت رسولؐ

۱۔ اہل سنت کے تمام فرقے بلا اختلاف نزول قرآن سے آج تک قرآن کو
واجب التحکیم اور واجب العمل سمجھتے ہیں۔ ان کا عقیدہ ہے کہ قرآن
میں ایک نقطہ تک کی کمی بیشی نہیں ہوئی۔ اور اللہ تعالیٰ نے خود ہی اس
کی حفاظت کا وعدہ فرمایا ہوا ہے۔ نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون
اس صورت میں اس میں کسی قسم کی کمی بیشی کا تصور تک مترادف بکفر
ہے۔ مرقاۃ میں ہے کہ تمسک بالکتاب کا یہ مطلب ہے کہ قرآن کے
تمام احکام پر عمل اور لوہی سے اجتناب کیا جائے۔

۲۔ اہل سنت کے تمام فرقے بلا اختلاف سنت رسولؐ کو قرآن کے بعد
اول ترین مقام دیتے ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ بعض لوگ اپنی بد اعمالیوں
کی وجہ سے تارک سنت ہیں۔ مگر منکر سنت ایک بھی نہیں۔

۳۔ اہل سنت نے عزتِ رسولؐ کا صحیح مقام سمجھتے ہوئے ان کے مجدد و شرف میں کسی قسم کی گستاخی کا ارتکاب کسی زمانہ میں نہیں کیا بلکہ اہل سنت کا ایک فرقہ یعنی بریلوی حنفی تو عزتِ رسولؐ کی محبت میں اس قدر بڑھے ہوئے ہیں۔ جہاں شیعہ کے مزعمہ عقاید اور ان کے عقاید کے درمیان جس بھر بھی فرق نظر نہیں آتا البتہ صاحبِ مرقاة کے اس بات کے قائل ہیں کہ تمسک بالعترت کا یہ مطلب ہے کہ ان کی سیرت اور طریقہ کو اپنایا جائے۔ اور اگر ان کی سیرت اور طریقہ اس قسم کا ہو جو انہیں زورِ عزتِ رسولؐ سے خارج کرے۔ کا موجب ہے تو ان سے تمسک کے کیا معنی ؟

اور پھر عزت اگر صرف اولادِ فاطمہؑ تک محدود ہے۔ تو اس شاعری یا تکبندی سے بھی اہل سنت کا کوئی واسطہ نہیں حالانکہ بڑے اہلِ مصلحت و سیاست میں ثابت کیا جا چکا ہے کہ عزت میں سیدنا عباسؓ کی اولاد، جعفر طیارؑ، عیسا علیؑ کی دوسری بیٹیوں سے اولاد تمام عزتِ رسالت میں شامل ہیں اور وہ لوگ خود بھی اس بات کے قائل تھے۔ اسی وجہ سے عباسیوں، علویوں، جعفریوں، فاطمیوں کے درمیان مصالحت و تعلقات تھے چیمپوں فاطمی شہزادیاں عباسی اور علوی شہزادوں کے حوالہ عقد میں تھیں جن کی تفصیل اپنے مقام پر آئیگی۔

۱۔ شیعہ اور قرآن :

۱۔ شیعہ آج تک قرآن کے متعلق کسی ایک نکتے پر متفق نہیں ہو سکے جس طرح باقی امور میں یہ لوگ مختلف النہایاں ہیں۔

۱۔ حضرت جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ جو قرآن حضرت جبرائیلؑ نے پہلے تھے وہ تیرہ ہزار آیات پر مشتمل تھا۔ جب کہ موجودہ قرآن

ملہ عربیہ تفصیل کے علاوہ راقی کی تالیف حقیقت نہ باب شیعہ دیکھو۔

۶۶۶ آیات پر مشتمل ہے (احول کافی باب الزاد صفحہ ۷)

۲۔ تحریر قرآن پر دولت کرنے والی معایات متواتر ہیں (فصل الخطاب صفحہ ۷)

۳۔ یہ قرآن کچھ دہی ہے کچھ دلا ہوا ہے (شمسی مفسر کا شی کا مقدمہ)

۴۔ نعم یعقوب کلینی متوفی ۳۲۹ھ لکھتا ہے قرآن کی آیات ۷۰۰۰ تھیں۔ اس

قرآن کی آیات ۱۱۱۱ ہیں (صافی)

۵۔ امام جعفر صادق نے فرمایا اے ابو محمد ہمارے پاس ایک جامعہ ہے تجھے معلوم

ہے وہ جامعہ کیا ہے۔ میں نے کہا میں آپ پر قربان ہو جاؤں وہ جامعہ کیا

ہے۔ آپ نے فرمایا۔ وہ قرآن ہے جو مترکز لمبا ہے (احول کافی صفحہ ۱۳۶)

۶۔ اسی احول کافی میں لکھا ہے کہ اس کی موٹائی اونٹ کی ران کے برابر ہے (۱۳۷)

۷۔ امام علیہ السلام نے فرمایا کہ ہمارے ہاں ایک صحیفہ فاطمہ ہے اور تم جانتے ہو

وہ صحیفہ فاطمہ کیا ہے۔ فرمایا وہ ایک قرآن ہے جس میں تمہارے قرآن سے

سہ گنا زیادتی ہے۔ اور خدا کی قسم اس میں تمہارے اس قرآن کا ایک حرف

بھی نہیں (احول کافی صفحہ ۱۳۸)

۲۔ سنت رسول اور شیعہ :

شیعوں کا سنت رسول پر عمل کرنا تو درکنار انہیں لفظ سنت سے ہی چڑ

بے دماغی صفا چٹ اور مرچھیں دماڑ، تہ بند زمین پر گھسٹا جا رہا ہے حقہ

یا سگریٹ ہاتھ میں۔ کسی نے کان چھدوائے ہوئے ہیں۔ کسی نے سر چوٹی

رکھی ہوئی ہے کسی نے لہجے کے کڑے پہن رکھے ہیں کسی نے سیاہ لباس

پہن رکھا ہے۔ کسی کا جامہ سرخ ہے، کوئی زرد پوش ہے

عن یونس عن بعض اصحابہ عن ابی عبد اللہ علیہ السلام فی قولہ علیہ السلام
قال تقبض بیدک علی الخیة و یخرما فضل (فروع کافی ج ۲ جز ۲۲ ص ۲۸۵) ہاں حاشیہ

بجے اور کوئی ٹیلی پریشن ہے۔ ماتم ہو رہے ہیں مجلسیں گرم ہیں مرثیہ خوانی
 مہور ہی ہے مگر نماز کے نفرت ہے۔ بھنگ، چرس، اینون، کاما، خیار، شراب
 کے قدر پل رہے ہیں۔ علی حیدر کے نعرے لگ رہے ہیں۔ کہیں گتے، بٹیر
 مرغ اور مینڈے لڑائے جا رہے ہیں۔ واڑی رکھنا تو درکنار واڑی کھنے
 والوں کی سانس اٹائی جا رہی ہے۔ نماز پڑھنے والوں کو طعنے دیئے جا رہے
 ہیں۔ کہ ایسے ہی لوگ قاتلین جیٹن میں شامل تھے۔ میں نے اٹھ دن سارا
 زندگی میں صرف ایک شب یہ نیم عالم کے منہ پر واڑی دیکھی ہے۔ حالانکہ سیکولر و مجاہد
 اور ہزاروں عالم دیکھے ہوں مگر سب کے سب واڑی منہ سے اور واڑی نہ ترانے
 والے دیکھے۔

ابن قیثم (شہید) امام جعفر صادق کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا بقدر قبضہ رکھنا اور اس
 سے نادمہ کو کٹا دینا چاہیے۔ مگر کچھوں کے متعلق بیٹے نے عن ابی عبد اللہ علیہ السلام
 قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من شارب من المشارب حتی
 یتأخر الا لاس۔

عن علی بن ابی جعفر عن ابی الحسن علیہ السلام قال من شارب من
 المشارب من السنة قال فخرہ ان ہر دو عاریتہ کا مقہوم یہ ہے کہ تم کو میں کٹا
 ڈالنے چاہتا ہوں یہاں تک کہ ہر منٹ نظر کرنے لگیں اور جو شخص دیکھوں کو بڑھاتا ہے اس
 کے متعلق اشارہ ہے: عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال قال رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم لا یطوّل احدکم شاربہ فان الشاربین یقتلوا
 مخبط بیریہ ر فروع کافی ج ۲ صفحہ ۱۰۰

امشانی ترجمہ اصول نیاں میں ہے کہ ایک دفعہ سینا علی فرار سے نماز میں
 کے لشکر پر رشید اس خطاب پر غور کریں: فرات بن حنف نے پوچھا اے امیر مومنین
 بنی مردان کا لشکر کیسا ہے اس روایت کے نقل کرنے والے عقیل رباط و رشید صفحہ ۴۴ پر
 ۵ دوسرے ایڈیشن کی طباعت کے وقت راقم کی عمر تقریباً ۱۷ سال ہو چکی ہے۔

۳۔ عزت رسول اور شہید :

اس سے پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ عزت رسول سے مراد بنی علیہ السلام کے خاندان کی تمام اولاد ہے۔ مگر شیعوں کا موقف اس باب میں بغیر کسی ثبوت کے منفرد اور الگ ہے یہ لوگ مولیٰ حسینؑ کی اولاد کے کسی کہ عزت رسول میں شامل نہیں سمجھتے ان کا یہ موقف انہی کی کتابوں کی دشمنی میں بنی علیہ السلام کی ایذا دہی پر منتج ہوتا ہے۔ مگر انہیں اس بات سے کوئی غرض نہیں اور لطف یہ کہ اکثر موقعوں پر یہ لوگ حسینؑ کی اولاد کو بھی بخشتے نظر نہیں آتے۔

- ۴۔ فتنہ کے لحاظ سے عزت رسول سے شریعت کی اولین مستحق بنی علیہ السلام کے چچا سیدنا عباسؑ کی اولاد ہے۔ ان کے متعلق شیعہ کہتے ہیں:
- من كان هذا ذا اهل فلهو في الاخرة اهلۃ یعنی جو اس دنیا میں اندھا ہے وہ آخرت میں بھی اندھا ہے۔ اس سے مراد عباسؑ کی اولاد کا بیٹا علیؑ ہے (حیات القرب،

راغبہ حاشیہ ص ۱۲) کے اندھے کو اتنا بھی علم نہیں کہ سیدنا علیؑ ۳۰ میں شہید ہوئے اور امیر المؤمنین مولانا کے ہاتھ پر پیرے ستروال بعد ۵۰ھ میں معیت کی گئی گویا ستر سال بعد پیدا ہونے والے لشکر کو علیؑ مخاطب فرما رہے ہیں۔ فرمایا اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو دارحیث متواتر ہیں اور منگھٹوں پر لہ دیتے ہیں پس وہ لوگ حدیث کے لحاظ سے مسخ ہو گئے۔

(الشافی ترجمہ اصول کافی صفحہ ۹۴، ۹۵)

اقول: اب دیکھنا یہ ہے کہ مروجہ زناد میں بقول سیدنا علیؑ منسوخ صریح ہے یہ اہمیت میں شیعوں کا بڑا حصہ ہے بڑا جہتہ بھی، آج دارحیث تراشا ہے علیؑ کی اہمیت دیکھو دارحیث حنا چلی اور دیکھیں پر لہ دیتے ہیں ہر وقت لوہار تھکے پھر رہے ہیں اس روایت سے یہ بھی لازم ہوا کہ دارحیث منہ بجا ہو جب لوہار علیؑ بہت بڑا ڈاؤ ہے۔ اور ان کی سونچیں ان کے منہ پر غیظان کے جیسے ہیں۔

- ۲۔ عباس ولد الزمان تھے، حیات القلوب
- ۳۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت عقیل رضی اللہ عنہ یعنی ہمدانی ذیل و خوار تھے، احتجاج طبری
- ۴۔ زبیر بن علی (زین العابدین) یحییٰ بن زبیر۔ ابراہیم بن موسیٰ کاظم، جعفر بن موسیٰ کاظم، کذاب تھے۔
- ۵۔ جعفر بن علی (نقی) حسن عسکری کا بھائی کذاب تھا۔
- ۶۔ حسن ابن حسن مثنیٰ اور اس کا لڑکا عبد اللہ الحنفی اور اس کا لڑکا مرتداور کافر تھے۔
- ۷۔ ابراہیم بن عبد اللہ، زکریا بن محمد رباقر، محمد بن عبد اللہ بن حسین بن الحسن محمد بن قائم بن الحسن یحییٰ بن عمر کافر و مرتد تھے۔
- ۸۔ سیدہ زینب، سیدہ زینب، سیدہ زینب، ام کلثوم، کوئی علیہ السلام کی بیٹی نہیں کہیں کرتے۔ حالانکہ شیعہ مذہب کی بیسیوں کتب میں انہیں بیٹیاں تسلیم کیا گیا ہے۔ تفصیل آگے ملے گی۔
- نبی علیہ السلام کے صاحبزادگان بچپن میں ہی جنت الفودکس کو سدھار گئے۔ اگر ان میں سے کوئی زندہ رہتا تو اس کو اور اس کی اولاد کو بھی یہ لوگ نہ بخشے جیسا کہ انہوں نے سیدہ زینب کی بیٹی سیدہ ام کلثوم کا ذکر اپنی کتب میں جہاں بھی کیا ضمنا کیا۔ حالانکہ سیدہ فاطمہ نے وفات کے وقت سیدنا علیؑ کو وصیت کی تھی کہ میرے سونے کے بعد میری بہن زینب کی بیٹی ام کلثوم سے نکاح کرنا بعد میرے بیٹوں پر میری طرح ہر ماں ہے سیدہ زینب کے بیٹے کاظم علی تھا۔

۱۔ جعفر بن یفتری اس لئے سجادہ کیا گیا، اس نے کہا تھا حسن عسکری ملا لڑت ہو گیا ہے

سیدنا علیؑ اور شیعہ ————— پیلو رُخ

ان کی کتب کی بددستی میں اگر سیدنا علیؑ کی سیرت کا خاکہ مرتب کیا جائے تو کچھ اس قسم کی صورت نظر آتی ہے۔

۱۔ تمام عمر مغلوب و مظلوم رہے۔

۲۔ نبی اکرمؐ وفات کے بعد سب ان کے دشمن ہو گئے اصدہ قرآن یکہ خاندان شیعہ ہو گئے۔

۳۔ انہیں نبیؐ نے اپنے بعد خلیفہ بلا فضل نامزد کیا۔ مگر نبیؐ کی وفات کے بعد کسی نے سوائے تین آدمیوں کے ان کی تصدیق نہ کی۔

۴۔ حصول خلافت کے لئے اپنی زوجہ کو گدھے پر سوا کر کے ایک ایک کا دروازہ کھٹکھٹایا مگر کسی نے ان کا ساتھ نہ دیا۔ (صورت حمید یہ)

۵۔ ان کی گردن میں رسی ڈال کر گھسیٹا گیا۔ اور ان سے بہ جبر بیعت لی گئی۔

۶۔ آپ کے سامنے آپ کی زوجہ کو گڑھے میں پٹیا گیا۔ ان پر مدد نہ گرا کہ ان کا عمل ساقط کیا گیا۔ اور آپ خاموش رہے۔

۷۔ قرآن کو پارہ پارہ ہوتے دیکھا۔ قرآن کو جلتے دیکھا مگر کچھ نہ کہہ سکے۔

۸۔ گنجی کی نشت کو گمراہ ہوتے دیکھا۔ مگر بہ بیت نہ کر سکے۔

۹۔ کفر کو از سر نو ابھرتے دیکھا مگر خاموش رہے۔

۱۰۔ بدعات کو مدد و افزائش ترقی دیکھی مگر کسی کو ٹوک نہ سکے (محل کا فی کتاب الحجۃ)

۱۱۔ ان کے سامنے شوشہوں سے عورتیں چھینی گئیں۔ نبی اکرمؐ کی عطا کردہ مصافحہ

ضبط کی گئیں۔ مگر آپ اپنے حامی خلافت میں بھی واپس نہ آ سکے (کالی کتاب اہل حدیث)

۱۲۔ ان کی زوجہ پر اس قدر ظلم ہونے لگا کہ آپ یہ کہنے پر مجبور ہو گئیں تم نسل اس جنس کے

جو رحم میں ہو پسند نہیں ہو کر بیٹھے ہو اور خاندانوں کی مانند گھر میں بھاگ آئے ہو۔ بعد

اس کے کہلیروں کو تک پہنچا کر ہانڈا ہانڈوں کے مغلوب ہوئے ہو۔ کا شش

میں اس وقت دشمنی کی پھر لڑائی ہوتی۔۔۔ ترجمہ حق ایتھین ۱۹۳۷

۱۲۔ آپ کی زندگی کا اپنے گھر میں بھی اپنے والد بزرگوار کے غم میں رونے نہ دیا۔
اور بیرون شہر واپس رکنے پر مجبور ہوئیں (تاریخ الامم ص ۳۸)
اس کے علاوہ آپ کی ہیرت پر آپ کے شیعوں نے حملے کئے
ان کی ہیرت بھی طویل ہے:

۱۳۔ آپ کو جعفر طیار کی حبشہ سے لٹی ہوئی لونڈی کے فائدہ پر سرکا کر دئے
نہوئے دیکھ کر فاطمہؑ اپنے باپ کے پاس چلی گئیں۔
۱۴۔ یمن سے مال غنیمت لاتے ہوئے راستہ میں ایک لونڈی سے ہم بستری کی
نبی علیہ السلام یہ سن کر سخت ناراض ہوئے۔

۱۵۔ نکاح کے وقت سیدہ عہدہ ہوا تھا کہ گھر کا کام سیدہ فاطمہؑ کریں گی اور باہر کا
کام علیؑ کریں گے۔ مگر علیؑ اپنا وعدہ پورا نہ کر سکے اور فاطمہؑ خود پانی ڈھوئی
رہیں۔ حتیٰ کہ ان کے کولہوں پر نشان پڑ گئے۔

۱۶۔ جویریہ دختر ابوجہل سے نکاح کا ارادہ کیا۔ حالانکہ سیدہ فاطمہؑ
موجودگی میں دوسرا نکاح حرام تھا۔ اور سیدہ ناراض ہو کر اپنے باپ کے
ہاں چلی گئیں اور نبی علیہ السلام کو ایک طویل خطبہ دینا پڑا۔

قطع نظر ایسی چوڑی تفصیلات کے اس مقام پر صرف اس قدر کہنا
کافی ہو گا کہ بقول شیعوں کے آپ نے خلفائے ثلاثہ کا پچیس سالہ زور گویا فاقوں
فاجروں اور کافروں کی حکومت میں گزارا۔ اور آپ ان کو راہِ راست پر نہ لاسکے بلکہ
ہر طرح سے ان کی اطاعت کرتے رہے۔ حالانکہ قرآن کا صاف حکم ہے: اِنَّ
الَّذِيْنَ تَوَلَّيْنَا الْمَلٰٓئِكَةَ اِلٰہِ یٰۤاٰیُّہَا الَّذِیْنَ یُظْلَمُوْنَ اِنِّیْۤ اَتٰیۤکُمْ بِبُرْہٰنٍ مِّنْیَّ
جِبْرِیْلُۤ اِنِّیْۤ اَنْزَلَۤہُ عَلَیْکُمْ الْکِتٰبَ الَّذِیْ فِیْہِۤ اٰیٰتٍ لِّیَّۤاٰیُّہَا الَّذِیْنَ یُظْلَمُوْنَ
سُورۃ النِّیْسِ اِنِّیْۤ اَتٰیۤکُمْ بِبُرْہٰنٍ مِّنْیَّ جِبْرِیْلُۤ اِنِّیْۤ اَنْزَلَۤہُ عَلَیْکُمْ
الْکِتٰبَ الَّذِیْ فِیْہِۤ اٰیٰتٍ لِّیَّۤاٰیُّہَا الَّذِیْنَ یُظْلَمُوْنَ

کیسے پہلے جانتے ان لوگوں کا ٹھکانہ و زندگی ہے جو بُری جگہ ہے۔ ہاں گو کمر و مہر ہیں اور بچے جو تندرست و معذور ہیں۔ اور انہیں کوئی براہ نظر نہیں آتی۔
یہ مذہب بھی عجیب و غریب ہے کہ پچھلے صحابہ کرام پر برا اور انہیں کا اثر مافوق اور مُرتد، مشرک اور ظالم غرضیکہ بُرائی کا جو لفظ انہیں یاد کیا ان کی ذاتوں پر چسپاں کیا۔ صرف ابو طالب کی اولاد بھی قبیح و گمراہ کی طرف بھی متوجہ ہونے سے نہ رہے۔ ان کو بھی روگردان کر رکھ دیا۔ اور حوران کی بد زبانی سے بچ گئے ان میں سے کسی کو مسجد میں شہید کیا۔ کسی کو زخمی کیا۔ کسی کو تلواروں کی دھار پر رکھ کر ختم کیا۔ اور ان میں سے جو باقی بچے انہیں عجیب عجیب چٹے دے کر کسی کو ہمدنی بنایا کسی کو لہسن زکیہ کا خطاب دے کر قتل کر دیا۔ کسی کو اتنی جرات دلائی کہ وہ وہ مسجد نبوی اور حرم کعبہ میں لواطت نہا، شراب خوردی، ہلوٹ مار، قتل عام کے جرموں کا مرتکب ہو کر مرے۔ یہ تمام کھیل ان کی اپنی بیلیج سے کھیلے گئے کسی سستی سے اس قسم کی حرکات کا صدور نہیں ہوا۔

نظریہ امامت کی روشنی میں علیؑ — دوسرا رخ

دو اندوہ انگیز معسوم عن الخطا ہیں۔ اولوالامر ہیں۔ کائنات کے رب ہیں ماکان و مایکون کا علم رکھتے ہیں۔ قرآن من نور اللہ ہیں۔ نظام کائنات کے مالک ہیں۔ ان کے احکامات کا منکر و فاسق ہے فاجر ہے اور کافر ہے۔ قیامت میں اہی ساقی کوثر ہوں گے وہی شافع محشر ہوں گے اور اللہ کا مقام انبیاء سے بھی بلند ہے۔

است احمد۔ نہ کیا ہے اپنے بازو کو بلند
تب تو ادبِ نیا ہے نبوت سے امامت کا معیار
سیدنا علیؑ کی شان میں کہا گیا ہے :

- ۱- در صورت پیوند جہاں بود علیؑ بود
تا نقش زمین بود زباں بود علیؑ بود
ابھی کائنات کا تصور بھی نہ تھا مگر علیؑ موجود تھے۔ زمین و اسمان کا نشان
بھی نہ تھا مگر علیؑ موجود تھے۔
- ۲- ہم اول و ہم آخر و ہم ظہر و باطن
ہم عابد و ہم معبود و معبود علیؑ بود
علیؑ ازل بھی ہیں آخر بھی ظاہر بھی باطن بھی عبادت کرنے والے عبادت گاہ
اور جس کی عبادت کی جائے وہ علیؑ ہیں۔
- ۳- ہم آدمؑ ہم شیثؑ و ہم ادریسؑ و ہم یوش
ہم یونسؑ و ہم یوسفؑ ہم ہود علیؑ بود
”آدمؑ شیثؑ ادریسؑ اور ابوبؑ ایوسفؑ اور ہودؑ تمام علیؑ ہی تھے۔“
- ۴- ہارون و لاٹیت پس از موسیٰ و عمران
و ائد علیؑ بود علیؑ بود علیؑ بود
ہارونؑ موسیٰؑ عمرانؑ کی ولایت اور نبوت خدا کی قسم یہ علیؑ ہی تھے
- ۵- ایں کفر نباشد سنن کفر نہ این است
تا بہت علیؑ باشد و تا بود علیؑ بود
یہ کفر نہیں اور نہ ہی یہ کہنا کفر ہے جب کائنات موجود نہ تھی تب بھی
علیؑ موجود تھے اور جب کائنات موجود نہ ہوئی تب بھی علیؑ ہوں گے۔
- ۶- موسیٰ و عیسیٰ و ید بنیہ و نبوت
در مصر بافرعون کہ بنمود علیؑ بود
موسیٰؑ عیسیٰؑ ید بنیہؑ اور نبوت جس نے مصر میں فرعونؑ کو معجزات
دکھائے وہ علیؑ ہی تھے۔
- ۷- جبریلؑ کما در پس خالق یچوں در پیش محمدؑ و مقدر علیؑ بود

خالق کائنات کی طرٹ پیغام نبوت لے کر آئے ان کا اواز علی کے پاس
آنے کا تھا مگر محمد کے پاس پہنچ گئے۔“

۸۔ ہر چند کہ نظر کر دم دیدیم حقیقت

از سرود جہاں قسم و قدر علی بود

میں نے جس نے غور کیا اللہ حقیقت سے دیکھا تو یہی معلوم ہوا کہ دونوں کا
جہاں کا نسب اور قلعہ علی ہی تھے۔

علی کہتے ہیں میں ولی اللہ ہوں متصرف فی العالم ہوں میں اول المخلوق
ہوں میں صاحب ہجرات و کرامت و کشف الہامات ہوں۔ میں نورِ خدا ہے رسول ہوں
میں معصوم ہوں میں عالم عالم لدنی ہوں میں صاحبِ وحی ہوں۔ میں محبوبِ خدا ہوں میں
ہادی جن و انس ہوں۔ میں لسان اللہ ہوں۔ میں اللہ کا ہاتھ ہوں۔ میں اللہ کی
بولتی بھی ہوں۔ وغیرہ وغیرہ۔

اس قسم کے اقتدائیات کا استیعاب ممکن ہے۔ اور نہ ہی اس کی ہر سہا
تفصیل کی چنداں ضرورت۔ بتانا صرف اس قدر مطلوب ہے کہ امامت کا شیعوں
کے بان لیا مقام ہے اور جو کچھ سیدنا علی کے متعلق بیان کیا گیا ہے یہ صرف ان
کی ذات تک محدود نہیں بلکہ دوازدہ ائمہ سب کے سب انہی صفات کے حامل ہیں۔
اب سیدنا علی کا تیسرا رخ شیعوں کی زبانی ملاحظہ ہو۔

سیدنا علیؑ اور ان کے شیعہ ————— تیسرا رخ

ضعیفیت کا یہ دعویٰ کہ اہل سنت عزت کی تعلیم نہیں کرتے سراسر لغو اور بیوقوفانہ
ہے یہ لوگ جو دن ولادت محمد و آل محمدؑ کی محبت کے نشی ہیں ان کو ان کے ردِ حاکمی
مرد و عینی مجرب و بیورد تو یہاں تک کی کھکی چھٹی دے گئے ہیں کہ جس کو چاہو اور جس وقت

۱۔ ترکیب بری ۵۷ ۲۔ خلافت الیہ سبلہ سرمہ لیس لاہور ۱۳۸۳ھ

۱۔ جو بچہ پیا ہو کہہ لو۔ تمہارے ایمان میں فرق نہیں آتا۔ چنانچہ سیدنا موسیٰ
 ربان امت سے یہاں تک منسوب کیا گیا ہے کہ :-

ان علیاً علیہ السلام قال علی منبر کوفہ یا ایہا الناس صدعونی
 الی شئ فصدونی (احول کافی ص ۱۲۸)

ترجمہ: حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ لوگ تمہیں میری دشت، ہمارے حق کی دعوت دی
 جائے گی پس تم کمال غلظت دے لینا۔

چونکہ یہ کتب علیؑ کی آیتیں اسلام کی بیخ کنی کی طرح ڈال پٹتے تھے
 اور حب علیؑ کی آیتیں بعضی مادیات کا اظہار بھی کرتے تھے۔ لہذا اس سخت مقام سے اُترنے کے لئے
 آپؑ نے بھی کہ علیؑ کو کیسے بڑا کہا جائے۔ لہذا اس سخت مقام سے اُترنے کے لئے
 مصنف احول کافی نے یہ حدیث لکھ ڈالی۔ اور اس کا عملی ثبوت بھی فراہم کر دیا یعنی
 ردہ دستین علیؑ کو کا زاد گنہ گار کہنا شروع کر دیا۔ چنانچہ مجبور ہو کر آپؑ کو کہنا پڑا۔
 ”یعنی اگر تم اس پر اصرار کرتے ہو کہ میں نے خطا کی اور میں گمراہ ہو گیا
 تو میری گمراہی۔ کہ سب سے عام طور پر نسبت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کیوں
 گمراہ کہتے ہو۔ اور میری خطا کا مواخذہ ان سے کیوں کرتے ہو اور میرے
 گناہوں کے سبب سے ان کو کافر کیوں کہتے ہو۔“

(ترجمہ بیچ: جلد ۱۱، صفحہ ۱۲۸، بحوالہ انجم لکھنؤ نمبر ۱۱، صفحہ ۱۱)

اب آجے پکے شیخ اشقی نے بلند معبر حضرت محمدؐ باترے ولایت کی ہے۔۔
 ایک روز حضرت حسنؑ اپنے گھر کے دروازے پر بیٹھے تھے ایک شیعہ سواہ آیا کہ اے
 سفیان بن ابی لیلیٰ کہتے تھے اس نے کہا۔ السلام علیک یا مذل المونین
 اے مومنوں کو ذلیل کرنے والے تم پر سلام ہو۔ (جلال یعقوب ص ۱۲۴)
 حضرت علیؑ کو تشبیہ کرنے والا ابن ابی شیبہ تھا۔ حضرت حسنؑ کو ابن ابی
 نجر تھا۔ جیسے جیسے ان کے گھمبیر نکلا۔ حضرت حسینؑ کو گھمبیر کیا۔ پس

جلال یعقوب جلد ۱۱، ص ۱۲۴

بیر، بزرگوار، اتالی، عالم حسین سے بیعت کی اور جنہوں نے بیعت کی تھی انہوں نے بن
 خمشہ حضرت حسینؑ پر کھینچی اور ہنوز بیعت ہونے امام حسینؑ کی گردن میں تھی کہ
 امام حسینؑ کو شہید کر دیا۔ (جلال الاعوان اندلس ص ۲۶)

ان بد بختوں نے حضرت علیؑ، حضرت حسنؑ، حضرت حسینؑ کیساتھ سیدہ فاطمہؑ
 کو بھی نہیں بخشا پس جب لڑائی کا سبب بنا تو حضرت علیؑ، حضرت فاطمہؑ سے کہا
 حضرت نے بیان کیا۔ جناب فاطمہؑ نے کہا میرا آپ کا اختیار ہے لیکن زمانہ و پیش
 رفتی ہیں کہ علیؑ بزرگ، حکم اور بلند دست ہے اور بندہ ہائے استخوان پر آگاہی کے
 سرے باغیہ، آنکھیں بڑی اور بدیشہ خندہ دہاں ہیں اور فلس ہیں۔ بھلا جوڑ
 بہارت کتے چمکے میوے ہم کا معاد کا پند نہ ہے شیعوں نے ہنوز ہنوز ہنوز ہنوز
 یہ علیؑ کا میدان الفاظ میں کھنجا ہے حضرت علیؑ کا نام نہ لے سکتے تھے نہایت ظلم
 کیا انھیں غلیظہ بنو ہاشم پر پشیمانیوں کو کہہ کر انھیں بڑی دھمکا دیا تھا تھا تھا۔

مقالہ اولین ص ۲۰ سطر ۲۰

سُورۃ ابراہیم یا کاکان و یا یارون ابر سیدنا علیؑ — چوتھا سُر

شیعیت بڑے دھڑلے سے اس بات کی مدعی ہے کہ امام وقت کو کاکان
 و یا یون کا علم ہوتا ہے اور وہ اپنی موت سے پہلے اپنے جانشین کے اہل نص
 کر جاتا ہے شیعیت کی دنیا میں سیدنا علیؑ امام اول تھے منصوص امام تھے کاکان
 و یا یون کا علم رکھتے تھے۔ بلکہ بعض شیعہ تو اس بات کے مدعی ہیں کہ جب
 کی طرف سے وحی نے کہ حضرت علیؑ کی طرف سے ہے کہ بھول کر محمدؐ کی طرف
 سے گئے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ اس معاملہ میں اللہ کا ارادہ حضرت علیؑ پر وحی
 نازل کرنے کا تھا۔ مگر اسے بلا ہو گیا۔ یہ وہ طرح اپنے مقام پر طویل وقت پہنچتا
 ہے۔ فی الحال صرف ان دو کو ذہن میں حاضر رکھتے کہ سیدنا علیؑ کو کاکان و یا
 یون کا علم تھا تو آپ کو باغیوں اور قاتلین عثمانؓ سے بیعت لیتے وقت یہ کیوں

معلوم نہ ہوا کہ میلہ فعل ایک لاکھ مسلمانوں کے قتل عام کا سبب بن جائے گا۔ جیل اور
مصنوع کی جنگیں پیش آئیں گی۔ جس اپنے ایشیہ کے تینوں شہید کیا جاؤں گا۔ میں جس
حسن کے لئے نفس کر رہا ہوں وہ تمام حقوق امت معاویہ کے سپرد کر دے گا۔ میں مدینہ
چھوڑ کر کوفہ کو دارالخلافہ بنادیا ہوں اور وہی کو فی حسن کو یا نذل المؤمنین کہہ کر غائب
کریں گے۔ انہیں زنجی، ایسے گے ان کے نیچے سے جاتے نماز گسیٹ لیں گے ان کے
گتہ سے چادر اتار لیں گے۔ اور پھرتی کو نہ حسین کو خطوط لکھ کر بلائیں گے پہلے
مسلم کو شہید کریں گے پھر حسین کو بھوکا پیاسا اور پاؤں پا کراریں گے پھر رب سے اہم
یہ کہ وہی رسول اور منہ جس امام ہوئے ہوتے آپ نے تمہیں کا فیصلہ تسلیم کر لیا۔ مگر
جب نبیاء ہر اتوا آپ نے انکار کر دیا جس کی وجہ سے ایک کثیر گروہ آپ کے شیعوں
کا اٹھ ہو کر خوارج کے نام سے ایک مدت تک مسلمانوں کے لئے بلائے عظیم بنا رہا۔
جن کے خلاف آپ کو تلوار اٹھانا پڑی۔ غرضیکہ شخصیت کی یہ بانہری گری اگرچہ کسی حد
تک ایک صحیح الاحوال اور اچھے خاصے انسان کو پاگل بنانے کے لئے شاید ایک مایاب
 حربہ تو ہو سکتا ہو مگر اس نظریہ کو جس پہلو سے دیکھیں سیدنا علی کی تقیض کے سوا
کچھ ظاہر نہیں ہوتا۔

ربّیتا علی اور اہل سنت

اہل سنت۔ اجماعت کا ایمان ہے کہ سیدنا علی کی ستورہ صفات ذات ان
لغویات اور معنویات سے پاک ہے۔ ہم انہیں نہ ہی خالق لوح و قلم مانتے ہیں اور نہ ہی
اس طرح بے کسی ابلے لہسی، عاجزی، لاچارگی اور مجبوری کی حالت میں مدینہ کی گلیوں
میں گھسیٹے جانے کا تصور تک کر سکتے ہیں۔
جن لوگوں کے باپ دادا کے ہند خانے اور آتش کے فاروق عظیم نے نہ ٹھہر تو

نہ بھوک پر اس کے انعام شمس تاریخوں کو چرہ ہے ورنہ دس محرم کی بیو سیدنا حسین نے
غس فرمایا۔ یعنی پل کی کوئی تست یا کن نہ تھی۔

گزرے سماں پر مینہ خاک ہوئے۔ اور جن لوگوں کا اسلام طوبتِ فاروقی کا مرحلہ منت ہے وہی لوگ آج اپنے آپ کے لم میں لہکان ہو کر اسی حسنِ عظم کی خوشنام طرازی کے لئے سیدنا علی کی فاتِ گرامی کی آڑ لے کر سامنے آئے تو وہ قطعاً یہ بھول گئے کہ ہم نے کیا نیکو کار کیا ہیں؟ ہم نے جو طریق اختیار کیا ہے۔ وہ بالواسطہ سیدنا علیؑ کی ذات کی تحقیق پر منتج ہوتا ہے۔ انہوں نے اگر سیدنا علیؑ کو وہی بنایا یا دوزخہ ایٹھ اور چہار دھرم کی موصوم کی اختراع کو راجع دیا۔ تو اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں تھا کہ خاندانِ رسالت کی آڑ میں کھڑے ہو کر ہم بلا درنگ لوگ اس طبت پر سنگ باری کر سکیں اور جب وہ پودے طور پر اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے یعنی ہزاروں طرزِ مدائن توحید کے قلوب و زدن کو اپنی تجویزی سحرکاری سے مسح کر کے تو فوراً رخ بدل کر علیؑ اور ان کی اولاد پر حملہ آور ہو گئے۔ آج تاریخ کے اوراق اس بات کے شاہدِ عادل ہیں کہ ان لوگوں کے تیروں کا بہت صوفِ اُدمات المزینین، صحابہ کرام اور تابعین ہی نہیں بلکہ انہوں نے طاقت بننے پر علیؑ کو بخشنا، حسن کو نہ حسینؑ کو معاف کیا نہ ان کی اولاد کو۔ ان اسلام دشمن عناصر کی چوکھی عینار بیک وقت کئی محاندوں پر برسرِ پکار نظر آتی ہے کہیں تمیزِ لٹاک کی شکل میں وہ عیسائیوں کی مدد کرنے کی صورت میں بائبل کے دستِ دگر بیان نظر آتے ہیں۔ کہیں نصیر الدین طوسی اور ابنِ حلقی کے وجود میں بغداد کی تباہی کے کتا دھرتا بن رہے ہیں۔ کہیں ادوہ کے نواب وزیرِ سعادت علی خاں کی صورت میں نادر شاہ دہلوی سے دہلی کے قتلِ عالم کا سبب بنے۔ اور جب اپنے پاؤں مضبوط کر لئے تو اچھوت، چھوتیاں، ایٹھ کی پیدائش اور علیؑ فاطمہؑ کے نکاح کے ناکھ چالے شروع کر دیئے کہیں اسماعیل صلی اللہ علیہ وسلم کے پوتوں کے قتلِ عام میں ہتھمک دکھائی رہے ہیں کہیں ابنِ بان کے ہروپ میں اپنے فداؤں کے ذریعہ عالمِ اسلام کے لئے پیغامِ موت بنے ہوئے ہیں۔ کہیں خلافتِ مصر کے جبرائیل میں فاطمیت کا نقاب اور سحرِ الوہیت کے مدعی ہو کر مسلمانوں کے قتلِ عام

مکڑ بستہ ہیں اور کسی مقام پر اپراہیمؑ کا رڈی کی سونٹ میں سڑکوں کا حق نہ لے کر آگے تے
 ہوئے احمد شاہ اہل حق سے بہرہ ریا ہیں۔ اور کہ جگہ صادق دینی اور غلام خانی لگاٹ
 کے وجود میں سقوط میسور کی اذیت کا بار اٹھائے ہوئے ہیں اور کہ میں شریعت کے
 بن کر انگو پھرنے کے سامنے جبین نیاز جھکے تے زبان احوار کی مٹھ میں غدار کا فخر
 گھونپتے رکھا دئے ہے ہیں۔ کوئی کمان تک گھومتا جائے اور کس کس کا شمار کرے
 ایں نہانہ عہد آفتاب است۔ اور سن آتے۔ اللہ و مہتری کی پیشہ پکار تے زین الدین
 کے اذان دے کر بے کومہم کی ہے ہیں۔ گو کہ کتاب اللہ سے لے کر اسلحہ انہ میں کیا رہا
 اور اب کیا ہے۔ جو لوگ صحیح منوں میں مہتری رسول کے نہر میں آتے ہیں ان کے
 ساتھ انہوں نے کیا کیا۔ حضرت شیخ عہد القادر بیلائی کی فاطمیت کے ہی منکر ہوئے
 خواجہ چشتی، خواجہ بھیری کا ان دلوں میں کیا مقام ہے۔

جن دھاندلہ الٹے یہ جب میں ان میں سے پہلے تین اماموں کے ساتھ جو کچھ
 انہوں نے کیا وہ ایک تالہ پر آٹکا رہا ہے۔ باقی آٹھ کے ساتھ جو کچھ انہوں نے کیا وہ
 بھی کسی سے پوشیدہ نہیں۔ ہم اگر بغور دیکھیں تو ان کے وہ مہر و مہمہ اللہ عالم نہر سے
 تبلیغ طرہ باد ارشد دہلین اور اصلاح و ساد میں کسی باندہ مقام پر نظر نہیں آتے
 بلکہ ان کی نسبت ان کے دوسرے ہم عصر ائمہ شریعت کے فاضل کے یہ نظر آتے
 ہیں ان کے ائمہ سب اپنی رتبہ بہت اور اذیت میں ہی شاید مگن ہے
 اور بارہویں امام یا فاجب ابھی تک ۲۱۲ مومنوں کے انتظار میں کسی غار میں پچھے
 بیٹھے ہیں۔ مومنین ناپیدا اور امام فاجب !

تقریباً دو سو سالہ

گذشتہ صدی میں قرآن سنت رسول کے متعلق انہوں
 سے خاک کے آپ کسی حد تک ان کے حقیقی مفہوم سے واقف نہ ہوئے۔
 مگر ان پیرہیلی بجٹ سے پہلے اسلام کے نقطہ ہائے یعنی توحید اور رسالت کے

صحیح مقام و تصور کی طرف بھی نشاندہی ضروری ہے۔
 شیعہ مذہب نے جس طرح قرآن، سنت اور فطرت کے باب میں اہل سنت سے اختلاف کیا اسی طرح توحید و رسالت کے باب میں بھی ان کے نظریات بالکل الگ ہیں۔

الہییت اور توحید

اللہ تعالیٰ انہی ذاتیں سے اس کے لئے ابتداء اور انتہا نہیں وہ آغاز و انجام اور شروع و ختم ہے۔ وہ ہمیشہ سب اور ہمیشہ ہے۔ وہ نہ مرے گا نہ فنا ہوگا۔ اس کا نہ جسم ہے اور نہ وہ جسمانی ہے اس کی ذات کے سوا تمام چیزیں بلاشبہ برابری اور نہ ہو جائیگی۔ وہ ذات ہر شے کے خیر و شر اور نفع و نقصان سے پاک ہے۔ اللہ کی کوئی اولاد نہیں خاص کی بلکہ وہ ہے اور نہ اس کا پاپ یا گناہ ہے۔ وہ نہ گناہ ہے نہ پیٹا ہے بلکہ سب کو کھانا ہے۔ اللہ کی کوئی اولاد نہیں۔ نہ تیرہ کسی میں حلول کرتا ہے اور نہ کوئی غیر اس پر، حلول کرتا ہے۔ نہ وہ کسی سے پیدا ہوا نہ اس سے کوئی پیدا ہوا۔ نہ وہ سوتا ہے نہ اُٹھتا ہے نہ آتا ہے نہ اُٹھتا ہے نہ اُٹھتا ہے نہ اُٹھتا ہے نہ اُٹھتا ہے۔ کسی غیر سے متحد نہیں اس کا، انہی کوئی شے نہیں وہ زندہ ہے اور تا ابد زندہ ہے۔ کمال تمام مخلوق اس کے محتاج ہے وہ کسی کا محتاج نہیں وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ کوئی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اور نہ وہ کسی چیز سے عاجز ہو سکتا ہے وہ ہر چیز کو پناہ دے سکتا ہے کسی کو پناہ

لے ہو الاول والاخر کی کل شے حالاً الا وجهہ ۱۲ سبحان اللہ ۱۳ سورہ
 اخلاص۔ ولہ تکن لہ صاحبہ ۱۴ سورہ اخلاص وهو یطعمہ ولا یطعمہ ۱۵ سورہ اخلاص۔
 لا ناخذہ منہ ولا نوم۔ لی وکملتہ شئی الحی الیقوم ۱۶ سورہ یحییٰ قدیم و هو
 یحیی ولا یموت علیہ ۱۷ ولا یوتئذ وفاقہ احد ۱۸ قل لا یعلم من فی السموات ولا رزق
 الا عندہ ۱۹ ان شئ لظلم عظیم ان اللہ لا یغفر لیشراک و یغفر ما دون ذلک

کی ضرورت نہیں۔ وہ ہر کسی کے پارے کو چھڑا سکتا ہے۔ معاف کر سکتا ہے۔ اس کے پکڑے کو کوئی چھڑا نہیں سکتا۔ اس کا پکڑا اور گرفت کی طرح کسی کا پکڑا اور گرفت نہیں۔ طیب کا علم صرف وہی جانتا ہے۔ اس کے علاوہ کوئی گرفت نہ ہی یاد رہا، غیب نہیں جانتا۔ اس کی ذات محدث سے پاک ہے۔

جس طرح اللہ کی ذات ازلی وابدی ہے اسی طرح اس کی صفات بھی ازلی وابدی ہیں۔ حیات۔ علم۔ کلام۔ ابداء۔ قدرت۔ عین۔ بصیرت۔ کون اس کی ذاتی۔ ذاتی۔ ہیں۔ ربوبیت۔ ابداء۔ احیاء۔ امیت۔ مغفرت اور رحمانیت۔ اس کی فعلی صفات ہیں اس کی ذاتی اور فعلی صفات ہیں کوئی بھی اس کا ساتھ نہیں دے سکتا۔ جس کی ذات اور صفات میں کسی غیر کو حصہ دار سمجھنے والے اور کھنے والے کو مشرک کہا گیا۔ اور شرک کو ظلم عظیم کا نام دیا گیا ہے۔ اور یہ بھی فرمایا گیا ہے شرک کے علاوہ اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو تمام گناہ بخش دے گا۔

اہل سنت اور رسالت

اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کے بعد رسول پر ایمان لانا لازمی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے احکام پیغمبروں کے ذریعہ ہی بندوں تک پہنچتے ہیں۔ شرعی اصطلاح میں نبی اور رسول اس انسان کو کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے احکام پہنچانے پر مامور ہوا ہو۔ نبوت یا رسالت کسی چیز پر نہیں بلکہ وہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک بندوں میں سے جسے چاہا منصب رسالت پر فائز کر دیا۔ تمام پیغمبروں کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار ہے۔ ان کے نام سب کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا۔ حضرت کے بعد قیامت تک کوئی نبی نہیں آئے گا۔ اہل بیت کے بعد ایسا عقیدہ رکھنے والا کافر ہے۔ مسلمانوں کا ایمان ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے پیغمبر اور نبی ہیں۔ خدا نے انہیں وحی ہائے نبوت بخشا۔ ان پر قرآن نازل کیا اور اپنے احکام کی تبلیغ کے لئے منصب رسالت عطا فرمایا۔ آپ کی بعثت پر تمام ممالک ایمان آگئے ہیں۔

اور شریعتیں منسوخ ہو گئیں اور حضرت قرآن اور اہل القرآن یعنی سنت ہی تا قیامت جلیل
 اور ذریعہ نجات ہیں۔ نام انبیاء بنی نور انسان سے ہوئے ہیں کسی پیغمبر کی بشریت سے
 انکار رسالت کے انکار پرست مذہب ہے۔ صاۃ ملنا من قبلنا ولا رجاء الا نحی الینہ
 قل سبحان ربی ہل کنت الا بشر اذ سنوا۔ قل انما انا بشر مثکم مبعوث فی غیر ان علیم السلام
 اور نبی علیہ السلام کی بشریت کے گواہ ہیں۔

صحیح مسلم میں ہے فی یابی علیہ السلام فی الا یہا الذہن انما انا بشر ابونبات
 ان یناہی رسول ربی فاجیب۔

ترجمہ: یاد رکھو میں ایک بشر ہوں۔ قریب ہے کہ میرے پاس میرے پروردگار
 کا فرشتہ (عزرائیل) آئے پھر میں ہوس کو قبران کر لوں گا۔

نبی اکرم کو اللہ تعالیٰ نے بے حساب معجزات دیئے آپ کہ ہیں جب غنہ بی معراج
 ہوا۔ آپ کی اچھی لکھی شہادت سے چاند شق ہوا۔ آپ کی انگلیوں سے ہانی کے چھتے پھوٹ
 نکلے! الذہن اللہ تعالیٰ نے جو چاہا آپ کی ذہن مقدس سے غور پذیر ہوا۔ آپ کی رسالت
 کا منکر کا فر اور آپ کی سنت کا نازک فاسق اور ناجر ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی ذات اور
 صفات میں آپ کو راہی بھی گھنے والا مشرک ہے۔

شیعہ اور توحید

مگر شیعہ مذہب کا لٹریچر اس قسم کے تضادات سے بھرا ہوا ہے کہ دوازد امام
 مائمن و مایکون کا علم رکھتے ہیں۔ وہ اس وقت بھی ہمارے افعال و کردار کے نگران
 ہیں۔ وہ رب السموات والارض، رب اللوح، بقلم اور غرضش دہکرتی کہ رب ہیں۔
 آدم کا غیر ان کے ہاتھوں سے گوندھا گیا۔ وہ انبی اور ابھی ہیں۔ وہ نہ زندہ نہ مرے
 ہیں۔ جہاں ایون یہ تمام کتب سے ثابت ہوتی ہیں۔ جن الم کو یہ دعویٰ نہیں کہ اسے کیا پہنچا رہے

و مخلوق میں اللہ کی محبت میں رہو، کالی ۱۵۸، ج ۲، جلاء طبعین ص ۲۰۰

ج ۲، جلاء طبعین ص ۲۵۰، ج ۲، جلاء طبعین ص ۲۰۰

موت پر قدرت رکھتے ہیں۔ مغفرت اور رحمانیت کے مالک ہیں۔ اور ان کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ کے متعلق ان کے خیالات نہایت گھٹیا اور فرسودہ ہیں وہ بھول چوک سے بری نہیں اکثر اس سے فلیٹیوں کا صدور ہوتا رہا اور وہ اکثر اپنے اوطاق سے بدلتا رہا۔

رسالت کے متعلق شیعہ مذہب کے نظریات

شیعہ مذہب میں آدم علیہ السلام سے لے کر عیسیٰ علیہ السلام تک تمام انبیاء و رسل کریم کے گرد چکر کاٹتے نظر آتے ہیں ان کا کام شیعہ کتب میں کہیں تبلیغ ارشاد کی صورت میں نظر نہیں آتا۔ اور نہ ہی اگر تم کی رسالت کے متعلق اگر ایک خاکہ ترتیب دیا جائے تو کچھ اس قسم کا مفہوم سامنے آتا ہے کہ ملک عرب کے شہر مکہ میں ایک شخص پیدا ہوا جسے پیدا ہوتے ہی اپنے نبی ہونے کا علم تھا وہ تیس سال تک اپنے دہی کے انتظام میں ایک سو بار۔ تیس سال کی عمر میں اس کے چچا کے گھر اس کا وہی پیدا ہوا۔ جس نے پیدا ہوتے ہی قرآن پڑھا اور اس پر ایمان دیا۔ چالیس سال کی عمر میں اس نبی نے اپنی نبوت کا اعلان کیا اور لوگ اس پر ایمان لانے لگے مگر وہ سب منافق مشرک، جت، طاغوت، بے حیا اور منکر تھے۔ ان کی تالیف قلب کے لئے نبی نے اپنی بیٹیوں تک انہیں دیں۔ مگر وہ باز نہ آئے۔ وہ ساری زندگی جھگڑا چلاتا رہا۔ کہ میں نے تمہیں جو دین سکھایا ہے یہ صرف اس لئے سکھایا ہے کہ تم میرے رشتہ مابعد یعنی بیٹی کی اولاد سے محبت مکھنا میرے بعد میرے چچا زاد کو جو میرا داماد بھی ہے میری جگہ اس سلطنت کا سربراہ بنانا۔ جو میں نے بڑی محنت اور تکلیف سے تیار کی ہے۔ مگر اس

۱۔ جلاء البیرون ۲۶۴ ۲۔ جلاء البیرون ۲۶۵ ۳۔ اصول کافی ۲۲۵ ۴۔ مشہور شیعہ مؤلف ابو الفرج

۵۔ صفہائی کی تحقیق کے مطابق بعثت نبوی کے وقت سیدنا علیؑ کی عمر ۳۰ سال تھی۔ طالب عقل جعفر لد علیؑ

کی عمر ۱۵ سال کا فرق تھا و قتال الطالبین ۱۰۲ ۶۔ سیدنا جعفر ۴۴ سال کی عمر میں ہجری ۶۰

غزوہ موتہ میں شہید ہوئے و قتال الطالبین ۱۰۲ ۷۔ اس لحاظ سے غزوہ موتہ کے وقت سیدنا علیؑ ۴۱ سال کے تھے۔

بعثت نبوی سے ۲۱ سال بعد غزوہ موتہ ہوا اس صورت میں بعثت نبوی کے وقت ہجرت کی عمر ۳۱ سال ہوئی

۸۔ جلاء البیرون ۲۶۴ ۹۔ ح ۱۰۰ ۱۰۔ قبل قرن امیہ ۳۲ ۱۱۔ ۵۱۲ ۱۲۔ ۱۸۱ ۱۳۔ ۱۰۴ ۱۴۔ ۱۰۰ ۱۵۔ حیات القلوب ۵۴۶

نقیو المقول فی احوال الرجال۔ کلید منظرہ ۲۲۵ ۱۶۔ حیات القلوب ۵۴۶

کے مرنے کے بعد سب اس کے حکم سے مغرور ہو گئے۔ اس بنی کی تمام عورتیں ماری زندگی اس کے لئے وبال جان بنی رہیں اور جب وہ مر گیا تو اس کے اصحاب نے جو سب منافق تھے اس کی سلطنت پر قبضہ کر لیا۔ جن میں سے دو اس کے سسر تھے اور ایک داماد تھا۔ اور اس کے دھی کو ٹھکرا دیا۔

اس بنی نے قرآن نامی کتاب پیش کی اسے ان لوگوں نے جلا دیا اور اس میں رد بدل کر کے اس کی آل کے متعلق جو حکم تھے وہ تمام اس میں سے نکال کر اپنے مطلب کے مطابق بنا لیا۔ اس کی لڑکی کو مار مار کر اس کا حمل گرا دیا اور جس غرض کے لئے اس بنی نے تیس سال فاقہ کشی کر کے جنگیں لڑ کر ایک سلطنت کی بنیاد رکھی تھی۔ وہ اس کے دشمن لے اڑے۔ اس کا خدا بھی جس نے یہ وعدہ کیا تھا کہ تیرے مرنے کے بعد یہ سلطنت تیری اولاد کا حق ہے۔ عاجز آکر خاموش ہو گیا۔ اور مرنے کے بعد بھی وہ بنی اپنے منافق ساتھیوں سے چھٹکارا نہ حاصل کر سکا۔ بلکہ ان میں سے جو سب سے بڑے کافر یعنی جبت اور طاغوت تھے انہیں اس کے پہلو میں دفن کیا گیا گویا بنی کو جہنمیوں سے مر کر بھی چھٹکارا نہ مل سکا۔

شیعیت کی تبلیغی سرگرمیاں

گزشتہ سطور میں آل اور عترت کا مفہوم متین اللہ واضح ہو چکا ہے اس سلسلہ میں اس مقام پر عبدالمطلب کی اولاد میں سے چند ایک کے سرسری سے تذکرہ سے بتانا صرف یہ مقصود ہے کہ ایسی ایسی جلیل القدر بستیوں کے ناموں سے بھی کوئی واقف نہیں مگر شہرت، حرمت، ناموری اور مشہوری صرف سیدنا علیؑ اور ان کی اولاد میں سے صرف چند کے لئے مخصوص کر دی گئی ہے۔ شیعوں کے لئے تو یہ ان کے مذہبی شعائر میں سے ہے۔ مگر ان سوس ہے ان جہلاء سنیوں پر جو حال جبر و دستاوی ہیں۔ اور سجادہ نشینان خانقاہ ارشاد بھی یکنہ نکھیں بند کر کے ایک ہی ہانک ٹھٹھے جا رہے ہیں اور ہر شاعر، خطیب، واعظ، پیر، پھر، ہر ادیب، ہر صحافی، ہر محقق

ہر مورث کی علمیت و فضیلت کی تان ملی اور اولاد ملی میں سے صرف چند کے ذکر پر جا کر ٹوٹتی ہے غضبِ قریب ہے کہ اولاد ملی میں سے بھی جو محاب علم و فضل کے چوزخِ ریشہ و ہدایت کے میعارِ عزم و ثبات کے کرد و کار تھے بھول کر بھی یہ لوگ ان کے نام نہیں لیتے مگر یہ کہ شیعیت کی محسوس اور غیر محسوس تبلیغی سرگرمیوں نے سب کو بے آرت اور بصیرت پر جہالت بے خبری، بے خبری اور بے علمی کی پٹیاں چڑھا دی ہیں۔

شیعیت کی تبلیغی سرگرمیوں کا ایک نیا اور عجیب و غریب صوبہ محبتیں صحابہ نے کیا خوب تجزیہ کیا ہے :

لکھتے ہیں : نابھ کے وارے ہیں اگر کسی نے منظم تشیع کے فن سے کما حقہ فائدہ اٹھایا ہے تو وہ اہل تشیع ہیں۔ انہیں اس فن کا انا کہا جائے تو بالآخر نہ مگرہ جن حضرت نے ابتدا میں شیعہ تبلیغی تقریباتِ منسوبہ بند کی ہے وہ کسی طرح بھی کسی فطین ذہن GENIUS سے کم نہیں۔ ان ذہین حضرات نے اپنی ذہنی عقائد و افکار کی تشریح کے لئے جس طرح دُر منسوبہ بندی کی اور جس طرح اس میں تسلسل اور تکرار کے پہلو پر زور دیا اس کی داد نہ دینا بے انصافی ہوگی۔ شیعہ افکار کی صورت انگریز کا مہابی بیشتر اس تعلیم اور تشریح کی مرہونِ منت ہے۔ ذرا غور کیجئے۔

امن کیلیوں سے سال کا آغاز کیا جاتا ہے۔ جلسہ استقبالِ محرم سے تبلیغی کام شروع ہوتا ہے۔ محرم کے مہینے میں تبلیغی مجالس اور جلوسوں کا خاص اہتمام ہوتا ہے۔ پھر سال بھر طرح طرح کے عنوانات سے بے شمار تبلیغی تقریبات کے مواقع پیدا کئے جاتے ہیں۔ مردانہ مجالس عزا کے علاوہ زنانہ مجالس عزا بچکانہ مجالس عزا۔ سالانہ مجالس عزا۔ مجالس حلیم۔ محافلِ سیلا و حضرت علیؑ حضرت رضاؑ اور دیگر ائمہ محافلِ سالانہ حسینؑی مشاعرے۔ منقبتِ اہلِ محبت کے مشاعرے شیعہ عیدِ مہاحلہ عیدِ قدیمہ کوٹڑوں کا ختم۔ امامِ غیب کی ولاد میں کنارِ مادی پر شبِ بیداری کی مجالس بکثرت منعقد کی جاتی ہیں۔ ان مجالس میں فضائل و مناقبِ اہلِ بیت۔ فضائل و مناقبِ ائمہ۔ صومر خوانی۔ لومر خوانی مرثیہ خوانی منقبت۔

نظریں تقاضا کرتی ہیں۔ متعدد عنوانات سے شیعہ عقائد و افکار کی تبلیغ کی جاتی ہے اپنے اپنے فن کے ساتھ ایک ایک مقررہ ذائقہ۔ گلوکاروں پر سوز خوان رونق مہیا کی جاتی ہے۔ ان کی خدمت پر لاکھوں روپیہ خرچ کیا جاتا ہے۔ یہ مجالس پوسے ۲۵ تا ۳۰ منظم طریقے پر منائی جاتی ہیں۔ بکھرے ہر علمی اور شادی کی تقریب پر موقع نکالا جاتا ہے۔ محرم کے خاص جلوسوں کے علاوہ سال بھر میں بے شمار مواقع پیدا کر کے ناچ و گانے کے جلوس۔ حضرت حسنیٰ شیبیہ مزار علیٰ نبی شیبیہ گھارہ علی اصغر۔ تقریب کے بلکہ چپ تفریح کا جلوس، دروازہ شیبیہ، علم شیبیہ، غازی، غلام عباس شیبیہ، مدنی شیبیہ اور قاسم۔ نیاز حاضری عباس کے جلوس اور ان پر لاکھوں روپیہ خرچ کئے جاتے ہیں۔ اور ان جلوسوں میں انٹرانیکل طریقوں سے فلم کیا جاتا ہے۔ یہ جلوس تبلیغ کو چھوڑ دینا نہیں چاہتے، پولیس کی حفاظت میں رواں دواں رہتے ہیں۔ یہ جلوس تبلیغی مراکز سے شروع ہوتے ہیں۔ تبلیغی منصوبہ بندی کا کمال یہ ہے کہ بھیک مانگنے والے قیروں اور عسکروں کی تحریک میں مقرر ہیں جو کوچہ و بازار میں شیعہ عقائد و افکار کے آواز بکھار رہے ہیں۔ مزاروں، قبروں، میلوں، گلیوں اور دھرمیری پنڈاب گلوں پر شیعہ عقائد کی براہ راست یا بالواسطہ تبلیغ کریں۔ (سیر صحابہ کی تحقیق و تبلیغ) بات طویل ہوئی، اب رہی ہے کہ اس مقام پر مرنے پر تیار چاہتا تھا کہ آخر نبی علیہ السلام کی باقی آل اور عزت کو کس جرم کی سزا دی جا رہی ہے کہ ان کے وہ تمام کارنامے نمایاں بجا دیئے گئے ہیں جن کے مقابلہ میں شیعیت کے ان مزعومہ اثبات کے کام ایک عشر عسیر بھی نہیں حالانکہ تاریخوں کے صفحات کے صفحات ان کے حالات بھرے پڑے ہیں اور اگر تاریخ کے صفحات سے ان کے حالات نکال دیئے جائیں تو تاریخ کا سرے سے وجود ہی نہ ہی ہو جاتا ہے۔ نفس شیعیت نے اپنے جن افکار و اعمال کی تشریح کے لئے ای کو خشنیں شروع کیں وہ اس سے یکم اپنی کوشش میں کامیاب ہو چکے ہیں کہ خدائے تعالیٰ کے چہرے کٹی پردوں کے اندر پوشیدہ ہو کر رہ گئے ہیں۔

عبد المطلب

عبد المطلب کے پندرہ بیٹے اور چھ بیٹیاں تھیں۔ پندرہ بیٹیوں میں سے صرف چھ کی اولاد کے متعلق یہاں سرسری سا ذکر کیا جاتا ہے۔
 زبیرؓ حادثہ عکرة۔ عباسؓ۔ عبد اللہؓ اور ابو طالب۔ ان چھ کی اولاد کو حقیقت میں تاریخ اسلام کا اگر دوسرا نام کہا جائے تو بجا ہے مگر آج ان چھ کی اولاد میں سے صیدنا علیؓ کی اولاد میں سے ہمارے صرف چند کے عداوت کی بنا پر ہمارے سامنے پیش کی جا رہی ہے۔ بلکہ ان کو مرتبہ انسانیت سے بلند کر کے مرتبہ اومیت تک پہنچا دیا گیا ہے اور باقی تمام کو مرتبہ بنی اسرائیل بنی سے گرا یا خوار سمجھ لیا گیا ہے۔

۱۔ زبیر بن عبد المطلب

آپ کے چار بیٹے اور دو بیٹیاں تھیں مشہور شیعہ مصنف شریح ابن ابی الحدید میں لکھتا ہے: فلما انزل بن عبد المطلب کما ان اشراف قریش وجوہہا لیکن زبیر تو قریش کے معزز باوقار سرداروں میں سے تھے۔ "قدیم ترین مورخین میں سے ابو جعفر محمد بن حبیب متوفی ۳۲۵ھ نے الحکام من قریش ثم من بنی ہاشم کے عنوان کے تحت اپنی مشہور تالیف کتاب البحر میں لکھا ہے کہ بنی ہاشم میں سے عبد المطلب کے بعد زبیر خاندان کے سردار رہے اور زبیر کے بعد ابو طالب سردار ہوئے۔ بنی امیہ میں سے حرب بن امیہ سردار تھے اور ان کے سونے کے بعد ابو سفیان بن حرب سردار ہوئے۔ زبیر اپنے والد کے دمی تھے طبقات کبیر، طبقات ابن سعد حصہ اول ۱۲۵ء زبیر علیہ السلام کے باقیوں میں سے تھے اور عرب نجد میں ہاشمی خاندان کے منزار کی حیثیت شریک جنگ تھے۔ ہوشمن سفیان قریش یعنی وہ قریش کے جوانمردوں میں سے تھے مگر کتاب البحر ۱۲۵ء زبیر اور عبد اللہ کی ماں کا نام فاطمہ تھیں چنانچہ دولت عمدة الطالب لکھتا ہے: وفا طمہ ہذا أم عبد المطلب والد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ ما فی ولادتهما

غیر الزمیر بن عبدالمطلب رعدۃ اللغات سترتا ۱۲، اب عقل کیسے باد رکھ سکتی ہے کہ سگے
 تایا کی موجودگی میں جو ہمہ قسم کے فضائل کا حامل ہوا سے نظر انداز کر کے ایک محتاج اور
 سوتیلے تایا کو نبی علیہ السلام کا فضیل بنایا جاتا۔ زبیرؓ نے رحیم کریم اور انصاف پرور
 تھے شرح ابن ابی الحدید کا رافضی مولف لکھتا ہے کہ ایک ماہ خواہ کی دلا خواہی کے لئے
 کعبہ میں پہنچے تو تمام بنو عبدالمطلب آپ کی معاونت کے لئے شمشیر کعبہ میں پہنچ
 گئے۔ وانضہد بنو عبدالمطلب الی الزبیر وقفوا علی بلب ابیہم بلیدیم میونہم
 ترجمہ: "یہ وصف صرف زبیرؓ کے حاصل ہے کہ ان کی وفات پر نبی علیہ السلام کی بھوپھی
 یعنی زبیرؓ کی بہن نے ایک پُر درد مرثیہ کہا۔ سوائے زبیرؓ کے مرثیہ کے ان سے
 کوئی کلام منقول نہیں ہے۔

بکی زبیر اخیر اذا فات ان
 تو روئے نیک ذات پر زبیر
 کنت علی ذی کرم ہاکیہ
 (ان پر رونمے) یہ بات جاتی رہی کہ کسی کریم پر رونے
 لو نفضۃ الاساض مالتھا
 یا زین کسی کریم و شریف کو چھٹیک بیتی تریں مدد نہ کرتی
 او مصبت خاشعہ عاریہ
 (یہ زین کسی کے رونے پر) بہ حال اندنگل ہو جاتی تب بھی میں پلاہ نہ کرتی

چند اور اشعار کا ترجمہ

"اللہ میرے جی میں تو یہ بات تھی کہ میں مرنے والوں کو چھوڑ دوں اور ان کے
 پیچھے کوئی مرثیہ نہ کہوں۔"
 مگر زبیرؓ کے مرنے کو میں ایسے بھول جاؤں اس کے مرنے پر صبر نہ کر سکی کیڑا
 میں نے اپنے سب بھائیوں میں (زبیرؓ کو قریب تر پایا)۔"

اُن میں اپنے منہ سے اس کے مرثیہ کے شعر کہتی تو آنسو بہہ کر میری پسلیوں کو چور کر دیتے یہ سیدہ صفیہؓ وہی ہیں جو سیدنا حمزہؓ کی مسخ شدہ لاش پر پتھیں اور خاموش چنچلحات کھڑی رہ کر واپس لوٹ گئیں۔ سیدہ صفیہؓ کی زندگی میں ان کے قصص عجیبوں کی موت مہلی اور وہ سب کے سب جو افراد، دلیر، بہادر اور ذی مرتبہ تھے مگر آپ نے کسی کا مرثیہ نہ کہا۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ میرا اپنے تمام بھائیوں میں کریم تر رحیم تر اور شجاع تر تھے۔ حالانکہ ابوطالب بھی آپ کے سامنے مرا۔ نبی علیہ السلام زبیر کی وفات کے وقت خود کفیل ہو چکے تھے مگر یارین طریقت آج زبیر کا نام ہی بھول گئے اور ابوطالب کو آپ کا کفیل بنا کر پیش کرنے میں دن رات ہنگام ہوتے جا رہے ہیں۔ ابوطالب کے تفصیلی حالات اپنے مقام پر آئیں گے یہاں صرف یہ بتانا مقصود ہے کہ عبدالمطلب نے اپنی وفات کے وقت نبی علیہ السلام کی کفالت کی ذمہ داری زبیر کے سپرد کی تھی۔ زبیر ایک مالدار شخص تھے اور ان کی عالی مرتبی کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ عبدالمطلب نے ان کو ہی اپنا وصی مقرر فرمایا تھا۔ زبیر کے بڑے بیٹے کا نام عبداللہ تھا۔ نبی علیہ السلام کو آپ سے بہت محبت تھی۔ حضرت عبداللہ کو آپ ابن علی و جی کے کلمات سے مخاطب فرمایا کرتے تھے جناب اجنابین میں بعد خلافت صدیقی خلعت شہادت سرفراز مہیئے۔ لاش کے گرد کافروں کی لاشوں کا ڈھیر تھا (زور قانی، الاستیعاب)

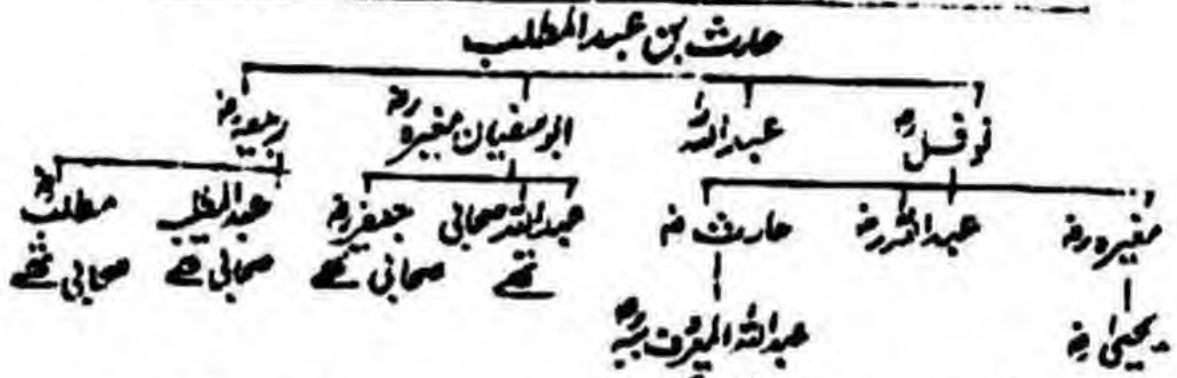
الکامل للمبرور جلد اول صفحہ ۲۱۰۔ نیز ۴۰۰ میں ہے۔ — قال ابوالعباس حشاشی
مسعود بن بشر قال حدثني محمد بن الزبير عبد المطلب رسول الله صلى الله عليه
وسلم فكساها حلة واقعدا لي جانبها ثم قتلته ابن امي وكان ابو يوحنا
الزبير اخو عبد الله بن عبد المطلب

ابوالعباس نے کہا مجھے مسعود بن بشر نے بیان کیا اور وہ محمد بن حزب کے بیان کرتا ہے کہ عبد اللہ بن زبیر بن عبد المطلب نبی علیہ السلام کے پاس آئے۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا یہ میری ماں کا بیٹا ہے اور اس کے والد محمد پر شفقت کرتے تھے (زبیر عبد اللہ بن عبد المطلب کے بھائی تھے) زبیر جیسے شفیق چچا کی بجائے ابوطالب کو آگے لانے کیلئے

فرنس نے کیا جھوٹ تراشے ہیں۔
 زہیر کے دوسرے بیٹے کا نام طاہر تھا۔ (بن ابی الحدید کے ذرا کے مطابق دوسرے
 خوش طبع اور زندہ دل نوجوان تھے۔

بنی علیہ السلام نے اپنے اس چھپ بھائی کے نام پر ہی اپنے ایک صاحبزادے
 کا نام طاہر رکھا اور سیدہ صفیہؓ نے اپنے بھائی کے نام پر اپنے بیٹے کا نام زہیر رکھا اور ان کی
 کنیت ابو طاہر رکھی شیعیت کے سیدہ کاریوں سے متذکرہ کہ آج کے مسلمان اپنے بزرگوں
 کے ناموں کو اس طرح قلمبوس کر چکے ہیں کہ تمام زور صرف ابو طالب اور اس کی اولاد
 میں سے صرف چند ایک پر صرف کیا جا رہا ہے۔

۲۔ حارث بن عبد المطلب کے چاروں بیٹے صحابی تھے



۱۔ نوفلؓ۔ جنگ خندق کے موقع پر سلمان ہوئے۔ جنگ خنین کے موقع

پر نین اہل نیر سے پیش کئے۔ ۲۵ھ میں وفات پائی (الاستیعاب)۔
 مغیرہ بن نوفل حضرت عثمانؓ کی خلافت کے وقت مدینہ کے قاضی تھے۔
 شہادت علیؓ کے وقت ان کے ہمراہ تھے۔ اور ابن الحکم کو آپ نے ہی گرفتار کیا
 تھا۔ بیٹا علیؓ کی شہادت کے بعد سیدہ مامہ بنت زینبؓ دختر نبی علیہ السلام
 سے نکاح کیا۔ اس نکاح سے یحییٰ پیدا ہوئے۔

عبد اللہ بن نوفلؓ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں حاکم کوفہ تھے۔ چہرہ کسی
 حد تک نبی علیہ السلام سے مشابہت رکھتا تھا۔

حارث بن نوفل : حضرت عمرؓ نے مکہ کی گدزی پر تعینات فرمایا۔ آخر میں
بصرہ چلے گئے۔ آپ کی جدائیت شلن کا اعلان اس بات سے لگایا جاسکتا ہے
کہ امیرِ یمن کے مرنے کے بعد بصرہ کے لوگ انہیں اپنا امیر بنانا چاہتے تھے۔
سلاطین میں انتقال ہوا۔

۲۔ عبداللہ بن حارث : حیاتِ نبویؐ میں انتقال فرمایا۔ نبی علیہ السلام
نے سعید کے خطاب سے مفتخر فرمایا تھا۔

۳۔ ربیعہ بن حارث : یہ وہی ربیعہ ہیں جن کا نام حجۃ الوداع کے
خطبہ میں نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ میں آج ربیعہ بن حارث کا مطالبہ
خون معاف کرتا ہوں۔ ربیعہ کے ایک بیٹے کو عالم شیر خوارگی میں دشمنوں
نے شہید کر دیا تھا۔ یہاں اہم ترین قابلِ غور نکتہ یہ ہے کہ نبی علیہ السلام
نے بحیثیت ولی الدم کے یہ ارشاد فرمایا۔ اور یہ امر اس بات پر دلالت
کرتا ہے کہ وہ سب اصحابِ عمرتِ رسولؐ میں سے تھے۔ سلاطین
میں انتقال فرمایا۔

عبدالمطلب بن ربیعہ بن حارث دمشق منتقل ہو گئے تھے۔ اور وہیں اپنا
مکان بنا لیا تھا۔ وفات کے وقت خلیفہ وقت یعنی امیرِ یمن کو بلا کر
اپنا وہی مقرر کیا۔ اور امیر نے اس وصیت کو قبول کیا۔ البتہ یہ

لاستیعاب عترة الانساب ابن خرم حلا

۴۔ ابوسفیان مغیرہ بن الحارث : نبی علیہ السلام کے رضاعی بھائی
بھی تھے۔ انہوں نے بھی علیہ سعدیہ کا دودھ پیا تھا۔ عرب کے مشہور
شعراء میں سے تھے۔ جنگِ حنین کے موقع پر نبی علیہ السلام کے خیر
کی جاگ آپ ہی کے ہاتھ میں تھی۔ ایک لمحہ بھی رکابِ نبویؐ سے الگ نہ
ہوئے۔ نبی علیہ السلام کی وفات پر بڑا پُر درد مرثیہ کہا :
ارقت خبات لیلی لا یزال — ولیل الی المصیبة فیلد طول

ارقت خبات لیلی لا یزال — ولیل الی المصیبة فیلد طول

میں جاگ رہا ہوں اور رات ختم ہی ہونے میں نہیں آتی ہاں مصیبت زدہ کی رات یہی ہوتی ہے۔

فاسعد فی البکاء و ذاک صابراً

اصیب المساكين به قليل

میں بے اختیار رو رہا ہوں اور یہ تو اس مصیبت کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں جو مسلمانوں کو پہنچی ہے

لقد عظمت مصیبتنا و جلّت

عشیة قیل قد قبض الرسول

اس روز ہماری مصیبتوں کی کچھ انتہا نہ رہ گئی جب رُک کھڑے کہ رسول اللہ علیہ السلام

یہ مرتبہ بڑا طویل ہے جس کے آخری شعر کا ترجمہ ہے :

”اے سفیان! تیرے باپ (یعنی نبی علیہ السلام) کی قبر ہر قبر کی سید ہے

اور اس قبر میں لوح انسان کا سرور خدا کا رسول آ صودہ ہے۔“

نبی علیہ السلام نے آپ کے متعلق متعدد ارشاد فرمائے :

ابو سفیان بہشتی جواروں

ابوسفیان بن الحارث من

میں سے ہے۔

شاب اهل الجنة

ابو سفیان، بہادہ ان بہشتی کا مڑ رہے

سید فتيان اهل الجنة

ابو سفیان میرے اہل میں اچھا ہے

ابوسفیان خیر اہلی

ابو سفیان میرے اچھے اہل میں سے ہے۔

ابوسفیان من خیر اہلی

یہ علامات بھی نبی علیہ السلام نے آپ کی شان میں فرمائے تھے کُل الصید

فی جوف القمرا اُرد میں اس کا مفہوم لیں اور کیا جاسکتا ہے۔ ہاتھی کے

پاؤں میں سب کا پاؤں۔ (راستیاب)

سیدنا معاویہ کے زمانہ میں فوت ہوئے۔ (بحوالہ حقہ للعالمین ج ۱)

اور بلف یہ ہے کہ ان سب کی اولاد جاری ہے۔

۳۔ سیدنا عباسؓ

سیدنا عباسؓ

فضل بن عبد اللہ عیسیٰ مہدی قثم عبد الرحمن عرن حارث تمام کثیر ام حبیب
ام کلثوم ام حسن ام حسین محمد

عباسؓ : بنی علیہ السلام آپ کی نہایت عزت و حرمت فرمایا کرتے تھے اور ارشاد فرماتے ہذا علی و خیر ابی یہ میرے چچا ہیں اور باب کے برابر ہیں۔ بیعت عقبہ ثانیہ میں بنی علیہ السلام کے ساتھ موجود تھے۔ غزوہ حنین میں ابو صفیان بن حارث اور آپ برابر ملتزم رکاب بنی علیہ السلام رہے۔ آج ابوطالب کے متعلق تو جانتے ہیں کہ اس نے بنی علیہ السلام کا برابر ساتھ دیا۔ مگر ان لوگوں کی نظروں سے یہ حقیقت کس طرح اوجھل ہو سکتی ہے کہ بیعت عقبہ ثانیہ میں باوجود اس بات کے کہ عباسؓ بھی اسلام نہیں لائے تھے بنی علیہ السلام کے ساتھ موجود تھے۔

۱۔ فضل بن عباسؓ : غزوہ حنین میں شریک تھے۔ بنی علیہ السلام کے غسل میں شامل تھے۔ حضرت علیؓ کے ہاتھ پر پانی ڈالا۔ اتنے تھے۔ آپ کی بیٹی ام کلثومؓ کا پہلا نکاح سیدنا حسنؓ سے ہوا اور دوسرا ابوموسیٰ اشعریؓ کے ساتھ ہوا۔ ۲۔ عبد اللہ بن عباسؓ : جزامت اور ربی امت کے لقب سے ملقب ہیں۔ بنی علیہ السلام نے فرمایا:

اللہم عند الحکمة و تقاویل القرآن ایک حدیث میں دعا کے الفاظ اس طرح ہیں اللہم بارک فیہ و انثر منہ واجعلہ من عبادک الصالحین

مسوق کے قول کے مطابق سب سے حسین سب سے فیض اور سب سے بڑھ کر عالم تھے۔

حضرت علیؑ نے حاکم بصرہ مقرر کیا۔ جبل و جنین میں مدد بیٹوں کے علیؑ کے ساتھ تھے۔ حاکم بصرہ بھی رہے۔ آخری عمر میں آنکھیں جاتی رہی تھیں۔

علوم شعر و نساب اور آیام عرب و قائل عرب حدیث، فقہ اور تفسیر میں امام تھے خلفائے عباسیہ آپ کی اولاد میں سے تھے۔ ڈیڑھ ہزار سے حدیثوں کے راوی ہیں۔ (کتاب الفضل جلد ۴، ابن حزم ص ۱۳۱)

۳۔ حبیب اللہ۔ سیدنا علیؑ نے حاکم یمن بنایا۔ دوبارہ امیر حج کے زرائع انہما دیئے۔ اجود الناس مشہور تھے۔

۴۔ معبد : ۳۵ ہجری میں بعد خلافت عثمانی افریقہ میں جہاد کرتے ہوئے شہید ہوئے۔

۵۔ قثم : عبد اللہ بن جعفر سے روایت ہے کہ میں عبد اللہ اور قثم کھیل رہے تھے کہ نبی علیہ السلام کا دواں سے گزر ہوا اور قثم کو اپنے چپے سوار کر لیا۔ اور مائے لے دعا فرمائی۔ حضرت علیؑ کے نالے میں حاکم مکہ رہے۔ سعید بن عثمان کے ساتھ سمرقند کے جہاد میں شہید ہوئے۔ سب سے آخر میں نبی علیہ السلام سے یہی الگ ہوئے تھے۔

۶۔ کثیر : فقیہ، ذکی اور فاضل تھے۔

۷۔ تمام : بڑے بہادر اور حملہ آور تھے۔ حاکم مدینہ رہے۔ اولاد کا سلسلہ جاری ہے۔

۸۔ عبد الرحمن : اپنے بھائی معبد کے ساتھ افریقہ میں شہید ہوئے۔

۹۔ ام حبیب : کا نکاح ام المؤمنین ام سلمہؓ کے بھائی اسود بن سفیان عبد اللہ مخزومی سے ہوا۔



۴۔ سید الشہداء حمزہ رضی اللہ عنہ

سیدنا حمزہؓ

ام افضل امامہ حمزہ علیہ السلام

سیدنا حمزہؓ: نبی علیہ السلام کے رضاعی بھائی بھی تھے امیر المؤمنین اور
اسلام کے رسول اور شہید اعظم کے القاب سے ملبس تھے اور احد کی جنگ
میں وحشی کے ہاتھوں شہید ہوئے۔

سیدنا امامہؓ کے حق خصانت کی بابت زید اور جعفر طیارؓ اور علیؓ نے
اپنے اپنے دلائل نبی علیہ السلام کی خدمت میں پیش کئے نبی علیہ السلام
نے جعفر کے حق میں فیصلہ دیا۔

امامہؓ کا نکاح ام المؤمنین ام سلمہؓ کے فرزند سلمہؓ کے ساتھ ہوا۔ گویا
ام حبیب بنت عباس ام المؤمنین سیدہ ام سلمہؓ کے بھائی کے نکاح میں
اور امامہ بنت حمزہؓ آپ کے نکاح میں آئیں۔

فلا غر کیجئے۔ ان امات المؤمنینؓ کے حق میں جو بدباطن اور لہجہ
لوگ بکواس کرتے ہیں ان کا مقام نبی علیہ السلام کے حضور میں کتنا بلند
تھا کہ آپ اپنی بہنوں کے نکاح ان کے بھائیوں اور بیٹوں سے فرما
رہے ہیں۔

۵۔ عمات النبیؐ

ام حکیمؓ: عبداللہ، ابوطالب اور زبیر کی حقیقی بہن تھیں ان کا بیٹا
عامر فتح مکہ کے روز مسلمان ہوا۔ عامر کا بیٹا عبداللہ سیدنا عثمانؓ

کے زمانہ میں خراسان کا گورنر تھا۔ بیٹی کا نام اردی تھا۔ جو سیدنا عثمانؓ کی والدہ تھیں۔ اس شہتہ سے سیدنا عثمانؓ فری علیہ السلام کے بھانجے تھے۔
(رزقانی الاستیعاب)

۶۔ عجمہ

عجمہ
 ام المؤمنین زینب ام حبیبہ حمہ عبد اللہ

ام المؤمنین سیدہ زینبؓ کا پہلا نکاح زیدؓ سے ہوا۔ زیدؓ آزاد کردہ غلام تھے۔ طلاق ہو جانے پر نبی علیہ السلام نے نکاح فرمایا۔ ان کا ذکر قرآن مجید میں موجود ہے۔

ام حبیبہ : عبدالرحمن بن عوف کے نکاح میں تھیں۔
 حمہ : پہلا نکاح مصعب بن عمر سے دوسرا نکاح طلحہ بن عبد اللہ سے ہوا۔ محمد اور عمران دو بیٹے تھے۔
 عبد اللہ : جنگ احد میں شہید ہو کر اپنے ماموں حمزہؓ سید الشہداء کے ساتھ مدفون ہوئے۔

۷۔ عاتکہ : بمعنی طاہرہ : انہوں نے جنگ بدر سے پہلے خواب دیکھا کہ ایک سوار نے کوہ بوقریس سے ایک پتھر پھینکا۔ جو رکن کعبہ پر گر کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ اور بنو زہرہ کے غلام اس کا کوئی نہ کوئی ٹکڑا کسی نہ کسی کے گھر میں جاگرا۔ جنگ بدر میں بنو زہرہ شامل نہ تھے۔ اس خواب پر کفار نے خوب ہنسی اڑائی۔ مگر بدر کے واقعہ نے ان کی ہنسی کی مٹی پلید کر دی۔

۸۔ صفیہ : سیدنا حمزہؓ کی سگی بہن تھیں۔ پہلا نکاح عاصم بن

عرب اور مدبر عوام بن خویلد سے ہوا۔ جو اُم المؤمنین خدیجہ کے بھائی تھے۔

صفحہ

زبیرؓ

زبیرؓ

۱۔ زبیر کا نام اپنے باپ کے دسی زبیر کے نام پر رکھا۔ زبیر کے حالات گذشتہ صفحہ میں بیان ہو چکے ہیں۔ زبیر بن عوام بنی علیہ السلام کے چھ پھیر بھائی اور اُم المؤمنین صدیقہ کائنات کے بہنوئی تھے۔ یعنی اسماء بنت حذیقہ زبیر کے نکاح میں تھیں اس رشتہ سے زبیر بنی علیہ السلام کے ہم زلمت بھی تھے سادہ عشرہ مبشرہ میں سے تھے۔ عبد اللہ بن زبیر بڑے شجاع اور بڑے ثابت تھے۔ آپ نے ہی سیدنا حسینؑ کی سٹ جہاد کے بعد خلافت کا دعویٰ کیا تھا۔

۲۔ سائبؓ بدر و خندق اور جنگ عمام میں شامل تھے۔ حضرت صفیہؓ نے جنگ خندق میں ایک یہودی کو قتل کیا۔ سیدنا حمزہؓ کی مثلہ شدہ لاش پر چند منٹ خاموش کھڑی رہ کر واپس لوٹ گئیں۔ زبیر بن عبد المطلب کے مرنے پر نیک بھلا پڑ در و مرثیہ کہا تھا۔

۳۔ جیلے کا نام ابوسلمہ عبد اللہ تھا جو اُم المؤمنین ام سلمہؓ کے پہلے شوہر تھے ابوسلمہ کا اسلام لانے والوں میں گیارہواں نمبر ہے۔ امامہ بنت حمزہ آپ کے بیٹے کے نکاح میں تھیں۔

۱۰۔ ادویؓ انبی علیہ السلام کی حقیقی پھوپھی تھیں ان کے بیٹے نے ماں کو اپنے مسلمان ہونے کی خبر سنائی تو آپ نے فرمایا تیرے لئے تیرے ماموں کا بیٹا سب سے بڑھ کر خدمت اور مدد کا حقدار ہے۔ بخدا اگر عورتوں کو مردوں جیسی طاقت ہوتی تو ہم ان کا بچاؤ کرتیں۔ بی علیہ السلام کی توصیف میں آپ کے چند شعر بھی منقول ہیں۔

۱۱۔ عابدہ مناف (ابوطالب) ابوطالب کے خالق یہ بات تو اتر کی حد تک صحیح ثابت ہو چکی ہے کہ آخر تک اس پر قائم رہا۔ زبیر کے ہلنے کے بعد خانہ ان کا سرور ہوا۔ مولانا شریعہ ابن ابی الحدید کے قول کے مطابق نہایت غریب تھا۔ قریش کا زبیر کا رہائش گاہ تجارت تھا۔ مگر ابوطالب چونکہ لنگڑا تھا اس لئے دور دراز ملکوں کا سفر کرنے سے معذور تھا (المعارف ابن قتیبہ ص ۲۵) گھر پر خود بخود گزارنا کر گذر کرتا تھا۔ اس کی مفلسی کی وجہ سے جعفر کی تربیت سیدنا عباس نے اپنے ذمہ لے لی۔ اور سیدنا علیؑ کی کفالت کا بوجھ نبی علیہ السلام نے اٹھایا۔

مقاتل الطالبین کی روایت کے مطابق طالب کی پرورش سیدنا عباس نے کی۔ سیدنا جعفر کی پرورش سیدنا حمزہؑ نے کی اور سیدنا علیؑ کی پرورش حضرت نبی علیہ السلام نے فرمائی۔ یہاں ابوطالب کے تفصیلی حالات لکھنے کی ضرورت نہیں۔ صوفیہ باب انصاف سے ایک سوال پوچھنا چاہتا ہوں کہ جو شخص اپنی اولاد کی پرورش اور تربیت سے بھی معذور ہو وہ یتیم بچے کا کھیل کیسے ہو سکتا تھا۔ کیا عابدہ المطلب جیسے مدبر اہم اور عقلمند آدمی کو یہ معلوم نہیں تھا کہ میں اپنے بچے کو کرہاموں جو شجاع بے جو آوے، جو لڑے۔ دولت مند ہے اور اسے چھوڑ کر یتیم پوتے کو ایک مفلس اور تلاش بیٹے کے سپرد کر رہا ہوں۔ اگر زندگی میں ابوطالب نے نبی علیہ السلام کا ساتھ دیا تو وہ نسلی مصیبت کی بنا پر تھا نہ کہ کسی محبت کی بنا پر۔ محبت کا اندازہ صرف اس بات سے کیا جا سکتا ہے کہ نبی علیہ السلام نے اُمّ ہانی کا رشتہ طلب کیا تو ابوطالب نے یہ کہہ کر انکار کر دیا۔ کہ شریفوں کا رشتہ شرف سے ہو کہ اہل اہم ہانی کا نکاح میرے کانفر سے کر دیا۔ جو موزی رسول پاری کا سر نہ تھا۔ بحالت کفر فی النار ہوا۔ تاریخ کے اس فقرہ پر خود غور کریں کہ اس کا تجزیہ کرنا نہ صرف شریفوں کا رشتہ شرف سے ہوتا ہے یعنی سچے بھتیجے کے مقابلہ میں دوسرے نامزد ایک کے ایک فرد کو بیٹھی دے دی اور اس کے مقابلہ میں اس بھتیجے کو شریف بھی نہ سمجھا۔ جو تمام قوم میں امین اور صادق کے نام سے مشہور ہو چکا تھا۔ پھر اس

بھتیجے کا فضیل ابو طالب کو سمجھنا کتنی بڑی جہالت ہے۔

عبد مناف (ابو طالب) کی اولاد

طالب	حفیل	جعفر	علی
ہر میں کفایت ہر وہ تھا بوجہ بعض آیات پر میں سلسلہ اولیٰ کے انہوں کی نسل ہوا ابو طالب کی نفسی کی وجہ سے طالب وہ بوجہ رہے پہلے انتقال ہوا صفحہ ۶ ملاحظہ	کنیت البرزخ نقش	سیدنا حمزہ نے اپنی کفایت میں نے کر پڑوش کی مقاتل طالبین صفحہ ۶ ملاحظہ	ابن ابی طالب کے وقت عمر تین سال بھی گیا کہ کسی دوسرے مقام پر الفرج اسٹیشن کے ڈال کر نقل کیا گیا ہے

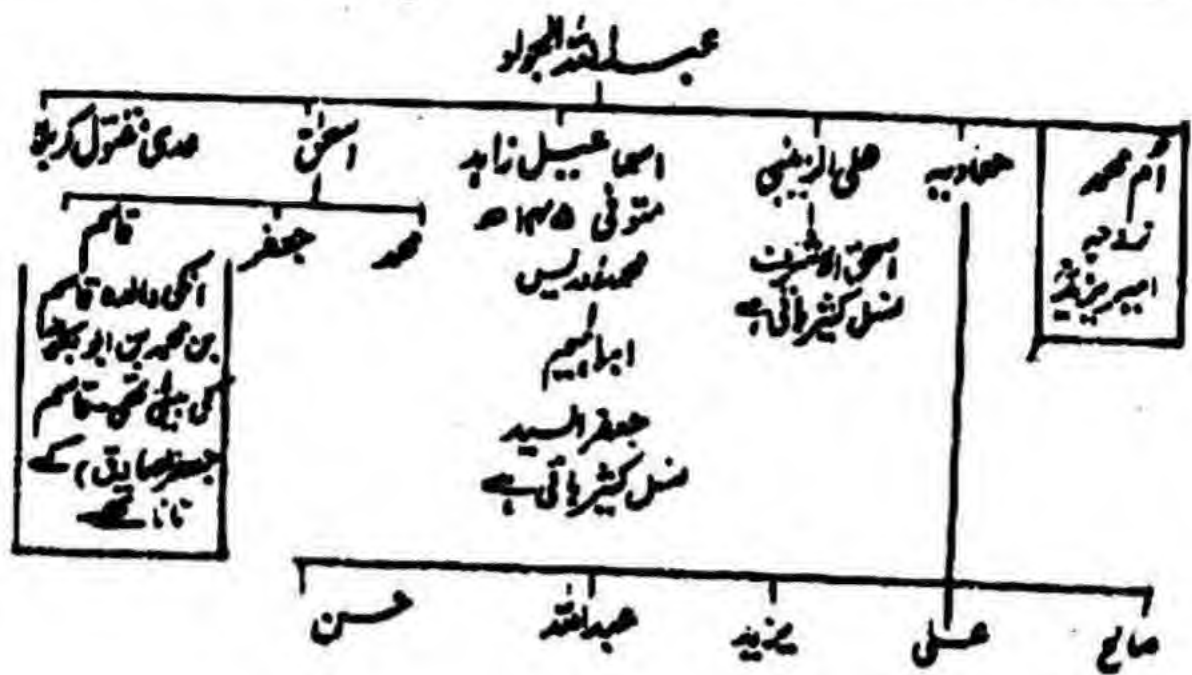
ابو الفرج اسٹیشن نے اُمّ ہانی کا نام نہیں لکھا صرف اس قدر
لکھا ہے کہ چاندی بھائی ایک دوسرے سے دس دس سال
چھوٹے تھے۔

سیدنا جعفر سیدنا علی سے دس سال بڑے تھے۔ ہجرت حبشہ میں مہاجرین کے
فائدہ تھے۔ نجاشی کے سامنے صداقت اسلام پر ذرا تھریہ کی تمام کتب سیر و معاذی میں
موجود ہے۔ زبیر کے وقت پیدا ہوئے۔ بنی علیہ اسلام نے فرمایا مجھے کتب خیر کی
زیادہ خوشی ہے یا جعفر طیار کے حبشہ واپس آنے کی رہا بہ غزوہ موتہ بخاری،
۸۸ میں غزوہ موتہ میں شہید ہوئے اور طیار کہلائے۔ آپ کے متعلق ایک بار شیخ "ابو
نے فرمایا اشجیت خلق و خلق لہ جعفر تمہریت و صحت میں مجھے مشابہت
رکھتے ہیں۔

جعفر طیار بن ابو طالب

سیدنا امیر المومنین	عون	محمد صفر حمید	حسین	عبد اللہ صفر	محمد کبیر
آپ نے امیر بنید کو قتل کیا امیر بنید کہہ کر مخالف بنایا کی حکم پر	مسلم	ام کلثوم بنت نویس بنت علی کے طور پر	تاقم	عبد اللہ	تاقم

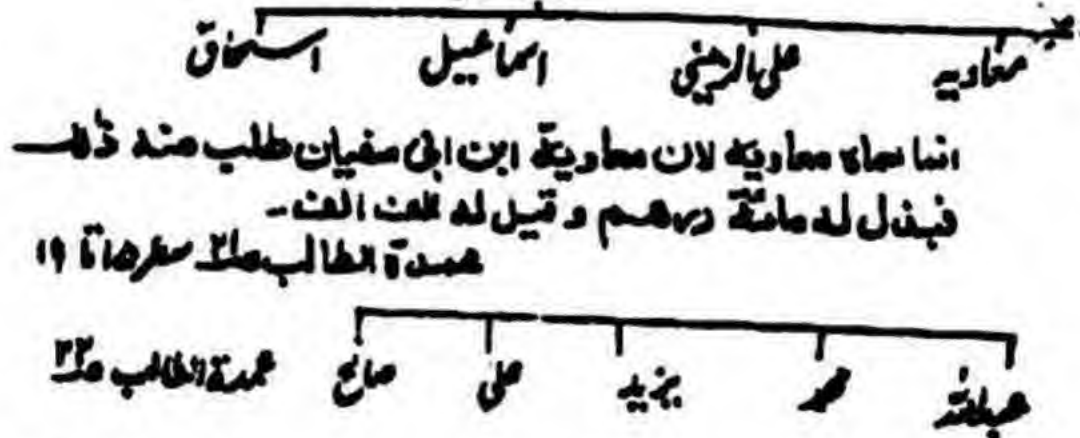
کی حکم پر



قابل توجہ :

سیدنا جعفر کی اولاد میں دو بزرگوں کے نام معاویہ اور ایک کا نام یزید تھا۔
 یزید بن معاویہ بن عبد اللہ بن جعفر طیب اس کے لئے دیکھئے مختلف مطالبین ۳۶۹-۳۸۰
 ۳۸۰ - (عمدة الطالب ص ۲۱)

جعفر بن عبد اللہ



عبد اللہ کا جنم ایک روایت کے مطابق سیمان بن عبد اللہ کے لپٹے ایام
 خلافت میں پڑھا یا - اہل بلاء میں وطن کیا -

اور دوسری۔ ایت کے عباتی ۸۷ میں مدینہ میں فوت ہوئے اور ان کی نماز جنازہ ابان بن عثمان بن عفان نے پڑھائی اور بقیع میں دفن ہوئے عمدۃ الطالب^۲ عبد اللہ نے بقول مقاتل طالبین صفحہ ۱۶۹ مسئلہ میں خروج کیا اور اپنے بھائی علی کا صخر کا، یزید کو شیراز کا، علی کو کرمان کا، صالح کو قم کا گورز بنایا۔
مقاتل الطالبین صفحہ ۱۶۷ سطر ۸ تا ۱۰۔

عبد اللہ کے باپ معاویہ کا نام اس کے باپ عبد اللہ نے سیدنا معاویہ کے کہنے پر معاویہ رکھا تھا۔ عمدۃ الطالب^۲ حضرت امیر معاویہ نے اپنے بیٹے امیر یزید کو فرمایا۔ اہل مدینہ کے ساتھ عزت و تکریم سے پیش آنا۔ امیر یزید نے دیانت کیا۔ اباجان آپ کے دوست کون ہیں تو امیر معاویہ نے فرمایا۔ عبد اللہ بن جعفر چنانچہ جب عبد اللہ بن جعفر و مشق پیچھے۔ تو امیر یزید نے ان کے وظیفہ میں چار لاکھ کا اضافہ کر کے دس لاکھ کر دیا عبد اللہ بن جعفر نے ان سے کہا۔ فداک ابی و اخی و اللہ ما قلتھا لاجد قبل

(انساب الاشراف بلذی جلد ۴ صفحہ ۴)

میرے ماں باپ آپ پر قربان اللہ کی قسم یہ الفاظ میں نے آپ سے پہلے کسی کے لئے نہیں کہے۔ بلاذری آگے چل کر لکھتا ہے کہ امیر یزید کے کسی مشیر نے کہا کہ آپ عبد اللہ بن جعفر کا اس قدر سے ہے ہیں تو امیر یزید نے فرمایا۔ ہاں میں اس قدر سے رہا ہوں۔ تمہیں معلوم نہیں کہ یہ اپنا مال تقسیم کر دیتے ہیں۔ انہیں دینا گریا اہل مدینہ کو دینا ہے۔

ابن کثیر لکھتے ہیں کہ عبد اللہ جب اس قدر مال لے کر روانہ ہوئے تو انہوں نے دو کو ہائی آدمیوں کو لے کر ہوئی قطار دیکھی۔ عبد اللہ اس لوگے اور ان میں سے تین اونٹ طلب کئے۔ امیر یزید نے وہ تمام اونٹ جن کی تعداد چار سو تھی۔ سیدنا عبد اللہ کو دینے کا حکم دے دیا۔ سیدنا عبد اللہ امیر یزید کی فیاضی سے اس قدر متاثر تھے کہ وہ بر ملا کہا کرتے تھے کیا تم مجھے ان ریزید بن معاویہ کے برابر

میں اچھی رائے رکھنے پر طاعت کرتے ہو۔ (الہدایہ والنہایہ جلد ۸ صفحہ ۲۲۰)۔
 سیدنا عبداللہ سیدنا حسین کے بہنوئی تھے اور سیدنا حسین کی مکہ سے روانگی
 کے وقت انہوں نے سیدہ زینب کو بھائی کے ساتھ جانے سے منع کیا مگر وہ نہ کیوں۔
 تو آپ نے اپنا لڑکا علی ان سے لے لیا۔ اور انہیں طلاق دے دی۔ تاریخوں میں
 وہی لڑکا علی ابن ابی بنی کے نام سے مشہور ہوا۔

عبداللہ بن جعفر کے پوتے کا نام بھی عبداللہ تھا۔ ابو الفرج اصفہانی لکھتا
 ہے۔ مستطہرا باطنۃ السوء۔ (مقاتل الطالبین ص ۱۱۷ سطر ۲)
 عبداللہ بن معاویہ کے چار بھائی تھے۔ یزید۔ علی، صالح، حسن۔ جن کو عبداللہ
 نے اپنے خروج کے زمانہ میں اصغر شیراز اور کرمان کا عامل بنایا تھا۔

(مقاتل الطالبین ص ۱۱۷ سطر ۹-۱۰) (۱۶۸)
 ان کے صاحبزادے معاویہ بن یزید کے عزیز دوست تھے (از علامہ الزرکلی ص ۱۶۸)
 ص ۱۶۸ یزید میں ان کا ایک شعر ہے۔

اذا منق الاخوان بالغیب و رہم

نسبہ اخوان العفای یزید

لوگوں نے بغیر دیکھے ان لوگوں کی آپس کی محبت کو توڑ پھوڑ دیا۔

حالانکہ یزید تو اخوان العفای یعنی صاحب صدق لوگوں کے

سرمد تھے۔ عقیل بن ابوطالب

محمد شہید کربلا شہید زینب العنقری بنت علی	محمد شہید کربلا	عبدالرحمن شہید کربلا	عبداللہ شہید کربلا	سلم شہید کربلا
عبداللہ	عبداللہ	عبداللہ	عبداللہ	عبداللہ
محمد بن ابو محمد عبداللہ	عقیل	ابراہیم	علی	قاسم الجوی
سلم	عبداللہ	احمد	قاسم	قاسم

عقیلؑ: جعفرؑ دس سال بڑے تھے۔ ابو یزید کفایت تھی۔ بنی علیہ السلام

نے ان کو نہرایا تھا :

ابو یزید میں تم سے مدد نہ بھرت کھتا

یا ابا یزید انی اُحبک حبیب

ہوں ایک تو بہت قربت دوم اس

حباً لقراتک وحباً لہما کنت

لے کر مجھے معلوم ہے کہ یہ جو کچھ تو تم بھرت تھی۔

اجلہ من حباً لعی ایاک

ابو طالب کا ورثہ طالب اور عقیل نے سنبھالا تھا رصیح بخاری بڑا بیت ترمذی مولانا ابن

سیدنا علی بیٹے ۱۵۔ بیٹیاں ۱۶

نام اہلیہ	بیٹے	بیٹیاں
۱۔ سیدہ فاطمہ	حسن حسینؑ	زینب کلثوم
۲۔ ام البنین بنت حرام	عمر۔ عباس جعفر عبید اللہ	
	عثمان رقیق ابی طالبؑ	
۳۔ لیلٰ بنت رومی	عبید اللہ ابو بکر	
۴۔ اسماء بنت عیس	عون۔ یحییٰ	

۱۔ مولوی مقبول احمد اپنے منہ جم قرآن کے حاشیہ پر قل لمن فی ابدن یکو من الامری الخ کے تحت لکھتے ہیں کہ یہ بیت عقیل بنوفل ابن حارث اور عباسؑ کی شان میں نازل ہوئی غرض کہ یہ بیت عقیلؑ کے لئے لکھا گیا ہے اور عباسؑ کا علم ہوا تو وہ علیؑ کو مدافعت حال کیلئے بھیجا نہ صرف وہیں اگر انکی گرفتاری کے متعلق بیان کیا تو حضرتؑ خود تشریف لے گئے اور فرمایا ابو یزید عقیلؑ ہمارا جمل تو ہمارا جھیل ہے جو ابدایا اچھا ہوا۔ آخر میں لکھتا ہے کہ آل مشرک تو ظہیر و یکم از نو ہم گئے مگر عباسؑ بنوفل ابی طالبؑ سمان ہونگے حاشیہ قرآن ترجمہ مقبول احمدؑ ابو طالبؑ کے انکس کی وجہ سے انکی پریشانی میں نذرانی علیؑ سے کمال شہت تھے مگر عند خلافت میں ان سے ابی بکرؑ زبیرؑ عاصیؑ کے پاس چلے گئے تھے اور جعفرؑ عقیلؑ میں ان کے ساتھ تھے (عندہ الطالبؑ کے کتابوں میں ابن تیمیہ جلد ۱ ص ۱۷۷) لے شیعیت نے ان سے کھانا اذاجہ وغیرہ نہ لیا یعنی تم نہیں نکاح رکھتے۔ نبی کی بیویوں سے ابی اس کے ہمیشہ کیلئے مانو جاتا تھا کہ ہم نہ نبی کی بیویوں کی بیگ ہیں۔ پھر جس صورت میں تھا وہ تیرہ نبی کے نکاح میں اگر انکی کے لئے حلال ہو گئے تو اس کی پہلی امت کے لئے یکے حلال ہو گئے۔ ملاحظہ ہو ظہور احسن کا خط صدوجہ جاتی رسول ص ۱۷۷ ابی طالبؑ ہمارے ہے کہ کیا علیؑ اُمتی نہیں تھے؟ اگر اُمتی تھے تو نبیؐ نے ان کی بیٹی کیوں ہی ادا کرتی نہیں تھے؟ تو انہوں نے اپنی بیٹیاں کن کو دیں؟ زینبؑ شہت و شرفہ غفران لکھتے شہد

- ۵۔ امامہ بنت ابراہیم { محمد - اوسط
ازہلین سیدہ زینب
۶۔ خولہ بنت جعفر محمد بن الحنفیہ
۷۔ ام سعیدہ بنت عروہ بن مسعود
۸۔ ام حبیبہ بنت ربیعہ عمر
۹۔ میمنا بنت ابراہیم
سیدہ علی کے بیٹوں میں ایک کا نام ابو بکر دے کے نام برابر ہے کا نام
عنان تھا۔ رعمۃ النساء کی نسل ابی طالب
دختران جواری : ام ہانی - میمونہ - زینب الصغری - ام الصغری
فاطمہ - امامہ - خدیجہ ام الکرام - ام سلمہ - جمانہ - نفیسہ - ام جندبہ
کتب - الطبری جز ۲ ص ۲۰۰

سیدنا حسن

عام کتب تواریخ و سیر میں حضرت حسینؑ کی عمر میں حضور خاتمہ دین
کی ولادت کے وقت آٹھ سات یا چھ سال بیان کی جاتی ہیں جو جوہرہ بن زبیر
میں نے سیدنا حسنؑ کی ولادت کے متعلق اپنی تالیف حسن بن علیؑ میں تفصیلی
بحث کی ہے۔ سب سے پہلے ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ سیدنا علیؑ کا سیدہ فاطمہؑ
سے نکاح کب ہوا۔

جنگ احد شوال ۳ ہجری میں ہوئی۔ انکے چارہ سال اللہ عنہا ...
بعد واقعہ احد (کرائی بحوالہ حاشیہ بخاری جلد ۳ صفحہ ۵۳)
یعنی حضور خاتمہ دینؑ نے حضرت سیدہ کا نکاح احد کے واقعہ کے بعد
کیا۔ ملا باقر مجلسی لکھتا ہے۔ یہ مزاجت باسعادت خیرۃ ۲۰ بادعہ ۱

مرئی از جلد العیون اردو جلد ۱ صفحہ ۱۱۶۶ اس سے ثابت ہوا کہ حضرت سیدہ
فاطمہ ح ۴ ہجری ماہ محرم کے آخری عشرہ میں ہوا۔ اسی بات پر مجلسی کے قول
سے اہل بیت حضرت سیدہ کے بطن سے چار اولادیں ہوئیں۔ سیدہ ام کلثوم سیدہ حسنہ
سیدہ زینب اور سیدہ زینب صبیحہ ذیل روایت کے الفاظ پر غور فرمائیے۔

جب سیدنا علیؑ نے دختر ابراہیم سے نکاح کا ارادہ فرمایا اور حضرت سیدہ فاطمہؑ
میں زور شور خاتم المعصومین نے فرمایا، اسے دختر گرمی اسے فاطمہ اٹھو، جناب
فاطمہ انہیں۔ جناب رسول خدا نے امام حسن کو اور فاطمہؑ نے امام حسین کو اٹھایا اور ام کلثوم
کا ہاتھ پکڑنے مسجد میں تشریف لائے (جلد العیون اردو صفحہ ۱۱۶۶ پمیلی سطر)
مذ بات کے اس قول سے تسلیم کرنا چاہیے گا کہ ام کلثوم سب سے بڑی تھیں اس لئے
ان کی اٹھائی پکڑی گئی۔ سیدہ حسنہ ان سے چھوٹے تھے کہ حضور خاتم المعصومین نے انہیں
اٹھایا اور سیدہ زینب سب سے چھوٹے تھے اس لئے ان نے اٹھایا۔

مشہور شیعہ نساب احمد بن علی بن حسین متوفی ۸ ہجری اپنی مایہ نازات لیلیٰ فاطمہؑ
من لکھتا ہے ان الحسن بن علی ولد لثلاث من الهجرة وتوفی سنة اثنين وھجرت
وعمره ثمان واربعون (عمدة الطالب صفحہ ۵۸ سطر ۱۳)

یعنی سیدہ حسنہ ۳ ہجری میں پیدا ہوئے اور ۵۲ ہجری میں ۴۰ سال کی عمر میں فوت
ہوئے اگر ۵۲ ہجری میں آپ کی عمر ۴۰ سال تھی تو ولادت ۱۲ ہجری میں ماننا پڑے گی۔
آگے چل کر کہتا ہے: ولد الحسن بن علی بالمدينة قبل وقعة بدر
بسنعة عشر لوماوات باندینة سنعة تسع واربعین من البصرة۔

یعنی سیدہ حسنہ ۱۹ ہجری (۲ ہجری) سے ۱۰ دن پہلے مدینہ میں پیدا ہوئے اور ۵۲ ہجری
میں فوت ہوئے۔ مزید یہ کہ اس نے متعدد احوال نقل کئے ہیں۔ یعنی سیدہ حسنہ کی پیدائش
کا صحیح تاریخ کسی کو معلوم نہیں۔

مشہور شیعہ مؤرخ ابن العریج انصاری کہتا ہے کہ سیدہ فاطمہؑ قبل نبوت کعبہ کی تعمیر
کے وقت پیدا ہوئیں۔ زہد قاتل الخالین صفحہ ۸۸ سطر ۱۴

سیدنا حسن ۳ ہجری میں پیدا ہوئے اور ۵۰ ہجری میں فوت ہوئے و قتال اللہ العزیز
 اگر ۵۰ ہجری میں ۲۱ سال کی عمر میں فوت ہوئے تو آپ کی ولادت ۲ ہجری کریم میں ہوئی۔
 اب مشہور شیعہ مؤرخ ۵۰ ہجری میں جس کے نام کے ساتھ خاتم المفسرین و ائیس المحدثین حضرت
 علامہ کے سلبقے اور علیہ الرحمۃ والرضوان کے لاحقے ہیں سیدنا حسینؑ کے تعلق کا ہے۔
 وفات کے وقت سیدنا حسینؑ کی عمر ۴۰-۴۱-۴۲-۴۳ سال تھی۔

جلد العیون اردو جلد ۲ صفحہ ۲۰۴ آخری سطر ۲۰۸ پہلی سطر

اور یہ بات متفقہ طور پر تسلیم کی جا چکی ہے کہ سیدنا حسینؑ کی شہادت ۶۱ ہجری میں
 ہوئی۔ اب نور علیہ السلام یہ ہے کہ اگر شہادت کے وقت آپ کی عمر ۴۰ سال تھی تو ولادت
 ۲۱ ہجری کو ہوئی۔ اگر عمر ۴۲ سال تھی۔

تو ولادت ۵۱ ہجری کو ہوئی۔ علی بن القیاسؒ کی عمر ۴۲ سال تھی تو ولادت ۱۳ ہجری کو
 ہوئی۔ بہر حال یہ معترض ہے کہ نہ سمجھانے کا۔ اسی جلد العیون میں مرقوم ہے کہ
 حسینؑ ران چپ قاطع سے پیدا ہوئے (صفحہ ۳۰۹ سطر ۱۳) شیعہ مذہب کی کتب سے
 اس قسم کے متضاد و متناقض واقعات پیش کرنے کے لئے دفتر درکار ہیں
 اس مقام پر بتانا صرف اس قدر مطلوب ہے کہ حضرت حسینؑ کی عمر میں حضور
 خاتم المعصومینؑ کی وفات کے وقت کیا تھیں۔ یہ فیصلہ بھی ہم بلا استہدائیہ
 چھوڑتے ہیں۔ دیکھتے ہیں کہ

بند معتبر امام رضاؑ سے روایت کی ہے کہ اہماء بنت عیسیٰ نے کہا کہ جب
 امام حسنؑ متولد ہوئے میں ان کی دایہ تھیں۔ پس جناب رسول اللہ ﷺ نے ان کو
 دیکھا اور کہا اے اہماء! میرے فرزند کو لاؤ۔ امام حسنؑ کو میں جامہ زرد میں لپیٹ
 کر لائی۔ جب ساتواں دن گزرا۔ حضورؐ نے دوا بلوگو سفیدہ عقیقہ میں
 ذبح کئے اور اہماء بنت عیسیٰ کو ایک ران عطا فرمائی۔ (جلد العیون صفحہ ۴۴ ج ۱)
 اس مقام پر ہمیں دیکھنا ہے کہ یہ اہماء کون تھیں جنہیں سیدنا حسنؑ کی دایہ
 ہونے کا فخر حاصل ہوا۔

سیدہ اسماءؓ، سیدنا علیؓ کے بلے بھائی سیدنا جعفرؓ کی زوجہ تھیں۔ سیدنا جعفرؓ
حضور ناظم المعصومینؑ کے ارشاد کے مطابق مکہ سے ہجرت فرما کر حبشہ تشریف لے
گئے تھے۔ سیدنا جعفرؓ کے متعلق عمدۃ الطالب میں ہے:

و قد حکان ہا جرای الحیثۃ فیم ہا جرایہا و رجع
منہا فوصل ان رسول اللہ صلوٰۃ اللہ و سلام علیہ
یوم فتم خیر فقال صلے اللہ علیہ وسلم ما اددی
با یہما اشد فرحاً لفتح خیرام بقدر جم جعفر صفحہ ۱۹ سطر ۱۱،
سیدنا جعفرؓ ہجرت کر کے حبشہ چلے گئے۔ اور فتح خیر کے موقع پر حضور
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور اکرمؐ نے
فرمایا۔ میں نہیں جانتا کہ مجھے خیر کی فتح سے زیادہ خوشی پہنچے
یا جعفرؓ کے حبشہ سے واپس آنے کی۔

اب ہم چند محلات کے لئے شیعہ مذہب کی کتب سے ہٹ کر اہل سنت کی
کتب کو سامنے لاتے ہیں :

امام ابو ربیع اشعری فرماتے ہیں۔ جب ہمارا قافلہ حبشہ پہنچا تو وہاں ہمیں
جعفرؓ بن ابی طالب ملے۔ ہم ان کے پاس رہے۔ پھر ہم سب اکٹھے مکان بنائے۔
اور حضور نبی اکرمؐ کی خدمت میں فتح خیر کے وقت حاضر ہوئے اسما و بنت عیسیٰ
۱۔ اسما و بنت عیسیٰ بڑی صاحب ذرات اور نہایت حسین و جمیل اور نندہ دل صحابیہ
تھیں۔ عین باجہ انتہا کے نکاح میں رہیں۔ سیدنا جعفرؓ کے متعلق وہ فرماتے ہیں۔
مَا دَلَّیْتُ مَثَابَاً اَطْلَعُ مِنْ جَعْفَرٍ (الغنیۃ صفحہ ۹۵)

جعفرؓ غزوہ ممتہ میں شہید ہو کر جعفر طیارؒ کے گناہے۔ بخاشی کے سامنے جعفرؓ میں انداز
ہے اس قدر پیش کیا تھا وہ اپنی مثال آپ ہے۔ جعفرؓ آپ کی آٹھ اولادیں ہوئیں
عبد اللہ، حمون، محمد اکبر، محمد الاصغر، حمید، حسین، عبد اللہ، الاصغر، عبد اللہ اکبر و اسمع
اجمہ، اسما و بنت عیسیٰ (عمدۃ الطالب صفحہ ۱۹ سطر ۲۰-۲۱) (باقی حاشیہ صفحہ اوپر)

نہ ہمارے ساتھ نہیں سام اذنیہ سید خضہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حمان ہو گئیں۔
بخاری جلد ۲ صفحہ ۶۰۸ ملا فخریسی نے کہا ہے کہ بروز فوج خیر جعظ کی ایسی
مفسدہ روتم نے فرمایا کہ ان دونوں میں سے کس پر زیادہ خون برسے۔ فوج خیر
پر یا جعظ کی واپسی پر (حیات القلوب جلد ۲ ص ۶۶)

نائبہ بقیہ ص ۹۰

سیدہ دہلوی نے جعفر طیار سے بعد بیعت صد بن اثرت نکاح کیا۔ جبکہ سیدنا سیدنا
کی عمر ۵ سال تھی۔ ان کے محمدی رو کا پیدا ہوا۔ جو تائبین عثمان میں شامل تھا۔
سیدنا صدیق اکبرؓ نے متقی پر یہ اہم اثر کہ تولد ہے لاریت شیخہ افضل من
ابن مکر (العشانیہ صفحہ ۹۵) میں نے ابوبکرؓ سے افضل کوئی بڑھا نہیں دیکھا۔ سیدنا
ابوبکرؓ کے انتقال کے بعد آپ سے سیدنا علیؓ نے ۲۸ سال کی عمر میں نکاح کیا۔ سیدنا علیؓ
سے آپ کی چھ اولادیں ہوئیں۔ سیدنا علیؓ نے ایک دن سیدنا امامؓ کے بطن سے پیدا
ہونے والے بچوں کو آپس میں الجھنے دیکھ کر پوچھا تو آپؓ نے اپنے سابقہ خادمہ کی
تعریف کرنے کے بعد سیدنا علیؓ کو مخاطب کر کے فرمایا۔ وانت احسبہ لفضل
حدیث قضیتھا۔ ولدیرو عن علیؓ فی ذلک انکار (العشانیہ صفحہ ۹۶) سیدنا
علیؓ نے اس بہار کثرت انکار کیا نہ احتجاج کیا نہ تفریق کی اور نہ حیرانی کا اظہار۔
معلوم ایسے ہوتا ہے کہ سیدہ عیسیٰؑ اپنی ذاتی خوبیوں اور صفات حسنہ سیرت اور
حسن صورت کی وجہ سے بہت بلند مقام اور درجہ رکھتی تھیں۔ ورنہ ۶۳ سالہ لڑکے
کی بیوہ ہونے کے باوجود ۲۸ سالہ علیؓ کیلئے صاحب اوصاف حمیدہ کا اس سے
نکاح کتنا چھٹی بزدل ۹

ن تصریحات سے صاف طور پر ثابت ہوتا ہے کہ سیدنا حسنؑ کی طاعت
، ہجری کے آخر میں یا ۸ ہجری کے شروع ہوئی۔

حقیقت یہ ہے کہ جب وہ جہاں موقع محل کے مطابق جس بات کی ضرورت محسوس
ہوئی، اس بات کو مناسبت کے لحاظ سے تراش لیا۔

بہر حال سیدنا حسنؑ کی ذات والا صفات امت مروجہ کے لئے آئینہ رحمت
تھی۔ آپ قاتلین عثمانؓ اور قاتلین علیؓ کا کردار دیکھ کر یہ اندازہ کر چکے تھے کہ یہ لوگ حقیقت
میں مسلمان نہیں بلکہ یودیت جو سیت اور نصرانیت کے گٹھ جوڑ کا ملغوبر ہیں جب
مک سیدنا امیر مملوچہ جیسے طاقت اور لیش، مدبر، منتظم صاحب تدبیر و فراست
اور شہد سیاست کو تمام علم اسلام کا خلیفہ تسلیم نہ کیا گیا یہ بد بخت گمراہ امت
کو چین کا سانس نہیں لینے دے گا۔ گویا آپ کی نیک طبعی اور ایمانی فراست نے
سیدنا معاویہؓ کے اقرار پر حجت کر لے امت کو ایک ظلم ابتلا سے ہی بلکہ کڑو لبر
جسے بچالیا۔

مشہور شیعہ مؤرخ ابو شامہ احمد بن علی بن حسین مکتا ہے۔ دعوت رسول

اللہ صلوات اللہ وسلامہ علیہ انہ قال لہ (حسنؑ) انہی ہذا سید و صلح
اللہ بہ بین فطیتوں عظیمین من المسلمین (حدیث الطائیں صفحہ ۴۴ سطر ۱۰-۱۱)
فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میرا یہ پیشادار ہے، اور اللہ تعالیٰ
اس کے نزدیک مسلمانوں کے دوڑے گدجوں کے درمیان صلح کرانے کا مقابل
خود ہاتھ ہے کہ ان میں سے مسلمانوں کا ایک گمراہ آپ کے ساتھ ظالموں
کا دوسرا گمراہ معاویہؓ کے ساتھ تھا۔ آپ کی زبان میں کفایت تھی چنانچہ مشہور
شیعہ مؤرخ ابو الفرج و عہدانی مکتا ہے۔ وکان فی لسان الحسن بن علی
ثقل کالغافاة (مقاتل الطائیں صفحہ ۴۹ سطر ۱۲)

سیدنا معاویہؓ کے اقرار پر حجت کرتے وقت بے حساب مال بچھا۔
اور اس کے بعد بھی سالانہ وظیفہ کے علاوہ بے حساب عطاات ملنے

رہتے تھے ہر سال دونوں مہائی ملانا خود خن جاتے اور لے لے پھندے واپس آتے۔
آپ نے بے حساب نکاح کئے۔

نقاباً قرعہ بھی لکھا ہے کہ امام حسن نے دو صد ہجری میں اور بدولت دیگر تین سو
عورتوں سے نکاح کئے۔ (جلد العیون جلد ۱ ص ۲۷۲) اور جب امام حسن نے
انتقال کیا۔ جمع تین سو حضرت جن کو آپ نے طلاق دی تھی۔ عقب جنازہ
پر سینہ سائی تھیں (جلد العیون جلد ۱ ص ۲۷۵)

ایک منصف مزاج مورخ جب آپ کی زندگی پر ایک طائرانہ نظر ڈالتا ہے
تو یوں لکھتا ہے۔ کتبہ شریع الشرب، صلح کل، دستوں کا دوست، دشمنوں کیلئے
شیق اس پر سدا صبح جو ادا اپنے حال میں مست رہنے والا عظیم انسان ہے۔ وہ دینی
جنگوں سے بے نیل خود بھی اس میں سے تندرستی گزرنے کا خیال عدد سروں کو بھی اس
چین سے بندہ رہتا دیکھنا چاہتا ہے۔

یہی وجہ تھی کہ آپ تمام زندگی اپنے آپ کو سیدنا علی کی ہامیوں سے
بم آجنگ نہ کر سکے۔ سیدنا ذوالنورینؑ کے قصود جوئے کے وقت آپ
نے اپنے والد کو کہا۔ ابا جان آپ مرید سے باہر چل جائیے۔ وہ نہ جو سکتا ہے کہ
قبل عثمانؓ کے جرم میں آپ کو بھی شامل سمجھا جائے۔ سیدنا علیؑ نے جب
قاتلین عثمانؓ کی بیعت قبول فوائی تب بھی سیدنا حسنؓ اپنے فرائض و عبادت
سے متفق نہ تھے۔ اور جب سیدنا علیؑ نے حنین جھڑک کر کوہ کو دار الحکومت
بنانے کا ارادہ فوایا تو آپ اس وقت بھی آرٹے آئے۔ بلکہ سیدنا علیؑ کے مدینہ
چھوڑنے کے چند روز بعد مدینہ سے رخصت ہوئے۔

مگر غور کریں ہجرت ۱۱ سال کی عمر میں اس
کو مدینہ گاہ

یہاں سر پہلے آپ کے وفات کو بھی ایک مقدمہ بنا دیا ہے، شیعہ کہتے ہیں۔
کہ آپ کو آپ کی زوجہ حبیبہ بنت ابی سفیان نے سیکھنا امیر معاویہؓ کے ایثار

سے نہر دسکر جاک کھا تھا تاریخ کا عظیم ترین کذب !۔۔۔
 میر محلویہ خوب جانتے تھے کہ سیدنا حسنؑ فرج و جود و سخاوت زندہ الماں کے۔۔۔
 سامنے ایک دیوار ہے۔ جب حسنؑ رخصت ہوئے تو لکھا اس دیوار میں رخصتہ پڑا۔
 امیر المومنینؑ میر محلویہ کس طرح آپ کو نہر دھاک لکھا ایک قلعہ کا دروازہ کھولنا چاہتے
 تھے۔ اللہ پھر سید حسنؑ کو اپنے بھائی کے ہر سال دمشق کا سفر کرتے اور دہائی بیسوں
 قیام کرتے تھے۔ حال کیوں نہر نہیں دیا گیا۔ اور اگر حصہ نے ہی نہر دیا تھا۔ تو وہ حصہ
 بن ہیرو تھا جو آپ کا چچا بھی ملا اور جہولی تھا جس کا باپ ہبیرو مولوی رسول پوری کا سر فرزند
 تھا۔ اور سیدنا علیؑ کے نام بناد و بخلت میں غلامان کا گھر تھا۔ سیدنا حسنؑ کے
 سیدنا محلویہ کے ساتھ ہجرت کرنے کے بعد حصہ کی گوری ہائی جس نے اس برقع
 کی وجہ سے نہر دیا ہوگا۔ اللہ یہ بات اس نے بھی قرین قیاس سے کہ قاتلین عثمانؓ مذہب
 سیدنا علیؑ کے پیغم تھے۔ سیدنا حسنؑ کے قلم صلیح سے دل پر مشتمل اور نہایت
 بیکر آپ کو غل المومنین کہنے، آپ پر عہدہ کہہ کر دینی کہنے آپ کے کندھے سے چادر
 اور نیچے سے جلنے ناز کیسٹنے سے بھی جاننے رہے۔

اوں تو نہر دھون کی داستان ہی دہائی ہے چونکہ ۳۱۰ ہجری تک کی
 کسی کتاب میں نہر قاتل نہ نہیں۔ سب سے پہلے یہ ابام سعودی متوفی ۲۳۶
 کو ہمد گمراہی نے بھی میں غلطی میں اس کا ذکر کیا۔ کسی دوسری کا نام نہیں۔ کوئی سند
 نہیں کوئی حوالہ نہیں بلکہ کہا جاتا ہے کہ کلمات سے نہر غوثی کی یہ داستان تلاش
 میں پھر یہ تھا اس داستان دہائی کے ہل دہنکے شروع ہو سکے۔

سیدنا حسنؑ کی وفات کے متعلق۔

۱۵) تاریخ الخلفاء میں ہے ہر فرس ائمہ بن عباسؑ (یفا) چلیں۔ و نہ بیمار نہ کر
 لت ہوئے (جلد ۲ صفحہ ۳۶۶)

۱۶) دوسری مدت حالات ۲۰۶ بیان کرتا ہے۔ وہ دنیا میں کا عارضہ بیان

کرتا ہے۔ جلد ۱ صفحہ ۶۶

۱۳ مشہور شیعہ مؤرخ ابو مناب احمد بن علی بن حسین متوفی ۸۳۸ ہجری
 لکھتا ہے کہ فاطمی علیہ السلام مرثیہ بن عبد بن محمد (۱) حیدر الطالب فی تفسیر
 آل ابی طالب صفحہ ۴۶ سطر چل سیدنا حسنؑ ہاں ہی بعد چارہ کہ کثرت
 ہوئے۔

۱۴ الاصلہ میں ہے۔ فلما مات (الحسن) ودد ابیہ سیدہ بموت م علی
 محلوتیہ فقال یا عجباً عن الحسن مشرب مشربۃ من حل
 بحار دیمۃ ففحصت خطبہ (۲) جندل مہاسبیہ صلو ۴، ۲ سطر
 جب سیدنا حسنؑ کی وفات ہوئی تو قاصد نے سیدنا معاویہؓ کو ان
 الفاظ میں خبر پہنچائی۔

بڑی تہنیتی کی بات ہے کہ سیدنا حسنؑ نے پیڑ و مہکے پانی میں
 مشہرہ ملا کر پیا اور انتقال کر گئے۔

۱۵ مشہور مشرقی محقق علامہ من کتاب ہے حرم کی زندگی بسر کرنے سے لاغر
 ہو گئے۔

۱۶ دائرۃ المعارف: سیمیک عربی نسخہ میں جو انتشارات ہیں قہران
 نے شائع کیا ہے۔ اس میں یہ کلمات ہیں۔

وتوفی الحسن فی المسجۃ بنات الدیہ ولعل افراطہ
 فی الملذات هو الادی عجل بمینہ۔

(صفحہ ۴ سطر ۱۲ کالم)

سیدنا حسنؑ عینہ میں پھیپھڑوں کی مرض سے یا کثرت ہمار سے
 فوت ہوئے۔

۱۷ مشہور محقق لیبٹ ایم لفالڈ سن لکھتا ہے۔
 سیدنا حسنؑ کی وفات۔

During his period of tarentment in Medina, there is little of actual achievement to relate. Muawiya paid his expenses and he continued his dissipation, the consequence of which he is said to have died of tuberculosis when he was about forty-five of age. Sh

SHI, THE RELIGION PAGE 74 VOLVI, AY
M. DONOLDSON

(سیدنا حسینؑ) مدینہ میں طائر نشینی کے دوران کم کامیابی حاصل کی گئی تھی۔ جسے بیان کیا جس کے سیدنا معاویہؓ کے اخراجات ادا کرنے سے تھے۔ سیدنا حسینؑ نے اپنی عیاشی جاری رکھی جس کے نتیجہ میں ان کے منسلق بیان کیا جاتا ہے کہ وہ تپ بوق سے ۴۵ سال کی عمر میں انتقال کر گئے۔
(Dissipation کے انگلیش مترادفات)۔

SCATTERING, WASTEFUL, WORTHLESS LIVING

اردو میں بن کے معنی، پھیلاؤ، انتشار، پراگندگی، اسراف، فطول غریبی پریشان عیاشی پرگندہ دلی عیاشی، اوباشی، بدچلتی و فلو کے ہیں۔

(۸) دائرة المعارف شائع کردہ پنجاب یونیورسٹی میں مرقوم ہے۔
الزحابیہ اور اخبار الطول کے مطابق حسن کی موت تبرکاتیں بلکہ کسی اور مدت سے ہوئی۔ (زبدۃ القول من بن علی ص ۲۵۵ کالم ۱ سطر ۲۸ تا ۳۰) میں کہتا ہوں۔

سیدنا حسینؑ کی وفات کے متعلق یہ جس قدر اقوال آپؑ کی نظروں سے گزرے ہیں۔ بن سب کے پس منظر کی بن ان شیعہ تالیفات کی صدائے بازگشت ہے جو ان لوگوں نے اپنے مزدورہ آئینہ سے عکاس کیا۔ سیدنا حسینؑ عالم اسلام کے ایک جمیل القدر حسن! سلام تھے۔ سیدنا معاویہؓ کے دست حق پست پر بیعت کرنے کے بعد گوشہ نشین ہو گئے چھپن میں اپنی والدہ کے دودھ سے مردم رہے۔ چنانچہ سیدنا حسینؑ آپؑ سے کم جیل ایک مل چھوٹے تھے۔

مگر طوعلات چندال خوش گمانہ تھے ہوش سنبھلا۔ تو والدہ چل نکلیں جوانی
 کے چند دن انکسے گزے مگر محبوب سرسیتہ ذوالنورین کی شہادت نے
 ان کے دل پر بڑا اثر کیا اس کے بعد مدینہ سے کوفہ کا سفر جیل و صغیر کے معرکے
 سیمنا علی کی شہادت، ساتھیوں کی بے وفائیاں، ان سب کے ساتھ کثرت
 ادواہ کی بدولیات اگر صبح میں تو صحت پانچ لاکھ ہے ان سب بدولیات نے آپ
 کے قلب صافی پانچ لاکھ کے آپ کی صحت پر بڑا اثر کیا۔ آپ کی جہانی کمزوری کو کسی نے
 کثرت جہان کی وجہ سمجھا کسی نے آپ حق گمانا اور کسی نے نیا بیٹس کہا۔ اللہ پامان
 طریقت نے زہر ثوانی کہہ کر پیٹے بغض باطن کا ثبوت دیا۔
 اصل صحت یہ ہے کہ آپ طویل عرصہ صاحب فراش رہنے کے بعد عام صحت
 کو مدد ملے۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْبَشَرُ كَلَّا جَعَلَنِي

سیدنا حسین

سیمنا صغیر کی ولادت کے متعلق یہ بات پایہ تحقیق تک پہنچ گئی کہ آپ
 حروہ خیبر کے بعد ۷۰ ہجری کے آخیا۔ ۸۰ ہجری کے شروع میں پیدا ہوئے۔ تو
 لاکھ ہمیں نسیم کرنا پڑے گا۔ کہ حسین کی ولادت ۸۰ ہجری کے آخیا۔ ۹۰ ہجری کے شروع
 میں ہوئی۔ حقائق کے مقابلوں انکل پور نکات کی شہیدانہ دھندلے معنی سی
 باتیں ہیں۔ بہت مستات کا دمج کرتے ہیں کہ سیمنا ہاشم یعنی حضرت فاطمہ العاصیہ
 کہہ جاتے کہ آپ بعد مدینہ طرف لائے تھے خوش عید کی آمد تلاش ہونی کی بنا پر یہ
 کہہ دیا جائے کہ آپ فتح مکہ سے بہت پہلے اسلام لائے تھے۔ تو اس کا حقیقت سے
 دھکا داسطہ ہی نہیں بہتہ فتح مکہ سے چند روز پہلے نسیم کر لیا جائے تو اس کے ثواب
 اجر مل سکتے ہیں۔

مگر آپ کی زندگی سیدنا الفضل کا مدینہ میں پنپنا فتح مکہ سے پہلے کسی صحت

میں صبح نہیں۔ یہی سیدہ ام الفضلؓ سیتن حسینؑ کی دایہ تھیں۔ چنانچہ سیدہ
 اُم الفضلؓ فرماتی ہیں کہ میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
 کی خدمت میں عرض کی کہ میں نے صلیت کو ایک بہت بڑا خوب دیکھا ہے اور اس
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صلیت کرنے پر عرض کیا کہ آپ کے جسم کا
 ایک ٹکڑا کاٹ کر میری گود میں ڈالا گیا۔

اس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر رونا لگا کر کہا
 خوب بہت اچھا ہے۔ قاطرہ کے یہاں ڈکا ہوگا اور اللہ تعالیٰ نے یہاں تو وہ
 میری گود میں رہے گا۔ چنانچہ جب (سیدہ) قاطرہ کے ہاں (حضرت حسینؑ) پیدا
 ہوئے تو آپ کی بتائی ہوئی تعبیر کے مطابق وہ میری گود میں ٹالیا (مخکوٹا ہلدی ۲
 صفحہ ۷۲ مطبوعات ابن سعد جلد ۲ ص ۱۲۵۹)

سیدہ ام عیسیٰؓ اور سیدہ ام الفضلؓ کی ان روایات نے حضرت حسینؑ
 کی ولادت کی صحیح تاخرین کا حوالہ مل کر دیا ہے، سیرت و تواریخ کی کتب کا طور مطالعہ
 کرنے سے یہ نتائج میں کی لذ کی کچھ حد سامنے آتے ہیں۔

حضرت عالم الصومین کی زندگی کا اندازہ آپ نے اٹھالی تین سال پہلے
 چاہلا دور | شفیق اللہ رحمہ اللہ اپنی والدہ کی گود میں کھپتے گھلے

سیدہ قاطرہ کی وفات کے بعد سیدہ ام عیسیٰؓ سیدہ زینب بنت
 دوسرا دور | رسول اللہؐ نے آپ کی تربیت کی ایک رشتہ سے آپ کی خالہ زاد اور
 دوسرے رشتہ سے سوتیلی والدہ تھیں، سیدہ ام مرثدہؓ کے سیتن صلی اللہ علیہ وسلم
 کی وصیت کے مطابق نکاح کیا تھا۔

خلافت راشدین، حضرت صدیق اکبرؓ، اموی، غلام حضرت سیتنا زین العابدینؑ
 تیسرا دور | اسی خاندان کا وہ جس میں دونوں بھائی خولسان کے جہاد میں شامل ہوئے۔
 اور سیتنا محمدؑ بن موسیٰ کی ساری میں افریقہ کے جہاد میں شامل ہوئے۔ افریقہ
 کے جہاد میں آپ کے علاوہ سیتنا بن زبیرؓ، سیتنا ابن عمرؓ، سیتنا فضل بن

ہماس ہی مثل تھے

چوتھا دور سینا مسلحی کی تمام تباہ خلافت کا دور جس میں آپ اپنے گری
قدح کی مشکلات میں ہمارے کے شریک رہے۔

پانچواں دور سینا معاویہ کی خلافت کا دور جس میں آپ کو خلافت اور خلافت
کے دور پر حساب مل گیا۔ سینا حسن بن علی کے سینا معاویہ
کے اہل بیت خلافت کے بعد آپ کو کوفہ نے پہلا شروع کر دیا آپ نے فرما دیا
بیعت کر کے ہیں۔ اہل قول سے چکے ہیں۔ اس بیعت کوئی نہیں جاسکتا۔
(اہل الاطراف سے بعد ۲۷ ص ۱۰۱) (فصل حسین مدظلہ العالی، ص ۱۰۱)

بعض مقامات میں یہ آتا ہے کہ آپ نے فرمایا معاویہ کی یہ کیا ایک منہ پر
دیکھا جائے گا۔ مگر یہ مذہب اور وہ مل نظر ہے۔ سینا حسن ۳۹ ہجری میں فوت ہوئے اور
بہاؤ شریف ۴۹ ہجری میں آپ امیر بننے کی سلاطین میں موجود تھے قسطنطین پر سب سے
بڑے ملے میں سینا ابن زبیر سینا ابن عباس، سینا ابن عمر سینا ابو ایوب انصاری،
اور متعدد دوسروں کی جہت کو ہدایت ملی

چھٹا دور سینا امیر معاویہ کے بعد امیر بنید علی بن ابی طالب بنے اور سینا حسین مدینہ
کے گھنٹے میں یہ کہہ کر رخصت ہو سکے۔ صبح صبح میں بیت
کروں گا۔ گھنٹے کو مدینہ سے فارم کر کے گئے تھے اپنے تو گئے تھے طبعاً و مزاجاً
اصحابی یعنی ۲۸۱ ہجری کی بانی تھے۔

لے قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اول حیش من استقر لغزو من مدینہ

قیصر مغلطہ لہم (بخاری) باب قیل فی قال الروم
خود مل اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت سے جو لوگ سب سے پہلے امیر
کے پوتے میں جگہ پر گئے وہ مغربوں میں شکست کھائیں اور بنو امیر مغربہ تھے۔
۹۰ سی میں بنو امیر معاویہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنو معاویہ
علیہم السلام بار خیر الروم (بخاری) پانچواں باب صلوۃ اللہ علیہ وسلم (۱۰۱) ص ۱۰۱
کے صلی اللہ علیہ وسلم جس جگہ میں وہ تھے وہاں اللہ اس وقت فرمائی کہ بنو معاویہ بن کا حکم تھا۔

لما بلغ اهل الكوفة منزل الحسين مكة وانا لم يبالغ لعزيم
وقد اليه وفد منهم عليهم ابو عبد الله الجدي و
كتب اليه شيت بن جعي وسمان بن صرد والمسيب
ابن يحيى ووجه اهل الكوفة يدعونه الى بيعته
وخلع يزيد . اتفاقا الطالبين ص ۹۵ آخری سطور و ص ۹۶ پہلی سطری
کو کوفہ کے میں میں کے پاس پہنچا . انہوں نے زید کی بیعت توڑ دی تھی ۔ ابو
عبد اللہ وفد کا قائد تھا ۔ اور یہ وفد شیت بن جعی ، سیمان بن صرد اور مسیب
نے بھیجا تھا ۔ اداکین وفد نے کہا کہ ہم نے زید کی بیعت توڑ دی ہے ۔ ادا آپ
کو اپنی بیعت کسے ملایا ۔

یعنی کوفہ کے یہ لوگ میرے زید کی بیعت کو چکے تھے اور اب بیعت توڑ کر
سیدنا حسین کو بلا رہے ہیں ۔ اے یہ معاملہ کیا سیدنا حسین نے بھی زید کی بیعت
کو چکے تھے یا نہیں ۔

(۱) ۵۱، ۵۲، ۵۳ ہجری میں امیر زید امیر الجبلہ اور سیدنا حسین بن علی کے کوفہ
یقیناً امیر زید کے ساتھ نمازیں پڑھا کرتے رہے ہوتے گئے ۔
(۲) تمام شورشیں اس بات پر متفق ہیں کہ حدیث مغرورہ کے مصداق لشکر میں
جہاں سیدنا ابو الیوب انصاریؓ ، سیدنا عبد اللہ بن عباسؓ ، سیدنا عبد اللہ
بن عمرؓ جیسے جلیل القدر صحابہ موجود تھے ۔ ان کے ساتھ سیدنا حسینؓ
بھی موجود تھے ۔

(۳) سیدنا حسینؓ سیدنا حسنؓ کی بیعت میں تھے جب سیدنا حسنؓ نے امیر المومنین امیر
معاویہؓ کی بیعت کی تو اس کا مطلب واضح طور پر یہی تھا کہ سیدنا حسنؓ
کے ساتھ بیعت کرنے والے تمام لوگوں نے ہوا اسطرح امیر المومنین امیر معاویہؓ
کے ہاتھ پر بیعت کر لی چنانچہ یزیدؓ اسٹ گڈی بکھا ہے ۔

Extract from Spanish Islam

BY: REINHART DOZY

"Posterity-ever prone to wax sentimental over the fate of unsuccessful pretenders, and often unmindful of justice. national peace and horrors of, a civil war that is not checked at the outset-has regarded HUSAIN as the victim of an atrocious crime. Persian fanaticism has completed the picture: It has delineated a saint, in the place of a more adventurer carried to destruction by strange mental aberration and almost insane ambition. The great majority of his contemporaries viewed HUSAIN in a very different light: they looked upon him as a man farsewn and guilty of high treason seeing that he had taken an oath of fealty to YASID IN MUAWAYA'S LIFE TIME and could not make good his right or title to the Kilehate"

"English Translation page 47"

انقلاب کا اعلان یہ شمار ہوا جسے کہ وہ کامیاب ہو گیا کی ناکامیوں پر جذبات سنہ ضلوع
 ہو جاتے ہیں۔ اور بسا اوقات انصاف کوئی اس کی ایسی غلطیوں کے چوتنگ
 اثلت کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ جماعت میں نہ رنگ ہی گئی ہوں، یہی کیفیت
 انقلاب کی حسین کے متعلق ہے، وہاں کو ایک عالمہ جرم کا کشتہ خیال کرتے
 ہیں۔ ایرانی شدید مقتصد نے اس تصویر میں خود غل بھرے۔ (سیدنا حسینؑ)
 کو ایک معمولی قسمت آزما کے جلا وطنی غور و خوض اور غلط فہمی اور قریب قریب
 غیر معمولی حب مجاہد کے کارکن طاقت کی جانب تیزی سے مدد دیا ہوا ہوا
 اللہ کے روپ میں پیش کیا ہے۔ ان کے ہم معمول میں اکثر و بیشتر ایک دوسری
 نظر سے دیکھتے تھے۔ وہ انہیں جہد شکنی اور بغاوت کا تصور دار خیال کرتے
 ہیں۔ کیونکہ انہوں نے (سیدنا) معاویہ کی زندگی میں امیر (نیز) کی وسیع مدد
 کی بیعت کی تھی۔ بعد اپنے حق دعوئی خلافت کو ثابت نہ کر سکتے تھے۔

یہ تبصرہ ایک غیر جانب دار مستشرق محقق کا ہے جو حقائق کو تاریخی لحاظ میں
 بیان کرتا ہے اسے اسلام کے کسی فرقہ سے عقیدت ہے نہ کدست۔

مدینہ میں جب سیدنا امیر معاویہؓ کی وفات اور امیر زیدؓ کی
 چھٹا دور | بیعت کی خبر پہنچی تو کہلا رہے تھے اشراف مدینہ کو امیر زیدؓ کی بیعت
 کرنے کے لیے کہا۔ تاہم ان مدینہ نے خوشی بیعت کر لی مگر سیدنا حسینؓ کا دینے سے
 فارغ نہ ہوئے۔ مدینہ کے گورنر نے ان کے اس فعل کو ناجائز و کلام حرکت سمجھ کر نظر نفلہ
 کر دیا۔ مگر میں کہ آپ کا قیام چار ماہ اور چند دن رہا۔ نہ حکومت کے کسی کلمہ نے آپ
 کو مجبور اور ناچار آپ نے زید کے خلاف کہا کہ آپ کے قیام مکہ کے دوران کو فیوں کے
 طور اور غلط فہمی سے کیا۔ کہہ کر کہ سب کچھ دیکھا۔ بعد نظر نفلہ کرتا۔ آپ نے
 دریافت حالات کے لیے کوثر میں اپنے چچا نو مسلم بن حنفیہ کو یہاں سے بڑی جلد
 انصر و غریب آئیں۔ اور آپ نے کوثر کے سفر کا ارادہ پختہ کر لیا۔ جب آپ کے اس
 ارادہ سے اکابرین مکہ اور اشیاء حالات باخبر ہوئے تو ہر ایک نے اپنی ہمت کے مطابق

نپ کو روک کے سطرے مد کا چنانچہ مشہور شیخ نوین ابو الفرج اصمغانی لکھتا ہے۔
 "وجاء به عبد الله بن عباس وقد اجمع دايه على الخرج
 (خروج) پر اکثر کم علم لوگ اعتراض کرتے ہیں،

وحققه فجعل ينادي مثلاني المقام ويعظم عليه القول في دم
 اهل الكوفة وقال له اللات تاتي قوم قتلنا اباك

(نفاق قتل پر غم نہ کھنا اس نفاق پر ہی اکثر علماء اعتراض کرتے ہیں) ابابک

وطعنوا اخاك ومالا هم الا خافيك فقال له هذا كتيهم من
 هذه الكتيب مسميها جنتا عقم فقال له ابن عباس اما اذا كنت لايه فاعلا
 فلا تخبرج احدا من هؤلاء ولا حرمك ولا فسادك فخلق ان تقتل وهم
 ينظرون اياك كما تمل ابن عفان قباي ذك فسمي ابيهم (مقاتلہ) مابین
 صفحہ ۱۰۹ (سطر ۱۷۶)

سیدنا محمد بن عباسؓ کو جب سیدنا حسینؓ کے فوج کا علم ہوا تو آپ سیدنا
 حسینؓ کے پاس پہنچے اور ان سے اپنی کلمہ کی برائیاں بیان کیں۔ اور کہا۔ ان لوگوں نے
 تیرے باپ کو قتل کیا۔ تیرے بھائی کو لایا اور میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ تجھے بھی
 ذلیل کریں گے۔ سیدنا حسینؓ نے یہ باتیں سن کر کوئیوں کے خطوط پیش کئے۔ اور
 کوئیوں کی بیعت سے متعلق مسلم کا خط بھی دکھایا۔ سیدنا ابن عباسؓ نے جب
 سیدنا حسینؓ پر اپنی کسی بات کا اثر نہ دیکھا تو یہ کہا۔ اگر ضرورت کم نہ کے سطر کا امداد کر
 چکے ہو تو اپنے لئے اپنی بیویوں اور دیگر عورتوں میں سے کسی کو براہ راست ہمارے پاس
 ہو کہ تم قتل ہو جاؤ۔ اور قبا سے قتل ہونے کا منظر تمہارا لائق دیکھیں۔ جس طرح
 سیدنا عثمانؓ کے قتل کا منظر ان کی عورتوں نے دیکھا تھا۔ عمرؓ سیدنا حسینؓ
 نے انکار کر دیا۔ امداد کی نصیحت قبول نہ کی۔

ابو الفرج اصمغانی آگے ہیں کہ لکھتا ہے کہ سیدنا ابن عباسؓ نے یہاں تک
 فرمایا کہ خدا کی قسم اگر مجھے یقین ہو جائے کہ تم اپنے اس امداد سے رک جاؤ گے تو میں

تہا کہ پھر نے اہل بل پڑ لیتا یہاں تک کہ لوگ جمع ہو کر منظر دیکھتے۔
 مشہور شیعہ مؤرخ طبری، اللہ اعلم کی روایت سے بیان کرتا ہے کہ
 لما خرج الحسين من مكة الى جندنا مكة کے کوڑے کو روانہ ہوئے تو
 عمرو بن سعید عامل مکہ نے اپنے بھائی عیسیٰ بن سعید کی معیت میں چند آدمی
 آپ کو روکنے کے لئے بھیجے مگر آپ نے ان کے (البدایہ والنبایہ طبری
 جلد ۲، صفحہ ۲۲۰)

شیخ الصغیر سیدنا محمد بن عثمان نے جو اس وقت ۵۰ سال کے
 ہوئے تھے جب آپ کے سر کوڑے کے متعلق ۵۰ روہین دن کا سفر کر کے راستہ میں
 سیدنا حسین سے جا ملے اوروں کے کی کوشش کی۔ (البدایہ والنبایہ جلد ۲، صفحہ ۱۹۰)
 سیدنا محمد بن جعفر، جو سیدنا حسین کے بہنوئی یعنی سیدہ زینب کے شوہر تھے
 انہوں نے روکنے کی کوشش کی مگر جب آپ نہ مانے تو انہوں نے سیدہ زینب کو طلاق
 دے دی۔ اللہ پناہ کا علی الاظہار من سے چھین لیا۔ (مہرۃ اللغات بن محمد ۲۳۰ ص ۱۱۱)
 سال ۱۱۱ھ میں ۱۲۰۰ھ کو کعبہ کے مقام پر جب آپ کو قتل مسلم کی خبر ملی تو آپ نے
 اپنے موقف سے رجوع کر لیا۔

سیدنا حسین اور امیر یزید اس مقدمہ کے فریق ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ سیدنا حسین
 نے مدینہ میں طلاق امیر یزید کے متعلق یا کہ میں چار ماہ قیام کے بعد کسی موقع پر بھی
 امیر یزید کی کسی بد اعمالی یا بد کردار کی کا ذکر نہیں فرمایا۔ اگر سیدنا حسین کی نظروں میں امیر
 یزید بد کردار ہوتے تو اس تصور سے ہی ہم پر کیسی غلامی پہنچاتی ہے کہ آپ اپنے موقف
 سے رجوع فرمائے گا قصور دیکھتے، طریقین یعنی شیعہ سنی تمام مہلت کتب میں اس
 کا ذکر ہو رہا ہے کہ آپ نے شیعہ کے مقام پر سیدنا مسلم کے قتل کی خبر سن کر اپنے
 موقف سے رجوع فرمایا تھا۔

آپ کا اپنے موقف سے رجوع فرمنا آپ کی پکڑ میں ایک قسمی اور روح و قلب کی ایک لکڑی کا
 جینا جانتا ثبوت ہے آپ کو معلوم ہو چکا تھا کہ یزید غلام بنی برصفت نہیں بلکہ

نے امیر نے بڑی کسی بدکردی کی وجہ سے یہ اقدام کیا ہوتا تو قطعاً اپنے موقف سے رجوع نہ فرماتے۔ کوئیوں کے جہد و پیمان سے شائر جو کہ آپ نے یہ اقدام کیا کہ جب ان کی بیعتی کا یقین ہو گیا تو آپ نے اپنے موقف سے رجوع فرمایا۔ فریقین کی تمام کتب آپ کے موقف سے رجوع کے متعلق شلبد میں چارچہ مشہور شیخ بہرہ منہ جملہ باقر مجلسی لکھتا ہے۔

(۱) آپ مسلم کے قتل کی خبر سن کر متوجہ اولاد عقیل ہوئے، انہوں نے کہا خدا سوگند ہم واپس نہ جائیں گے جب تک بن شقیاء سے عوض حضرت مسلم کا نہ لیں
(مجموعہ التبعیٰ جلد ۱ صفحہ نمبر ۲۶۳-۲۶۴)

(۲) ثول عدہ الطالب لکھتا ہے۔

واقصل بہ خبر قتل مسلم بن عقیل فی الطريق
(انجمن) راستے میں جب مسلم بن عقیل کے قتل کی خبر مل

فامادوا الرجوع فاستنزع بنو عقیل من ذالک
تو آپ نے واپسی کا ارادہ کر لیا۔ پس عقیل کی اولاد مانع
فما راحہ قارب الکوفۃ (عدۃ الطالب صفحہ ۱۰۹، سطر ۱۲۴)
ہوئی اور آگے چل پڑے، یہاں تک کہ کوڑ کے قریب پہنچ گئے۔
مشہور شیخ نورخ ابوالفرج اصفہانی لکھتا ہے۔

فاسترجع الحسین فقال لہ بنو عقیل لا نرجع واللہ
ابداً او فدرک شادنا او لقتل باجمعنا۔

(مقتل الطالبین ص ۱۵۰ سطر ۱۱)

سیدنا حسین نے واپسی کا ارادہ کر لیا۔ مگر اولاد عقیل نے کہا کہ خدا
کی قسم ہم واپس نہیں ہوں گے یا اپنے مقصد میں کامیاب ہوں
گے یا ہم سب قتل ہو جائیں گے۔

(۳) ابوالفرج اصفہانی سیدنا حسین کے رجوع پر امک باب ہا بندھتا ہے۔

(رجوع الحديث الى مقتله صلوة الله عليه) (و جالی عمر بن سعد) (لعنة الله)
 لکھا، ما ذا تريدني مني؟ انی میرے نکالتا ہوں ان ترکوں کو الحق دینے پر، اور
 اجمع من حيث جئت اور امضی الی بعض ثغور المسلمين (مقاتل الطالبین
 منوطہ ۱۲۲)

(سیدنا حسینؑ، عمر بن سعدؑ اس کے بعد یہ ملعون ٹولہ امیر عمر بن
 سعد جو سیدنا حسینؑ کے رشتہ میں نانا تھے لعنة الله کا کلمہ لکھتا ہے) سے
 مخاطب ہوئے اور پوچھا تم مجھ سے کیا چاہتے ہو؟ میں تمہیں اختیار دیتا ہوں۔
 یہ کہ بچے چھوڑ دو تاکہ میں یرید کے پاس چلا جاؤں یا مجھے واپس جانے دو یا مسلمانوں
 کی بعض سرحدات کی طرف نکل جائے دو۔ اسی قسم کے الفاظ مشہور شیعہ مؤرخ
 مروتا سپہر کاشانی لکھتا ہے۔

(۴) حسینؑ بجانب قلعہ عمان عقیلہ ٹکڑیوں خند
 وہ فرمودہ مسلمؑ گذشتہ، انکوں نے پتہ
 گفتہ لا والله چند کہ تو انیم وہ حسب قول
 ادو شیم یا (اے اس شربت کہ دو نوشیدیم شیم
 آن حضرتؑ فرمودہ ہیں ایشان تن آسانی دستگانی
 نیست (تاریخ حکایع کتاب دوم جلد ۶ ص ۶۷)

۳۸۱۔ مہرۃ ایران

(سیدنا حسینؑ، سیدنا حسینؑ کے بیٹوں کی طرف مخاطب ہوئے اور کہا
 مسلم تو قتل ہو گیا۔ اب کہا ما کیا ضرور ہے۔ انہوں نے جواب دیا خدا
 کی قسم ہم سے جو ہو سکا کریں گے۔ اور مسلمؑ کے قتل کا قصاص لینے کی
 کوشش کریں گے۔ مدیا ہم بھی اپنی جہنی قرآن کریم کے سیدنا حسینؑ
 نے فرمایا ان کے بعد زندگی بے کار ہے۔

ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ سیدنا حسینؑ کے بیٹے نہایت ہی

عاقبت ناندریشی تھے۔ اور انہوں نے اپنی عاقبت ناندریشی کی وجہ سے سیدنا
 حسینؑ کو اپنے موقف سے رجوع کرنے پر عمل نہ کرنے دیا۔ گویا اعلیٰ سے آگے
 کا سفر اولاد حقیر کی خوشنودی کی وجہ سے پہلے سیدنا حسینؑ کے یہ کلمات کہ
 ان کے بعد زندگی بیکار ہے۔ اس بات پر ولایت کرتے ہیں کہ آپ کے سامنے
 کوئی تعمیری پروگرام نہ تھا بلکہ سراسر ایک جلد بانی قسم کا خیال تھا۔ جب اولاد حقیر
 پہلے عاقبت ناندریشی کے موقف پر ٹٹ گئے تو سیدنا حسینؑ کو محسوس ان کی دہلوانی کے
 لئے پانے واپسی کے ارادہ پر عمل کرنے کا موقع نہ ملا۔

مشہور شیعہ عقیدہ مولا باقرؑ مجلس نے آپ کے بصر کے متعلق مختلف انداز میں
 متعدد مقامات پر ذکر کیا ہے۔ تفصیل کے لئے جلال العیون اردو جلد اول صفحہ نمبر ۲۵
 سطر ۱۲-۱۵، صفحہ نمبر ۲۶ سطر ۲-۴ دیکھئے۔

حادثہ کربلا کی جو داستان اس وقت دوحرائی جا رہی ہے اس کا خالق مشہور
 ہوسى المنسل کتاب جو کتب متوفی ۱۱۰ ہجری ہے۔ بنو عقیل کی عاقبت ناندریشی کے
 جنابت کے باوجود آپ نے کوہ کا راستہ چھوڑ کر دمشق کا راستہ اختیار کیا۔ چنانچہ
 مشہور شیعہ مورخ طبری لکھتا ہے۔

(ا) حسینؑ نے از قعد القرامہ شام کا راستہ اختیار کر لیا تھا۔

(تاریخ طبری جلد ۶ صفحہ نمبر ۲۲)

(ب) مناسبہ کا شانی لکھتا ہے۔ سیدنا حسینؑ از طریق طبریا و قلاسیرہ راہ
 بگردانید۔ بہانہ چپ لٹاں شد۔

(اندرج التوارخ جلد ۶ کتاب دوم ص ۲۲۲)



۹۔ حرم آپ کربلا پہنچے۔ مگر پہلے ہی آپ کے ہوا تھا۔ سیدنا عمر بن سعد
ابن وقاص جو شہداء میں سیدنا حسینؑ کے ہلاک ہوئے۔ وہ بھی کربلا پہنچ گئے۔ سیدنا
حسینؑ نے سیدنا عمرؓ کے ساتھ تین شریک پیش کیے۔ چنانچہ مشہور فیہ
عالم شریف الرضی المتوفی ۴۳۶ ہجری لکھتا ہے۔

ماوی انہ علیہ السلام قال
بعمر بن سعد اختاروا منی
لما رجعت الی المکان الغلب
اقلت منه اوان اضع یدی فیہ
میزید فہو ابن عقیل بسیر
فی رایہ واما اسیر الی القدر
لشقا السلیون فاکون مہجلا من
احمد (کتاب الثانی منہ) پرچہ ہائیں و ہائیں کا ہفتہ میں ملا۔
سیدنا حسینؑ کی ان تینوں شرائط سے یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ جناب کو میرزید
کے کتلہ کے متعلق کوئی شکایت نہ تھی۔

طرف مرتضیٰ ان اضع یدی فیہ میزید کا مترادف نہیں۔
بلکہ الامامة والسياسة ابن مشير ۲، طبرک ۳، ۴، البسلیة
والنہایة ۱۱، اصحابہ ۲، شاربیعہ مشق ابن عساکر ۳۵، ۳۶،
میں بھی یہ روایت موجود ہے۔

سیدنا حسینؑ کی ان تینوں شرائط کے پہلے موقف سے بعد کے متعلق
ایک جواد کو دلچسپ اعتراض جب البہار معجزاتی نے اپنی تالیف مغنی میں کیا۔ کہ
جنابؑ نے تسلیم کر کے پہلے بھائی کی اپنی اور اپنے کنبہ کی جان کیوں نہ بچائی۔
جب البہار معجزاتی کا یہ اعتراض ابو جعفر موسیٰ نے اپنی تالیف تہذیب ثانی
صفحہ ۴۱ میں اطفال میں بیان کیا ہے۔

ثم لما عرف عليه ابن
 زهاد الامان فان يباع بيده
 كيف لم يتعجب حقنا الله
 و بما هو من مع من اهل
 و شيعته و حوالياه و لمرافق
 بيده الى التهلكة و بيهت
 هذا الخلف سلع اعرف
 الاساليب معاينه فكيف جمع
 بين فعلها

جب ابن زياد نے (حضرت) حسینؑ
 کو اس شرط پر امان دے دی کہ پریدگی
 بیعت کریں تو حسینؑ نے اسے قبول
 کر لیا کہ اپنی اولاد اپنے متعلقین کی جانوں کو
 بچا لیتے۔ انہوں نے ترکِ قیام کر کے ان
 جانوں کو ہلاکت میں کیوں ڈالا۔ حالانکہ
 ان کے بھائی حسنؑ نے بلا خوف جانِ بکرم
 (امیر) معاویہؓ کے سپرد کر دی تھی انہوں
 بھائیوں کے فعل کو کس طرح جمع کر سکتے

ہیں۔

شرف مرتضیٰ ابو جعفر موسیٰ نے جب اہلِ ہمارے مقرر کیا یہ اعتراض نقل کر کے

اس کا جواب ان الفاظ میں دیا ہے
 لما دلت لاسبيل الى الحدود
 و الى تحول الكوفة
 منك طريق الشام سائرا
 مخوفين من معاوية
 لعنه عليه السلام بان
 علي بن ابي طالب من ابن
 زياد و اصحابه فصار عليه
 السلام حق قدم عليه علي
 بن معاوية اختار و امنى اما
 الرجوع الى المكان الذي
 البليت منه اذ ان اضع يدي

جب اُن جناب نے، دیکھا کہ مدینہ کو
 روٹنے کا کوئی طریقہ نہیں ہے اور نہ کوئی
 داخل ہونے کی کوئی صورت ہے تو شام
 کو روانہ ہوئے کہ پلٹنے کے پاس جائیں۔
 شہداء میں مصیبت سے نجات ملے جو ابن
 زیاد اور اس کے ساتھیوں سے ہو رہی
 تھی آپؑ روانہ ہوئے تو مسرور ہوئے
 حضورؐ حکیم ملے کہ سامنے آگیا جیسا کہ
 ذکر ہو چکا ہے۔ اس نے یہ کیجیے کہا جاسکتا
 ہے کہ آنجناب نے اپنی اولاد و ساتھیوں
 کی جانِ بکرم میں ڈال دی حالانکہ یہ ہدایت

علیٰ یہ بیزید فہم بن
 حتیٰ لیلاف تابیہ اما
 ان یسیر دانی ابی ثمر
 من ثمر السلمین ملکون
 رجلا من اہل الح
 مالہ و علی ما علیہ
 موجود ہے کہ آنجناب نے اپنا سوا کو کہا کہ
 یمن میں سے ایک صوبہ قبیل کہہ یا تو
 مجھے دینے واپس جانے دیا پھر پید کے
 پاس جانے دو کہ میں اپنا تھا اس کے
 اقرین دیدوں گا وہ میرے چا کا بیٹا ہے۔
 وہ میرے حق میں جو رائے قائم کرے۔ سو کہہ
 یا اسلامی سعود کی طرف جانے دو میں ملکوں
 سے بل کر جہاد کروں گا اور ان کے ساتھ
 فتح نقصان میں شریک ہوں گا۔

اس روایت کا صاف اور صحیح مطلب یہ ہے کہ سیتا میں نے کے ساتھ میر
 بنید کی کوئی ہنگامہ نہ تھی جس وجہ سے آپ نے یہ اقدام فرمایا تھا۔ بلکہ آپ کا یہ حال ہم
 صول خلافت کے لئے تھا جس کو آپ اپنا حق سمجھتے تھے۔
 دوسرے امیر بنید کے ہنگامہ ہونے کی صورت میں سیتا میں کا ان واضح یہی
 فی دینہ یا ان واضح یہی علی بنید فرمایا

اس قصہ سے بھی ہم پر لفظ طاری ہو جاتا
 یہ تو سیتا میں بن سیتا فاسٹ نہت رسول اللہ ہے کسی عام قوشی کے
 متعلق ہی ایسا قصہ نہیں کیا جاسکتا کہ وہ کسی ہنگامہ مکران کی رحمت کے
 لئے تیار ہو جاتا۔ مشہور شیعہ مؤرخ بشیر احمد علی کا قتل بھی سن لیں۔

*Thurman proposed that the option of three favor-
 able Condition, that he should be allowed to
 return the Madina or be stationed in a front-
 ier Garrison to the against the Turk or softy
 (History of Caravans, Page 25 Lines 15)*

(سیدنا حسینؑ نے) کوئی نوع کے کلمہ کے سامنے آمین عزت مند
منور میں پیش کیں پہلی یہ کلمہ ہے عینہا پس جانے دیا جائے، دوسری یہ کہ
یا بے ترکوں کے خلاف (انہی سرحدوں پر جہاد کے لئے جانے دیا جائے۔
(تیسری یہ کہ) یا بے بغاوت یزید کے پاس حاضر ہونے دیا جائے۔
(۱۵) شرح ہزاس میں صاف طور پر لکھا ہے، مولیٰ الی یزید لا بائعہ مگر بے
یزید کے پاس جانے دو کہ میں اس کی بیعت کر لوں۔

گذشتہ سولہ روشتی میں ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ سیدنا حسینؑ، امیر یزیدؑ کی
دیسحدی کی بیعت کر چکے تھے اس کی مدد میں جہاد کر چکے تھے اس کی مدد
میں تین نئے کر چکے تھے، امیر یزیدؑ میر معاویہؑ سے وکائف اور انعامات
حاصل کرنے وہ مگر امیر یزیدؑ کی بیعت خلافت سے انحراف کے جوڑے
کے پہنچے اور کہ فوس کے جانے پر عام کلمہ ہوئے ابھریا جب مسلم بن حقیس کے قتل
کی خبر ملی تو آپؑ نے اپنے موقف سے رجوع کر لیا یہاں تک کہ کوثر کا دستہ چھوڑ کر
دشمن کا دستہ اختیار کر لیا اور جب آپؑ کربلا کے مقام پر پہنچے تو امیر محمدؑ کے
سامنے تیس شرطیں پیش کیں جن میں سے آپؑ کی یہ شرط قبول کر لی گئی کہ بے یزید کے
پاس جانے دیا جائے مگر میں اس کے ساتھ میں لہنا تھا دیدوں میرے چاکا
میں نے وہ جو مناسب سمجھا میرے ساتھ سولہ کلمے ان حالات کی روشتی
میں کوئی بخیر و احوال لایا گیا نہ تھا ہے کہ سرکاری لشکر کے ہاتھوں آپؑ شہید ہوئے۔
اب سوال یہ ہوتا ہے کہ آپؑ کو آخر کس نے شہید کیا بات بالکل واضح ہو چکی
ہے۔ یعنی جب امیر یزیدؑ کو آپؑ کے ہوا آئے تھے آپؑ کے سفر و شوق کا
یقین ہو گیا تو انہیں ہمان نظر آئے لگا کہ اب بلا انتہ پنا مشکل ہے۔ پکا کی طرف
ایکسری صورت بہر حال وہ جو مکتوب حضرت کے پاس ہیں وہ ان سے حاصل
کئے جائیں۔ مگر حضرت حسینؑ نے مکتوب واپس دینے سے انکار کر دیا وہ لوگ

تعداد میں شکرے نیا وہ بیان کیے جاتے ہیں۔ ان کے کچھ ساتھی بھی کوڑے پہنچ چکے تھے
 معاملہ چھوٹا جھپٹا ٹکس پہنچ گیا۔ سیدنا حسینؑ کے ہل بیت میں گنتی کے میں کچھس نوہوں
 تھے مگر انہوں نے چند لمحات میں انہیں اس طرح جس طرح جلا دھینے کے سرکوں
 میں آتش جنگ بھڑکا کر ہزاروں مسلمانوں کے قتل کا ڈرامہ رچایا تھا۔
 سیدنا حسینؑ اللہ ان کے اہلبیت کو شہید کر دیا۔ اس جڑ بولنگ کی آواز جب
 سرکاری نظر کے کانوں میں پہنچی تو وہ لوگ بھی پہنچ گئے۔

مگر کبیل ختم ہو چکا تھا۔ کوئی خاندان نے لڑائی رسول، نسبت جلالہ فرزند
 علیؑ کا خون بہا کر اس الیتہ عظیم کی بنیاد رکھی جو بقیامت امت مروجہ کے
 ایک جلا گندہ حادثہ ہی گیا۔

گزشتہ سطور میں بیان کیا گیا ہے کہ فروع مقدمہ سیدنا حسینؑ ادا میریہ پڑھتے
 دیکھتا ہے کہ سیدنا حسینؑ کی شہادت کے بعد آپ کے پس ماندگان کس کو مجرم اور
 قاتل قرار دیتے ہیں۔ سرکاری فوجوں کیا کہیں گے، چنانچہ

(۱) سیدنا حسینؑ کا اپنا ارشاد ناخدا تو تاریخ صفحہ نمبر ۲۵ پر موجود ہے کہ قہرلوں
 نے مجھے قہر دیا اور قہر ہی یہ سوک کر ہے جو حقہ نہیں میرا ب نہ کرے۔

(۲) قاضی نور اللہ شوشتری مجلس المؤمنین مجلس اقل کے صفحہ ۲۰ پر لکھا ہے کہ انہوں
 کا سنی ہونا ظاہر اصل ہے۔

(۳) مقام تہلہ پر مسلم کے قتل کی خبر پر دہلا۔ "قد خذوا فیقتلنا" ہمارے شیعوں

نے ہمیں ذلیل کیا۔ (خلافت العصاب صفحہ ۴۹)

(۴) جلالیون میں سہکے تم اور تہا سہے اوپر لعنت اے تہے فطیان
 جفاکدہ ۱۱

۵ سیدنا علیؑ زین العابدینؑ کو فوجوں کو خائب کر کے فرماتے ہیں تم نے

میرے والد کو بلا یاد ہو کر دیا اور قتل کیا..... تم ہلک ہو گئے۔

(اجتاج طبرسی طبع یہاں ص ۹۱ سے ترجمہ)
(۶) سینا علی (زین العابدین) نے ایک اہل مقام پر فرمایا کہنے والے دوتے ہو مگر ہمیں قتل کس نے کیا۔ (ایضاً ص ۱۵۱)

(۷) یہی الفاظ جلد العیون میں موجود ہیں۔

(۸) سیدہ زینب بنت سینا علی فرماتی ہیں۔ تم ہمیشہ مذاب میں مبتلا رہو۔
..... کل بنی کو کیا جواب دو گے

”مگر باقر مجلسی نے صفحہ ۵ پر یہ طویل خطبہ نقل کیا ہے۔

(۹) سیدہ فاطمہ بنت سیدنا حسین فرماتی ہیں۔ تم ہمیشہ قذاب میں مبتلا رہو۔
اے کوڑو دلو! اے بل مکر و فریب! تم نے ہمیں کافر سمجھا اور ہمارے قتل کو حلال
جانا (اجتاج طبرسی ص ۱۵۱ سے مدد لیں)

(۱۰) سیدہ ام کلثوم بنت سینا حسین فرماتی ہیں اے زنان کذبہاے مردوں نے
جسکے مردوں کو قتل کیا اور اہل بیت کو امیر کیا۔ (جد العیون)

ان تمام تصریحات سے یہ بات پابہ ثبوت تک پہنچ جاتی ہے کہ سینا حسین
سے جمع قولیا تھا اور وہ کوفہ کا راستہ چھوڑ کر دمشق کا راستہ اختیار کر کے کربلا کے
مقام پر پہنچ چکے تھے کہ ان کو فتنہ سازوں نے جو کہتے ہیں کہ کوہمراہ لائے تھے۔
اس خوف سے ہلاک کر دیا کہ سینا حسین کا امیر زید کے پاس پہنچا رہا ہے
قل احبابے قبیلوں کی تباہی و بربادی پر مستح ہوگا۔

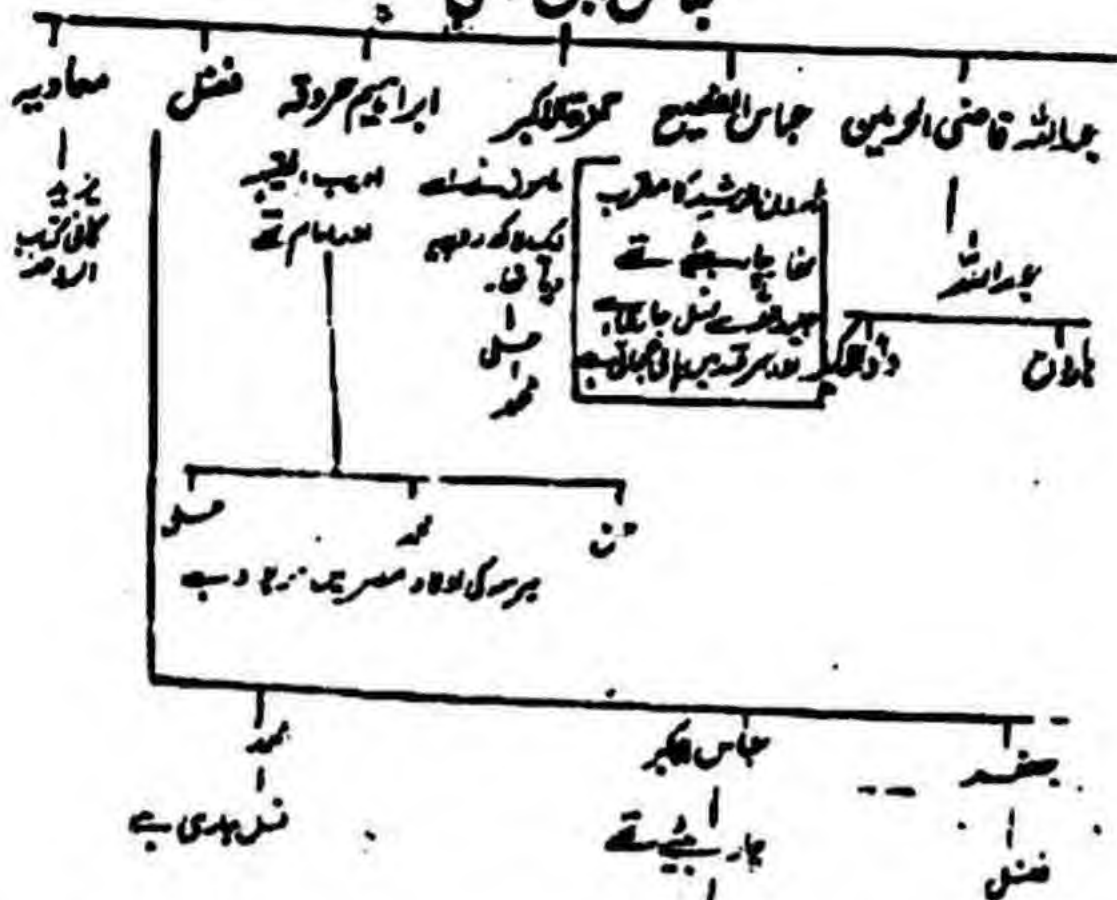
گویا ان کوڑوں کے ایک منظم گروہ نے ایک ٹاکر کو لوٹ لیا۔ اور اس قافلہ میں
سے جس نے ٹاکر سے ٹاکر کو بچانے کی کوشش کی وہ قتل ہو گیا۔

سینا غزوہ احد میں شہید ہو کر تید الشہداء بن گئے۔
غزوہ احد میں سینا جعفر از دکھاکر بھی اسلامی پرچم کو سنبھالے رہے۔ لاہور
طیار ہو گئے۔

سینا نبیؐ کی نہایت شہادت ہے جس کو اللہ کی سے سولی پر ہٹا کر تیردن
احد بھائیوں کے لچکلی سے شہید ہو کر امام الشہداء ظہرے غفریک کس کس کا
ذکر کیا جائے۔

سینا نوافل میں کی شہادت حقیقت متعلق سینا حسن کا وہ خوب رہتی دنیا کی
خیر کتبہ دیلا جاتا ہے گا۔ کہ حضور اکرمؐ جب یہ ان عشر میں اپنے رفیقان خاص حدیثی سے
و لہذا حق کے ہمراہ کھڑے ہوں گے تو عثمانؓ اپنا کتا ہوا سر اپنی جھیلیوں پر رکھے
پنہیں گے اور سرے اٹھائے گی۔ یا رسول اللہؐ میرے قاتلوں سے پوچھیے کہ
قرن اول کے کسی فرد و احد نے واقعہ کو جو معمولی سی ہی اہمیت بھی دی۔ چنانچہ موطا امام
محمد بن مالک، بخاری بن، حدیث سے احمد بن محمد بن مسیب سے بیان کرتے ہیں کہ فقہ مہمائی میں
میں کوئی بدی وجود نہ تھا، اور فقہ حق میں صاحب الیقینہ میں سے شامل نہ تھا اور جب بمسل
فقہ ہوگا۔ تو کوئی صاحب عقل نہ ہو جو نہ ہوگا۔ (مطو نمبر ۲) سطر چھ، آخر جہاں اخیر میں لکھا ہے۔
تیسرے فقہ کے تحت صاحب کلام کے وجود سے دنیا کا حال جو کہ یمن بن قیل کے مسلمان نے ظہر
کہہ کا نکر سری غلط میں ہی نہیں کیا۔

عباس ابن علیؑ

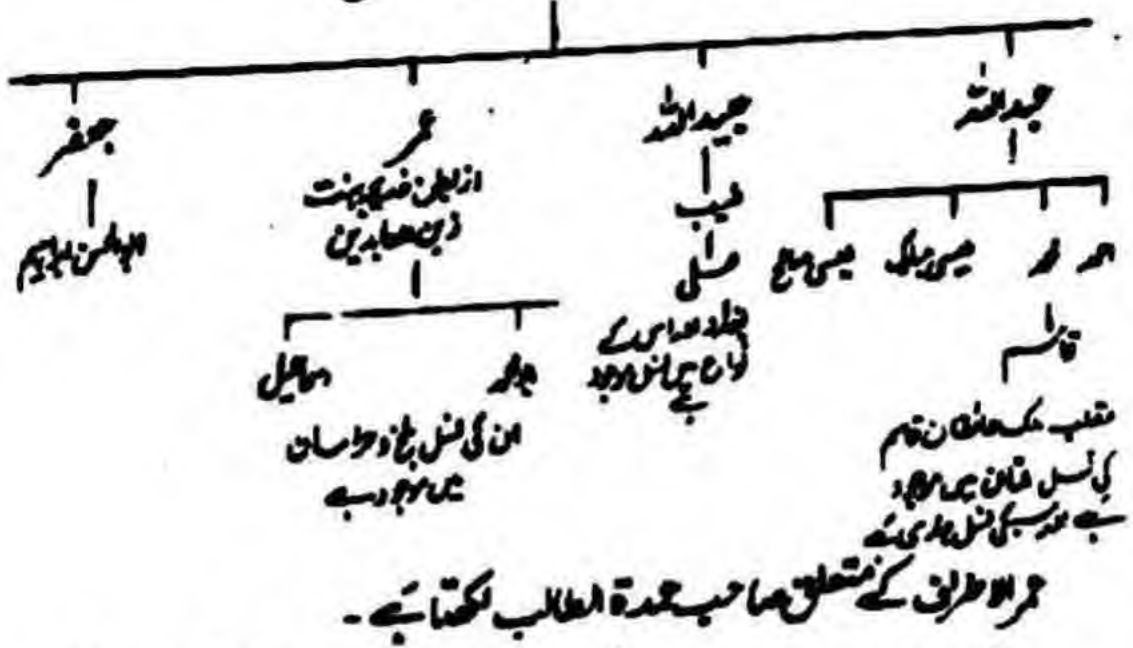


سیدنا محمد بن علیؑ کے تمام بیٹوں کی تعداد ہاڑی ہے۔ یہاں ایک بات سمجھنی چاہیے کہ ان کی اولاد کے ناموں کا ان لوگوں کی کتابوں میں قطعاً کوئی ذکر نہیں کیا وہ لوگ علیؑ کی اولاد میں سے نہیں تھے مگر جواب ثبات میں ہے تو بتایا جائے کہ انہیں وہ مقام کیوں نہیں ملا جو حسنؑ یا حسینؑ کو دیا جاتا ہے جن میں سے ہر چار سال بعد ایک کو بابا پیدا ہوا مگر اس کے متعلق یہ کیا جانتے کہ حسینؑ اور ان کی اولاد کی اس ...

تعلیم کہلاتی ہے کہ وہ لوگ سیدہ فاطمہؑ کے جن سے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ یہ علیؑ کی امامت و وصایت، بلا فصل خلافت اور رب الارواح والقلم اور علیؑ بن ابی طالب وغیرہ کی کیا رہی ہے یہ خصوصیت تو قلمیوں کو فلاحی ہونے کی وجہ سے حاصل ہوئی۔

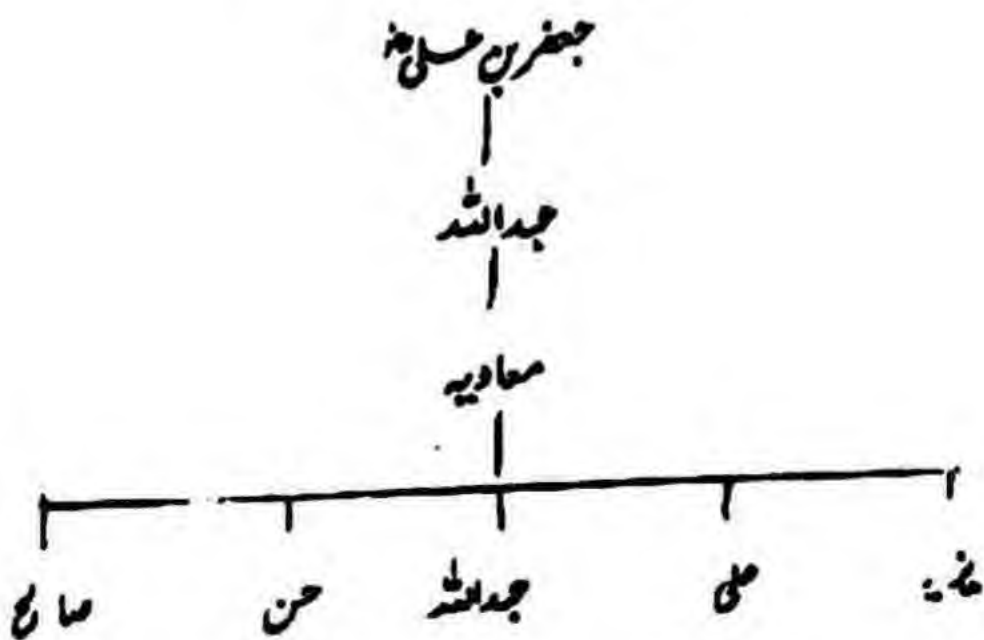
وہ جو نہ تم دوست جس کے دشمن اس کا آسمان کیوں ہے؟

عمر (اطراف) بن علیؓ



۱۔ مختلف عمر من انجیہ الحسینؑ، والدہ ترجمہ عمر اپنے بھائی حسین کے ساتھ کوفہ کے لئے روانہ نہیں ہوا۔ حالانکہ حسین نے اسے خروج کے لئے کہا تھا اور جب اے حسین کے قتل کی خبر ملی تو اس نے کہا، میں تو ایک محتاط جوان ہوں، اور ان کی محبت سے بچ گیا۔ (صفحہ ۳۵، صوفیانا، کارہجہ)

جعفر بن علی بن ابی طالبؑ



عبد اللہ بن معاویہ کان جواد لار سا شاعر و لکھ کان لکھا السورة
(مقاتل الطالبین صفحہ ۱۶۰ - ۱۶۱)

عبد اللہ بن معاویہ سنی، شہسوار اور شاعر تھا۔ لیکن حقیقت میں بدفصلت تھا۔

(مقاتل الطالبین صفحہ ۱۶۱، ابن کثیر، لکھنؤ، ص ۱۶۱، ص ۱۶۱، ص ۱۶۱)

عبد اللہ نے امیر المومنین زید بن علی بن ابی طالب کے داماد بن کوفہ میں
فروج کید کو فوج اس وقت عبد اللہ بن عمر مائل تھا۔ فقاتل ابن معاویہ قتلا شديدا
عبد اللہ نے سخت جنگ کی۔ (مقاتل الطالبین صفحہ ۱۶۱، صفحہ ۱۶۱) شکست کھائی اور مصافات
کو ذبح کر دیا۔ اس وقت اس نے فارس میں ہمنوا پیدا کئے۔ اور اصحاب کو اپنا
مرکزی مقام قرار دیا۔

۱۶۱ء میں خروج کیا ۱۶۱ء میں ابی جعفر منصور کی فوجوں کے اہل قتل گرفتار ہوا۔

۱۶۳ء میں مر گیا۔

ان سطور سے بتا صرف یہ مقصود ہے کہ سیدنا جعفر کے پڑوتے کا نام معاویہ
تھا۔ اور پڑوتے کے بیٹے کا نام زید تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ دوسری صدی ہجری کے شروع
تک سینا معاویہ زید کے نام پر صدی جبر کا اپنی اولاد کا نام معاویہ زید رکھتے تھے۔ جو لڑ
نے اپنے خروج کے نادھن کو اسطر زید کو شیلو، علی کو کان اور صالح کو قم کا گورنر بنایا۔
(مقاتل الطالبین صفحہ ۱۶۱، صفحہ ۱۶۱) گویا ۱۶۱ء ہجری میں طالبیوں میں زید پیدا ہوئے

سہ۔

محمد بن علی المعروف محمد بن الحنفیہ (سہ)

سیدنا علیؑ کے بیٹے جبرائیلؑ آپ کی تمام اولاد میں سے زید دہا صفت اور قوت
و شجاعت میں دہندہ مقام رکھتے تھے۔ سیدنا علیؑ کے شہید کے طبیب و دوا بھی ہوا
کرتے تھے۔ کسی نے "اے پوچھا۔ کیا دہن سے دلا منہ اور حسینؑ کو

جنگ میں نہیں بھیجتے۔ اور آپ کو بھیجتے ہیں۔ آپ نے جواب میں فرمایا کہ حسینؑ ان کی انہیں میں مگر میں ان کے ہاتھ جوں شیعوں کے ایک فرقہ کا عقیدہ ہے کہ علی کے بعد امامت کا مرتبہ ان کو بلا ایک گروہ کہتا ہے کہ حسینؑ کے بعد خلافت ان کو ملی۔ مختار الخفیفی جس نے بعد میں خود نبوت کا دعویٰ کیا شروع میں اپنے آپ کو محمد بن الحنفیہ کا مختار بنانا تھا۔ ان کے ایک غلام کا نام کیسان تھا۔ وہ بھی آگے

چل کر ایک فرقہ کا امام کہلایا۔
کیسانہ کہتے ہیں محمد بن الحنفیہ کو وہ منوی پر رخصت ہوا۔ اور لقب قیامت میں امام ہدی کی صحت میں خود راہوں سمجھے یہ لغویات تو شیعہ دنیا کی پسندوار ہیں۔ سیدنا محمد بن الحنفیہ نے نہ زندگی میں اس قسم کا دعویٰ کیا اور نہ وہ ایسی لغویات کے قائل تھے۔

شیخ مؤرخ مصنف عمدة الطالب فی مناقب اہل ابی طالب اپنی اسی تالیف میں لکھتا ہے محمد بن علیؑ علم و زہد و عبادت و طہارت میں اپنے زمانے کے ایک بہت ہی بلند شخصیت کے ملک تھے۔ اور علاء علیؑ میں حسن و حسینؑ کے بعد سب سے افضل تھے (ص ۴۴۳ طبع لکھنؤ)
ایک اور شیخ مؤرخ لکھتا ہے محمد بن علیؑ فلاح و تقویٰ میں نمایاں زہد و عبادت میں منازہ علم و فضل میں بلند مرتبہ اور باپ کی شجاعت کے ورثہ تھے جبل اور مغین میں ان کے کارناموں نے ان کی شجاعت و بے جگری کی ایسی دھاک بٹھائی کہ اچھے اچھے بہاد آپ کے ہم سے کانپ اٹھتے تھے۔ (حوالیہ شیخ ابیہ ص ۹۶)
مگر اس کے باوجود آپ سے گویا بہت بڑا آدم سرزد ہو گیا آپ نے سیدنا حسینؑ کا ساتھ نہ دیا۔ اور اس سے بڑھ کر آپ سے یہ آدم سرزد ہوا کہ عبداللہ بن میثم نے آپ کو امیر یزیدؑ کی بیعت توڑنے پر نہ دیا تو آپ نے صاف انکار کر دیا جب دوبارہ عبداللہ بن میثم کے وفد نے امیر و صوف کی فرضی ہدایاں بیان کرنی شروع کیں۔ تو آپ نے فرمایا کہ تم فلاں سے کیوں نہیں روکتے کیا تم میں سے کسی نے اس کو یہ کام

یہ واقعہ حاضہ گرج کے تین سال بعد کا ہے۔ اس کا مطلب ظاہر ہے کہ کرپلا کا علاقہ ایک ہنگامی حادثہ تھا۔

محمد بن علی خٹکے یہ جرم شیعیت کی دنیا میں مقابل قابل معافی نہیں۔ اس لئے
علی خٹکے اس صابر و زاہد، شجاع و بہادر فرزند کا نام لینا بھی شیعہ پسند نہیں کرتے۔
کپ کی اولاد کی تعداد ۲۴ مئی ۱۲۰۰ ہجری اور دس ٹیبل۔ عین کی نسل جاری ہے۔

علیؑ
 ابو حسن
 علیؑ
 کیسانہ ان کو اپنا امام تسلیم کرتے ہیں۔

جعفر
 ملام حوہ کو شہید ہوئے
 اولاد کثیر موجود ہے

امام ششم
 عبداللہ

ام حسانی بنت ابی طالب

ام انی کا نام ہند تھا۔ زبیر بن عبدالمطلب جنہوں نے بنی حلیہ اسلام کی پیش فرمائی تھی۔ جب ان کی وفات ہوئی۔ تو بنی حلیہ اسلام خود کفیل ہو چکے تھے آپ نے ابوطالب کو ام انی کے نکاح کے متعلق پیغام بھجوایا۔ مگر اس چیلے بنی حلیہ اسلام کا پرورش کرنے والا بتایا جاتا ہے۔ صاف انکار کر دیا۔ ہند ام انی کا نکاح ہبیرو بن ابی وہب سے کر دیا۔ ہبیرو بعد میں بحالت کفر خمران میں مر گیا۔ بنی حلیہ اسلام نے ابوطالب کو کہا تو حبت ہبیرو ترک کر دی۔ چچا تو نے ہبیرو سے بیٹی بیاہ دی مگر بھیلوں ہی چھڑ دیا۔ اس پر ابوطالب نے جو جواب دیا۔ وہ تمام تواریخ کی کتب میں موجود ہے۔

الحکیم یا کافی الحکیم۔ "یعنی اشرف ان کا میل اشرف سے ہوتا ہے۔"

(مری علامہ، طبقات ابن سعد)

سبحان اللہ اسی ابوطالب کو بنی حلیہ اسلام کا کفیل بنا کر پیش کیا جاتا ہے۔ جس نے اس وقت کے امین اور صادق کو تو اپنی بیٹی ہندی جگہ سے شریف تک نہ بچھا۔ اور ہبیرو کو بیاہ دی۔ ہبیرو بنی حلیہ اسلام کی بھوکا کتا تھا۔ فتح مکہ کے بعد یہ ذات شریف "بیوی بچوں کو چھوڑ کر خمران کی طرف بھاگ گئے۔ اور بحالت کفر فی النذر حاصل ہوئے۔

فتح مکہ کے روز ام انی مسلمان ہوئیں۔ تو عسلی نے بنی حلیہ اسلام کی خدمت میں عرض کیا کہ نکاح فرمائیے۔ آپ نے اظہارِ رضا منہ می فرمایا تو اہم انی نے جواب دیا کہ میں تو زمانہ جاہلیت میں ہی آپ سے محبت کرتی تھی۔ تو اب زمانہ اسلام میں کیا کہنا۔ مگر بل بچوں والی محبت جو اس بات کو لپٹے نہیں کرتی کہ آپ کی تکلیف کا موجب بنوں۔ (طبقات ابن سعد ج ۲، کتاب الجہاد، ص ۱۶۹، ص ۱۷۰)

(مری)

مَسَيِّدُنَا اِبْرَاهِيْمَ عَلَیْهِ السَّلَامُ پیدیا ہوئے۔ اتم پردہ نے دودھ پھیرا۔ ان کی وفات
ہونے لگی تو بنی علیہ السلام نے گود میں اٹھالیا اور فرمایا۔

یا ابراہیم لا تقنی عنک من اللہ شیئاً۔

• نہ ابراہیم حکم الہی کے سامنے ہم تیرے کسی کام نہیں آسکتے۔ آپ کی وفات کے
وقت سوئے ہوئے تھے تو بعض لوگوں نے کہا عرب کے عقیدہ کے مطابق کہنا شروع
کیا کہ ابراہیم کی موت پر سورج گرہن ہوا ہے۔ یحییٰ کہ بنی علیہ السلام نے فرمایا۔

”اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا یَخُفُّا مِنْ شَیْءٍ“

”سورج اور چاند کسی کی موت سے نہیں گھبراتے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی نشانیاں
ہیں۔ وہ نشانیاں ہیں۔ تم جب انہیں دیکھو تو گماڑ پڑھو۔“
ابراہیم مایہ قبیلہ کے بطن سے تھے۔ ان کے علاوہ تمام اولاد سیدہ قدیمہ رضی
اللہ عنہا کے بطن سے تھی۔

بنات الرسول

طبیعت میں چل چل کے مڑتا گاڑ ہے جس میں جتنی بارہا قرڈالو بنی
سے نئی چیز اتر آئے گی اور ہر چیز دوسری سے بالکل مختلف ہوگی یہ طبعی شیعیت
کے اسی مرتبان کو حاصل ہے کہ اس میں یکہ وقت کی دو بیکی کیسی اور تیز و تند
قسم کی چیزیں موجود ہیں گی میں یہاں پہلے وصل اعلان کرتا ہوں کہ ان کے کوئی دو بچہ نہ
کوئی دو دختر کوئی دو محنت، کوئی دو مورخ بھی کسی ایک بات پر متفق نہیں۔ ہر
یکہ کی سرائے تان تان الگ الگ دوسرے الگ ہے مگر لطف یہ کہ اس کے باوجود بیٹیوں
کا ایک بیڑا ان کے پیچھے لگا ہوا ہے۔

اسی طرح بنات رسول کا مسئلہ ہے۔ یہ بات سورج کی تباہی کی طرح
دیکھنے سے کہ بنی علیہ السلام کے چار بیٹیاں تھیں۔ اور اس مذہب کے تمام معصین
نے اس بات کا اپنی کتب میں اقرار کیا ہے۔ ان لوگوں کی طرف سے جب بار بار

مسائل نے سیدہ فاطمہؓ کی فصاحت کا ذکر سنا تو ان سے پوچھا گیا کہ تین دوسری صاحبزادیوں کے فضائل کیوں نہیں کہتے تو سمجھٹ کہہ دیا کہ نبیؐ کی صرف ایک بیٹی تھی کہنے کو تو یہ کہہ دیا لیکن یہی کہا جوا ب اللہ کے گلے میں گھونڈ بن کے ٹک گیا ہے مگر یہاں سب سے بڑی بات یہ ہے کہ دوسری اور بے شری ہر مقام پر پہنچتے جا رہے ہیں اللہ کی کھا رہے ہیں، انہوں اور بے گانوں سب کے ملنے دلیل و رسوا ہو رہے ہیں۔ مگر وہی ایک مٹ گائے جا رہے ہیں کہ نبیؐ کی صرف ایک بیٹی ہے۔

ایک بیٹی کے نظریہ کے خالق کو غالباً اس نے یہ نظریہ تخلیق کرنا چاہا کہ اس طرح سیدہ فاطمہؓ کا مقام پسند کر کے دکھایا جائے گا۔ مگر معلوم نہیں اس کی نظروں سے یہ حقیقت کیسے بوجھ ہو گئی کہ شیعیت کے مدعی اب وہ جس سے چلے سیدہ فاطمہؓ کو میں موت یا اللہ سمجھو وہ غیر محسوس نفاذ میں رسوا اور بنام کہہ چکے ہیں اس کا ازالہ اب کسی کے میں کاروگ نہیں۔

وہ وقت گزر چکا ہے کہ یہ دوں متبعین سنت رسول اللہؐ و بندہ قسم کے لکھوں کے سامنے جہل در کے لئے "مشرین اہلبیت" کے سقائے نفاق سے طقب کے اپنی بھلیں گرم کرتے تھے اب عمر پہلے پر تفسیر تاسیخ وہ شرع جو چکا ہے وہ دن وہ نہیں بگاڑے ان قریب سے قریب تر رہے ہیں جب ان کے عادی ان کے قریب کا لٹو نہ ہو بلکہ بندہ یوں سے آدھو ہو کر رہیں گے ایسے سے پوچھیں گے کہ تم نے تنازعہ ہمیں کیوں صحت دیا۔

سیدہ زینب بنت رسولؐ

آپ کی بدالہ وقت میں میرے اسلام کی توجہ تھی آپ کا نکاح سیدہ خدیجہؓ کی بیوی سے کیا ہوا تھا جس سے سیدہ خدیجہؓ کی بیوی کے لئے خدیجہؓ کے لئے سیدہ زینب بنت رسولؐ کی ماں کی بیٹی کہتے ہیں ان کی آنکھوں پر شیعان نے اس ملک بٹیاں باندھ کر انہیں اندھا کر دیا ہے کہ وہ ایسی ایسی گلتی کہتے ہیں جا رہے

ہیں جس کے بعد بے حیائی کا مقام نہیں لیا۔ یہی ہے بھائی کا نکاح بیان کر رہے ہیں۔ بد کے معرکہ میں ابو العاص بھی گرفتار ہوئے۔ بی بی کے رہائی کے وقت فرمایا زینبؓ کو مدینہ بھیج دینا۔ آپ نے مکہ پہنچتے ہی اس حکم کی تعمیل کی مگر بنو ہاشم نے نزع امت کی اندیشہ سے گرفتار ہو کر اس سے کہا کہ عمل ساقط ہو گیا۔

(ذکر علی جلد ۲ ص ۱۹۲ طحاوی و حکم)

سیدہ زینبؓ کے متعلق بنی ہاشم السلام کا ارشاد ہے۔ وہ اخیل بنات اصہب بنی ابوالعاص بن چوہجری کو تجارت کے لئے شام گئے بلکہ میرزا ابو جندلؓ نے ان کا قافلہ لوٹ لیا ابوالعاص مدینہ پہنچے اور چکے سے سیدہ زینبؓ کے پاس پہنچ گئے انہوں نے شاہ دی بنی ہاشم کو معلوم ہوا تو فرمایا مجھے پہلے علم نہ تھا۔ اور سیدہ زینبؓ سے فرمایا اس سے الگ رہنا مسلمانوں نے بنی قریظہ کی مرضی پا کر تمام کالیں کر دیا کسی نے کہا ہو اس طرح تم مسلمان ہو جاؤ۔ مگر آپ خاموش رہے اور کمر بستہ کر لوگوں کا کام مال واپس کر دیا اور فرمایا لوگو! میں مسلمان ہوتا ہوں یہ کہہ کر مدینہ پہنچے بنی ہاشم سے پہلے نکاح بہت سی سیدہ زینبؓ ان کے ساتھ خدمت کر دیں۔ سیدہ زینبؓ نے ۸ ہجری میں وفات پائی۔

سیدنا ابوالعاصؓ کو آپ سے بڑی محبت تھی۔ ان کی وفات کے بعد کون نکاح نہ کیا۔ ۱۴ ہجری میں خود بھی اہل مدینہ میں سہارے گئے۔ ان کا لقب جو بطریقاً تھا۔ سیدہ زینبؓ کے بطن سے علیؓ کو مائتہ پید ا ہوئے ہیں علیؓ سبط الاولاد خ کرمہ کے بعد بنی ہاشم کے نافرستہ کے ردیف تھے۔ ملک طبرستان نے اپنی تالیف کا انتخاب ان کے نام ان الفاظ میں پیش کرتے ہیں۔
 • جو رسول اللہ کے سب سے بڑے اور پیارے نوے تھے جنہوں نے جرہ رسولؐ کی محبت سے رسول اللہ کی آغوش محبت میں پناہ دی۔ رسول اللہ کی سب سے بڑی اور چہیتی صاحبزادی کے عزیز و عزیزوں کے جرہ رسولؐ، آغوش رسولؐ اعدائے رسولؐ میں مسلسل ہر سال ایک تربیت پا کر خضوع و خضاب کو پہنچے۔
 • سبط رسولؐ محمدؐ، اہل شام و قادی کا انجام خود رسول اللہؐ نے فرمایا۔

• جو رسول اللہ کی سب سے بڑی اہمیتی صاحبزادی سیدہ زینبؓ نے جنہیں حضور نے "افضل بناتی" فرمایا ہے۔ اور رسول پاکؐ کے سب سے بڑے داماد حضرت خدیجہؓ کے سگے بھائی سیدنا ابوالعاص بن ربیعؓ اور بن ابیطالب یعنی شہر خدا کہلاتے تھے۔ کے گنت جگہ ہیں۔

• حکیم رسول کا عظیم نواسہ شیر دل ابو العاص کا فیصلہ دل ٹٹیا، رسول اللہ کی بیٹیوں میں سے افضل بیٹی سیدہ زینبؓ کا جگر گوشہ۔ وہ پکی تیاری شجاعت، وہ شکر اسلام کا لازمی، وہ خاندان نبوت کا فی سبیل اللہ شہید جس کی یاد ابو عظیم اشیاء کو ہم مسلمان بھلا بیٹھے ہیں۔

• جنہوں نے جنگ یرموک میں مشرکین کے خلاف سیدنا خالد بن ولیدؓ کی قیادت میں اسلام کے پرچم تلے نوجوانان اسلام کو اشد، شجاعت، اور جہاد و تھکاکا پیغام دیتے ہوئے جاہل شہادت نوش فرمایا۔ اور اپنے نوجوان مقدس خون سے گلشن اسلام کی آبیاری کی۔

• جنہوں نے دہ صدیقؓ میں تحفظ اسلام کی خاطر مشرکین کے خلاف تمام مسلمانوں کے شانہ بشانہ جہاد قاتل کہتے ہوئے ہر رعب ہمارے جبری میں عالم شہاب میں اپنی انمول جان کی قربانی دیکر شکر اسلام کو فتح و کامیابی سے ہمکنار کرنے میں اپنا بے لوث فرض نہایت جواں مردی سے ادا کیا۔

• جنہوں نے فتح مکہ کے موقع پر شکر اسلام کے ہمراہ عظیم رسول اللہ کے ساتھ ناقہ رسول پر سواری کی۔

• جنہوں نے لڑکپن ہی میں اپنے دو صحابا کو چھوڑ دیا اور ہجرت کر کے اپنی نخی ہجرت سیدہ اماتہؓ اور اپنی والدہ سیدہ زینبؓ کے ہمراہ مدینہ میں اپنے مقدس نانا کے ساتھ میثاقِ مٹھ میں آ گئے۔ (سیرۃ النبیؐ و صحابہؓ)

سیدہ زینبؓ کی سرور میں سیدنا ابوالعاصؓ کے دو سر ہیں۔

ذکرِ زینتِ سعادت کہتے رہا فقط سقیّا شخص بیکن الحوا

اور مسجد نبوی میں بیان کرنے والے پر عمل کیا جاتا ہے تو دوسرے مقالات کے متعلق خود اندازہ کر لیجیے۔

۲۔ سیدہ رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت رسول اللہ

۳۳ سال کی عمر میں پیدا ہوئیں۔ ان کا نکاح مکہ میں ہی حضرت عثمان سے ہو چکا تھا یہ بات مکہ بھر میں زبان روغن و عام تھی کہ احسن زوجین را حسان انسان رقیہ و زوجہا عثمان سب سے اچھا جوڑا دیکھا گیا ہے وہ رقیہ اور عثمان ہیں۔

سیدہ رقیہ پہلی خاتون ہیں جنہوں نے بلوغت میں دو ہجرتیں کیں پہلی ہجرت اپنے خاندان کے ساتھ حبشہ کا سفر اور دوسری ہجرت مدینہ، خود بدو کے موٹے چمک میں مبتلا تھیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عثمان اور سامہ بن زید کو ان کی تیمارداری کے لئے گھر چھوڑ دیا۔ تھا۔ زید بن حارثہ نے جب فرج بدر کی خوشخبری سنی تو آپ کی تدفین ہو رہی تھی۔ ایک بیٹا چھوٹا۔ جن کا نام عبداللہ تھا۔ جن کا سلسلہ اولاد کثاف سالم میں منقطع ہو گیا۔ سیدنا عہد عثمان بن سیدہ رقیہ الزہراء کے متعلق شیعیں و سنیوں نے اس حد تک گمراہ کیا کہ آج ان کے نام سے کوئی بھی واقف نہیں۔ کہیں کہا گیا کہ سوائے سیدہ فاطمہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی اور بیٹی نہ تھی۔ اور اگر کھینچ مان کر سیدنا فاطمہ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا طاعت تسلیم کر لیا تو یہ کہہ کر ان کے منہ میں جہنم کی آگ پھینک دیا جاتا۔ مگر وہ ابھی بچہ تھا کہ مرغ نے اس کی آنکھوں میں چو پختی اور وہ اسی حد مر سے مر گیا۔

شعبیت کی دنیا سے ایسی غفلت کا انہماق تو ان کا عین مذہب تھا۔ مگر انوس سے ان بڑے غیر شیعوں پر شیعوں کی دیکھا دیکھی من کی سی ہانکنے لگ گئے۔ اللہ تعالیٰ کی خبردار متیں جوں پر سید محمد عبدالستار صاحب مدظلہ العالی شیخ الحدیث و تفسیر و مؤلف و دواوین خلفائے عظام پر چنوں نے تاریخ دیرک

کے اس اوجھل گوشے کو آلِ دقۃِ قنبر آٹکے ہی پانچ تالیف میں نہایت محققانہ انداز سے بیان کیا اور الحاج الحافظ مولانا مولوی محمد بخش صاحب حیدر آبادی منگلور شیعہ سماجہ نشین آستانہ پیر غوث پاک نورانی لاہوری دروازہ ملت ان شہر نے شائع کر کے اسلام کے نام یوں پراچان عظیم کیا۔

کتاب مذکورہ کے صفحہ نمبر ۵ تا ۸ پر ایک طویل نظم ہے جس کے چند اشعار جو سیدنا عبداللہ ابن عثمان کے نام ہیں۔ یہاں نقل کئے جاتے ہیں۔

کہ عثمان بن عفان پسند داشتہ : دنیا خطاب شاہی یافتہ

وہ اللہ شہنشاہ نامور : کہ راضی ہو ایزد دلاور

کہ پور سوم تخت سلطان دوم : بہ شمشیریں گشت مرزوم

ص ۴ پر نسبتاً ازبہ اس طرح مرقوم ہے۔ سیدہ رقیۃ کے بطور سے

حضرت عثمان غنی کے بیٹے امام عبداللہ ان کے بیٹے امام زین العابدین اور سلطان

عبداللہ امام زین العابدین کے بیٹے امام محمد جو بدخشان کے بادشاہ ہوئے ان

کے بیٹے امام کاشف اللہ سلطان ابو حامد جو بدخشان کے بادشاہ ہوئے۔

آپ کے چھ بیٹے امام کاشف کشمیر میں اگر مظفر آباد کے علاقہ کوٹلی میں قیام

پزیر ہوئے اس کے بعد مصنف نے اٹھائیس صفحات پر امام کاشف کی اولاد کے نسب

نامے درج کئے ہیں۔ یہ سادات عثمانی آج بھی لاکھوں کی تعداد میں صنف مظفر آباد اور

بالائی ضلع ہزارہ میں موجود ہیں۔ بعد کئی صدیوں تک ان کے خاندان میں

حکومت رہی۔

سیدہ رقیۃ کے بیٹے سیدنا عبداللہ کا لقب خرف الدین کنیت ابو اللورحق سیدنا

عبداللہ کے ایک بیٹے کا نام امام زین العابدین تھا۔ خافضی نے علی بن حسین بن علی

کو زین العابدین بنامہ اصل زین العابدین کے وجود کے ہی منکر ہو کر اللہ کی لعنت

کے مستوجب ہوئے۔

امام عبداللہ کے دوسرے بیٹے کا نام عبدالرحیم تھا جس کی گیارہویں پشت

تعب زمان جمال ہمیں فرمائی ہوئے ہیں۔

۳۔ سیدہ ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

۲۔ ہجری میں سیدنا عثمانؓ سے نکاح ہوا۔ نکاح سے پہلے نبی صلی اللہ علیہ السلام نے سیدنا عثمانؓ کو بلایا اور کہا: یہ میری بیٹی ہے اس لیے اور خدا کا پیغام ہے اس لیے کہ میری بیٹی عسریٰ بیٹی کا بھی تجھ سے نکاح کر دوں۔ (آخر جوامع الکلم از امام الزمخشری ص ۲۷۳)

۹۔ ہجری میں انتقال ہوا۔ کوئی اولاد نہ ہوئی۔ علیؓ، فضل بن عباسؓ اور اسامہ بن زیدؓ نے مراسم تدفین لدا کئے۔

حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت سیدہ کی قبر پر بیٹھے ہوئے تھے اور آپ کی ہر دو نورانی پہاں میں اسوۃ و نمازی

شیعہ مذہب کی جن کتب میں بنا الرسول کا ذکر ہے
شیعہ اللہ تعالیٰ کا حکم بھول گئے

ادعوا فیما بوجہم ہوا قسط عند اللہ (احزاب) ان کو ان کے باپوں کے
نام (نہت) سے پکارا کرو۔ یہی بات اللہ کے نزدیک سچ اور انصاف کی ہے۔

۱۔ تاریخ التواریخ فارسی جلد ۲ ص ۵۸

۲۔ جلاء المصیون مدد و علاج ص ۱۶۳

۳۔ مجلس المؤمنین ص ۸۶

۴۔ حیات القلوب جلد ۲ ص ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴

- (۶) تذکرۃ المعصومین طبع یوسفی دہلی ص ۶
 (۷) اصول کافی مراد باب النبی
 (۸) کتاب الخصال ص ۳۷۵، باب الشیخ کی حدیث ص ۷۵
 (۹) نفع الہدایۃ مصری جلد ۲ ص ۸۵
 (۱۰) فیض الاسلام ص ۵۱۹
 (۱۱) قرب الاسناد ص ۶ آخری سطر
 (۱۲) مرآۃ العقول شرح الاصول والفروع ص ۳۵ جلد ۱
 (۱۳) تہذیب جلد نمبر ۱ ص ۱۵۲ کتاب شیعہ
 (۱۴) مجالس المؤمنین ص ۸۵
 (۱۵) تفسیر مجمع البیان جلد نمبر ۳ صفحہ ۲۳۳
 (۱۶) ترجمہ قرآن مجید معقول احمد ص ۸۴۹

بنات الرسول کی حیثیت کے شرعی قرار

ان کتب کے حوالہ جات کو ملاحظہ جب ان لوگوں کے بس فہم نہ ہا تو عجیب دم
 کی تدبیرات شروع کر دیں چنانچہ

تاسخ التوارخ کے متعلق مصنف العقول نے لکھا ہے کہ اس کا ماحول طبری ہے
 جو کچھ مصنف نے طبری میں دیکھا لکھ دیا۔ (ص ۱۱۶)

حیات القلوب کے متعلق بھی گھاٹیاں جوڑ کر کہنے کے بعد لکھا ہے
 کہ مرآۃ العقول میں مجلس کا عقیدہ پڑھ کر اپنی عقلوں کا علاج کریں ص ۱۱۶

مرآۃ العقول کے مصنف کی زبان سے مجلس کو تو اس پہلے مانسے مل گیا لا بکر

طبری کو
 سن لیجئے اسے پہلے دوجہ کے ناسم لہذا بیوقوف ہیں طبری
 شیعہ تھے۔ اسی وجہ سے مرنے کے بعد مسلمانوں نے اسے اپنے قبرستان میں دفن
 کرنے والا۔ لے کر ملا یوسف من۔

مرآة العقول کے حقیقہ کے متعلق کچھ بھی ذکر نہ کیا حالانکہ وہ بھی بنی کی چار بیٹیوں کا قاتل ہے۔

پہلے ابوالخیر کے متعلق مؤلف البتول کہتا ہے کہ یہ لفظ علیؑ کے نہیں اصداں کلام کی ذمہ داری آپ پر عائد نہیں ہوتی (صفحہ ۱۱۷) کیا عجیب استدلال ہے۔ اصول کافی کی روایت کے متعلق اسماعیل کہتا ہے کہ یہ تاریخی روایت ہے جو سنیوں کی کتابوں سے لعل کی گئی ہے۔ کتاب الفضائل کی روایت کے متعلق یہی مولوی اسماعیل کہتا ہے کہ اس کا آخری راوی علی بن حمزہ ابو بصیر کا قاتل تھا اور جھوٹا تھا۔

میاں جھوٹا تھا یا سچا آپ کے ابو بصیر کا قاتل تھا۔ کیا علی بن حمزہ جھوٹا تھا تو باقی کتب کے مصنفین بھی جھوٹے تھے۔

حیات القلوب کی روایت کے متعلق مولوی اسماعیل کہتا ہے کہ اس کا راوی سعد بن صدقہ سنی تھا۔

میں کہتا ہوں کہ اس معاملہ میں یوسف حسین ہویا اسماعیل اب وہ اپنی اپنی الکتب کی روایات کو تاریخی روایات کہیں یا ان کے دعووں کو جھوٹا کہیں ان کا گلاس پھینکے میں چپس چکا ہے اور یہاں تک چپس چکا ہے کہ بموجب روایت تحفۃ العوام منادھا مجلس تہذیب الاسلام منراہ لغت چھپ چکی ہیں۔

اللهم صل علی دقبة لبیلۃ العن من اذی لبیلۃ فیہا
” اے اللہ دو دنوں فرامام کلثومؑ پر اور جس نے بنی کی بیٹی کو ان کا راوی اس پر لغت

بھیجی۔“

اللهم صل علی ام کلثوم بنت نبیلۃ والعن بنی نبیلۃ فیہا
” اے اللہ دو دنوں فرما ام کلثومؑ پر اور جس نے بنی اوامس کی بیٹی کو ام کلثوم کے بارے میں ایذا دی اس پر لغت بھیجی۔“

تحفۃ العوام میں سیدہ فاطمہؑ کے مدد و ستیہ رقیہؑ اور ستیہ عام کلثوم کے

متعلق بالکل اسی نام کے ہمارے مرقوم ہیں۔

گیا بنی علیہ السلام کی دختران کا انکار جس بنی علیہ السلام کو اپنے چنانچہ بنی علیہ
اسلام کو اپنے چنانچہ بنی علیہ السلام کو اپنے چنانچہ بنی علیہ السلام کو اپنے چنانچہ بنی علیہ

بنی نے اپنی بیٹیاں مشرکین کو کیوں یں (شیعیت کا قرآن)

شیعہ مولویوں کی طرف سے جو سہ دھڑلے کے ساتھ قرآن مجید کی یہ آیت پیش
کی جاتی ہے۔ وہ انت کھوالہ اللہ عجیب حق یومئذ۔ اور تم نہ نکاح کرو عورتوں کو
مشرکوں سے یہاں تک کہ وہ مومن ہو جائیں۔

اس آیت پر بڑی تفصیل سے بحث کر کے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے کہ
مگر ذہنیہ اقلیہ، اکثر مبنی کی بیٹیاں تھیں۔ تو وہ مشرکین کو کیوں دیں گئیں۔
ان عقل کے اندھوں کو یہ کیوں نظر نہیں آیا مگر بنی کی بیٹیاں نہ تھیں۔
تھیں۔ تو اس صودت میں جب کہ بنی کی قرابت میں تھیں۔ بعد بقول تمہارے وہ بنی کی
بیٹیاں کہلاتی تھیں اس صودت میں بنی نے کیے گوارا کر لیا کہ منہ بولی بیٹیوں کو مشرکین
سے ملے دیں۔

بنی نے تبلیغ اسلام کے لئے مشرکین کو اپنی بیٹیاں دیں۔

شیعیت کا احترام

ادھر یہ لوگ ولاحت کھوالہ اللہ عجیب کلا صمدیہ پیٹ ہے اور دوسری طرف
ان کے گوجیات اقلویناں سب کے کان کاٹ گئے۔ اس نے سرے سے جی کا بہت
پر ہی کلبہ لایا ہے۔

پس اگر دختران بخمن دادہ باشد بابرکوں کہ صفا پروا نعل مسلمانن بودہ است۔ ولایت
نے کند برآں کہ صفا ص کا فرمودہ است و تالیف قلب ایشان و دختر خواستہ ایشان

نہ ملاحظہ ہوں۔ بہت شیر خوار۔ منہ عجبات موصول ص ۲۷۲ کہ جو دامن کا خط ص ۱۲

و دفتر دارن بالمشاورۃ و ترویج

دین اسلام و اعلائے کلمۃ الحق و طبیعت عدالت و دینا با مصلح بے شمار ہو کہ
اکثر اہل باطل مقابل پوشیدہ نیست و اگر بجانب ظہور لائق اچھا نہ ہو نہ سلام
ظاہر اچھاں و قبول فی فرمودہاں جناب بغیر از قبیلہ منقطعہ اند کہ چنانچہ بعد از آن کہ یہ میرزا محمد
علیہ اسلام بغیر از سچاں نعرہ نماند (حیات اشتد بہرہ ۵۱)

تمہید اگر نبی نے اپنی بیٹی عثمان کو دی ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ عثمان ہمہ اظہار
مسئول تھا۔ اس کی مسلمانی اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ وہ باطن کا ذریعہ تھا
اور ان کی تالیف قلب کرنا اور ان سے رشتہ چاہنے کی ٹوکیاں پینا دین حق کی
تقویت اور اعلائے کلمۃ الحق کے لئے جو کام تھا۔ یہ اس میں بے شمار مسخیں
تھیں جو کہ حقائق مندوں پر پوشیدہ نہیں۔ اور اگر نبی علیہ السلام بن کا اتفاق ظاہر ہوتے
اور ان کے ظاہری اسلام کو قبول فرماتے تو ان حضرت کے ساتھ چند کمزوروں
کے سوا کوئی نہ ہوتا۔ چنانچہ نبی علیہ السلام کی وفات کے بعد حضرت علی کے ساتھ
تین چار آدمیوں سے زیادہ کوئی نہ تھا۔

بنات اہل رسول کے متعلق ان کی اہیات الکتب کہتی
ہی کہ وہ چار تھیں اور ان کے چند پس آئندگان

تضاد ہی تضاد

اچھے ہیں کہ اگر یہ نبی کی بیٹی تھیں تو نبی نے مشرکین کو کہیں دیں۔ حالانکہ قرآن مجید
میں دو کلمات صحاح المشرکین کا ارشاد موجود ہے اور نبی کو نبوت سے پہلے
بھی اپنی نبوت کا علم ہوتا ہے۔

مگر مصنف حیات المصنوبہ کا یہ کیا بیان ہے کہ نبی نے مشرکین کو اس لئے ٹوکیاں
دیں کہ بیخ اسلام کے لئے ان کی تالیف قلب مطلوب تھیں۔ تو یا نبی مشرکین کو بیٹیاں
دے کر ان کو مسلمان بنا دے۔ مگر یہ میرزا ہی مسلمان نہ ہونے اور منافق ہی ہے۔ بقول ان کے
ہیہا کہ نبی کی فطرت کے بعد معلوم ہو گیا۔ یعنی سوائے تین چار کے کوئی مسلمان نہ دے۔

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ

یہاں ایک معمولی سوچو بوجھ کا آدمی بھی ان کی غریبائیوں، بہتان طرزوں اور غلط بیانیوں کو دیکھ کر یہ نتیجہ اخذ کرے بغیر نہیں رہ سکتا کہ یہ لوگ یہود و عیسویوں کے گٹھ جوڑ کی بہت بڑی سازش کے بڑی سرخیلکار ہو چکے ہیں۔ اور ان کی جتنی "امت مدنی" تھی، سچ کہ یہ لوگ ہمارے انسانیت میں اور لیبٹ کا اکاٹھا ہر بل ہمارے اضمحل سے بھی اسفل ترین مقام پر پہنچ چکے ہیں۔

اسی ضمن میں کسی ظہور الحسن کوثری کا ایک خط جو نبوت رسول میں طبع ہو چکا ہے قابل مطالعہ ہے وہ لکھا ہے کہ

رسول امت کی جن محدثوں سے نکاح کرے وہ امت کی مائیں ہیں اور مسلمان ان کو ہم المؤمنین کہتے ہیں۔ جب امتی عورتیں بنی کے نکاح میں تھیں امت کے لئے حرام ہو جائیں تو رسول کی بیٹیاں امت کے لئے کیسے حلال ہوں گی اور ہم رسول کی بیٹیاں کو ہم المؤمنین کہتے ہیں اسی لئے نکاح حرام کہ امت کے بیٹے اور یہ ماں کی بیٹی کیا ملے گی۔ مؤمنین کا مشرور ہے اس دلیل سے ثابت کرنا ہوتا ہے کہ نبی علیہ السلام کی سوائے ظاہر کے دوسری بیٹیاں نہ تھیں مگر عقیقہ کو وہ امت کے لئے حلال نہ تھیں۔ یہ لکھتے ہوئے اسے یہ نظر نہ آیا کہ اس طرح میں علی اور علیؑ کی تمام اولاد کو امت کے طبع کردہ ہیں۔

اے ظہور حسین نے جلالہ العین کا ترجمہ کیا ہے اور بعض مقالات پر اس نے حاشیہ لکھی ہیں اسے ہم نے گل کھدائے ہیں۔ پتا فاندانی شہرہ نسب یہاں کرتے ہوئے لکھا ہے کہ جادے جنگوں میں جادہ چلتی تھی۔ ان کی اولاد سادات، فتنو، سادات سوند۔ سادات علیہ السلام سادات مروجہ کے نام سے مشہور ہوئے۔ ظہور الحسن مروجہ کی اولاد سے بننا۔ جو سادات پرستی کے نام سے مشہور ہوا۔ جلالہ العین جادہ (ص) معلوم نہیں اگر معصومین میں سے کسی نام سے بغاوت پا کر کسی فتح ظہور پڑنے اپنی اولاد کے نام اس قسم کے لکھے۔

بکھڑے جس کی پردہ داری ہے۔

اس مقام پر وہ اس بات کو بھی غول لگید کہ ایک مسلمان یا بنی ہو گا یا مسنی ہو گا اور یہ تو مسلم ہے کہ مسلمان اور اولاد خلی نہیں سے کوئی بھی بنی نہ تھا امت سے انہیں پوستی نے خارج کر دیا تو بتائیے وہ کون تھے عدم قابلیت کے مدعی کون ہو گیا تم وغیرہ حلاوتی ہو۔؟

دنیا میں ہندوؤں فاطمی شہزادیاں تھیں گئے گناہ متیوں کے گھر اولادیں پیدا کرتا نہیں۔ اور آج مکہ سلسلہ جاری ہے۔ اور انھوں نے امتیاز کیا "اتھار سے ان فاطمی بیویوں کے گھروں میں پیغمبر پیدا کرتی رہیں۔ اور آج تک پیدا کرتی چلی آ رہی ہیں۔

اللہ تعالیٰ جب کسی کا ذریعہ ایمان سلب کر لیتا ہے۔ اور ایسی جتنی فاطمی تباہی بکثرت شروع کر دیتا ہے جس کا نہ کوئی سر ہو تا ہے نہ سریر اور جہاد کا ایک گروہ اس غنڈہ گھٹکے پیچھے بیٹھوں کے، یا ان کی طرح چل چکے ہیں۔

اہبات المؤمنین

میں اس موضوع پر اہبات المؤمنین کے مقدمہ میں تفصیلی بحث کر چکا ہوں۔ شیعیت کی دنیا میں سوائے خدیجہ البکری رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سب کی سب منافقہ اور شرک تھیں۔ اور ان سب میں سے تمام المؤمنین صدیقہ بنو کائنات سیتہ عائشہ صدیقہ اور ام المؤمنین سیتہ حفصہ کے نیا دشمن ہیں۔ علاوہ قرآنی زبان میں یہ سب امت کی بائیں ہیں اور لطف علی کی صہرہ نبی علیہ السلام کی صفات کے بعد ان سے کسی باعث کا نکاح جائز نہیں۔ اسی طرح ان کے علاوہ نبی علیہ السلام کو کسی اور صفت سے نکاح کی اجازت نہیں تھی یا یہ ظہیر کے متعلق۔ اگرچہ صفات میں جلال ثابت کیا گیا ہے کہ اہبات المؤمنین کے حق

نے بنات اہل بیت کے مولود پر شیعہ مولوی طحیسیل انجمنی اور مولوی عبدالستار تونسوی کے دیوان ہو کہ مکمل درجہ اسلام میں ایک تائیدی منظر ہو جائے جس میں اسٹیل کو مسنون چھوڑ کر چھانچا۔

میں نازل ہوئی تھی سائل میت کا مصعب انیل ہی کا قتل چوں کہ نبی علیہ السلام کی اتباع میں سے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ہی باک تھیں۔

جب شیعوں نے دیکھا کہ اس خصوصیت کی حامل صرف سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ہیں تو انہوں نے یہاں اس عظیم دودھ کوئی سے کام لیا حبان کی تمام کتب یا نبیوں پر جدی ہے یعنی سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو جاکر پیش کیا چنانچہ ابستول کا کولف مرزا یوسف حسین لکھتا ہے۔

احمد بلانڈی احمد ابو القاسم نے اپنی کتابوں میں ایک سیدہ رقیہ علیہا السلام رضی اللہ عنہا کی طرف سے احمد بن جعفر نے تفسیر میں بیان کیا ہے کہ جب حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا عقد آنحضرت سے ہوا تو وہ باگ تھیں یعنی پہلے شہر کے بکارت محفوظ رہی۔ (مناقب آل طالب جلد ۱ ص ۱۸)

طبع پہلی ۱۳۲۵ء مرآۃ العقول ص ۳۵۲ (جوازہ ۶ بیتول ص ۸۸) ۶

ایک نکتہ فہم کے جواب میں ۱۔ وباشد التوفیق اصح یہی ہے کہ جناب خدیجہ رضی اللہ عنہا کا کوئی شوہر جناب رسالت مکیہ کے دشمن اس امر کا کتاب ابدرع اللہ شمسہ مولیٰ جو تاج ہے (ایضاً ص ۸۹)

کوئی ان بدباہنوں کے آداب کو نظر کی جیسا کہ ابورکب کا کہاں تک دوا دے۔ اسی کتاب کے صفحہ ۸۸ پر لکھا ہے کہ پہلے شوہروں سے آپ کی بکارت محفوظ رہی۔ یعنی آپ کے شوہر تھے اور صفحہ ۸۹ پر سورے سے نکاح سے ہی الگ کر دیتا ہے۔ بہائیسوں کے ایک اور تفسیر کا دیا گیا ہے ملاحظہ ہو تحفۃ العوام کی حیات کے جواب کے متعلق لکھا ہے بنت بیکینگی افسانہ حقیقی نہیں بلکہ ہادی ہے یعنی بیسبیل کیوں مر رہیں۔ ۲۔ پہل کر لکھا ہے بنت رسول حضرت منہجہ کہ جناب آپ کی چوٹی کی ڈکیوں کو نہایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔

۳۔ مولیٰ امحیل ۴۔ بنات الرسول میں سہیل لکھن خط ملاحظہ کیجئے
حاشیہ بر صفحہ ۱۸۱ ملاحظہ ہو۔

ان حضرات کی تضاد بیانیوں کو دیکھیں کہ ام المؤمنین سیدہ خدیجہؓ کا مقام
 بلند کر کے دکھانے کے لئے یہ لوگ کس قسم کی کذب بیانیوں کے مرتکب
 ہو رہے ہیں، ایک آپ کو باکو کہتا ہے، دوسرا کہتا ہے شوہر وار عقیں لیکن ان
 سے بکارت محفوظ رہی تیسرا کہتا ہے بنی عیبر السلام کی بیٹیاں سیدہ خدیجہؓ
 کے بطن سے عقیں، مگر بیٹے فلاں فلاں سے عقیں۔ اور وہ آپ کی ربیبہ عقیں۔
 اللہ تعالیٰ ایسے بد باطن لوگوں کی محبت سے ام المؤمنین سیدہ خدیجہؓ کو محفوظ
 رکھے ہمیں خوب معلوم ہے کہ سیدہ کی وفات کے بعد اگر ان کی کوئی بیٹی بھی
 بنی عیبر السلام کی خدمت میں حاضر ہوتی حتیٰ تو آپ اس کی انتہائی تعظیم فرماتے تھے۔
 ام المؤمنین سیدہ خدیجہؓ کے فضائل بے شمار ہیں۔ ایک بار بنی عیبر السلام نے
 فرمایا کہ جب تو مرنے لگے جھٹلایا، تو خدیجہؓ نے تصدیق کی، جب میں نادار تھا۔
 تو خدیجہؓ نے مجھے مل دیا، جب قوم نے مجھے ستایا، تو خدیجہؓ نے مجھے
 پناہ دی۔ نکلنا کان۔

اس قسم کے حقیقی فضائل کو نظر انداز کر کے اس قسم کی بحث کہ وہ باکو عقیں وغیرہ
 وغیرہ، کتنا سوتیلیانہ اور مبتذل افتاز ہے۔

صدیقہ کائنات سے ان لوگوں کی دشمنی عامر و باہر ہے، ان لوگوں کے نام
 اس ضمن میں یکساںات جمع کئے جائیں۔ تو وہ بھائے خود ایک دفتر بن سکتا ہے
 چند نظائر صرف مقبول کے ترجمہ والے قرآن سے پیش کئے جاتے ہیں۔

(۱) تو ان کی حد تک یہ بات صحیح ہے کہ ان اللہ یوم جاکہ بالافک صدیقہ کائنات
 کے حق میں نازل ہوئی، مگر یہ کہتے ہیں ام المؤمنین علیہ قبطیہ کے حق میں نازل ہوئی
 (ترجمہ مقبول ط ۱۰ ص ۶۹)

(۲) من یلت ذنن فاحشۃ مبتینا کی تفسیر میں نکاح ہے۔ اس سے مراد ہے
 تمہارے کر نکاح۔ جنگ جمل کے واقعہ کی تفسیر سے یہ آیت فاحشہ من کے حق
 میں نازل ہوئی۔ (عاشقیت)

۴۔ وقت صرف فیہ بیتہ کن والا کے تحت لکھا ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کے خلاف کیا۔ فرمایا رسول اللہ نے وہ اسی بزار آدمی سے کہ علیؑ کے مقابلہ میں نکلے گی۔ علیؑ اسے قید کر کے پھنڈ دیں گے۔ (ایضاً ص ۸۱۳)

۴۔ یا ایہذا یٰ قاتل بنی بکر بنی عمارت کے بعد لکھا ہے کہ ابوبکرؓ حضرت عائشہؓ سے حصہ کرنے سے منع کیا۔ کوثر دینے کا انا دیا گیا۔ کہ جبرائیلؑ نے نبی علیہ السلام کو بتلایا مگر نبی علیہ السلام نے احوال فرمایا (ایضاً ص ۸۱۴)

۵۔ نبی علیہ السلام کی ازواج و اولاد ہمہ گم تھیں اور منافقان زیادہ (ایضاً ص ۸۱۵) شیعیت کی دسیہ بازیاں اس حد تک بڑھی ہوئی ہیں۔ کہ ان کے نزدیک تمام دنیا کے مسلمانوں سے بقرہ بنی کے ساتھی تھے۔ ان لوگوں کے کوئی کتاب انکار نہ کیجئے۔ خواہ وہ کسی موضوع پر جو اس میں ان کی تان صرف اس بات پر ٹوٹے گی کہ نبی کے صحابی علیؑ نبی کی بیویاں تمام دنیا کی مخلوق سے بہتر ہیں۔

چنانچہ کوئی مرقی سین لکھوی ہے جو شیعہ مطالبات کیٹی کا ممبر ہے اس نے نسیم المتعات کے نام سے لغت کی ایک کتاب لکھی ہے چنانچہ لفظ سلی جہ کے تحت لکھا ہے کہ جنگ کے موقع پر علیؑ نے مدد کے مانگنے کے واسطے بولا ہوا ہے۔ تو اسکا طے وقت پہنچا ہی کر کہ وقت غرضیکہ..... لیجئے تمام کاموں کے وقت مسلمان علیؑ کی جگہ ہیں۔ (حالانکہ یہ قطعاً غلط ہے)

ام آرم سلی بنیت اہم قرۃ (واقعہ الحوب)

سبیل اللہ ابو یعقوب سے مروی ہے۔ غلامان کے شکایت طے اللہ مفرد لوگ غفر آئے۔ یہاں ام آرم سلی مالک بن خدیجہ بید کی بیٹی جاپنی ماں ابہنقر بنت دبیر بن غلام بن بید کے ہاں کل مشہور تھی ساراقتی تھی ہم مفرد مالک بن خدیجہ کی بیوی تھی اور اس کے بطن سے بچے مالک کی اولاد گشتہ، حکمہ، جلاشہ، رمل

حصین، شریک، عبید، نفر، معاویہ، عمار، قیس اور لایا پیدا ہوئے۔ ان میں سے عمار کو رسول اللہ ﷺ نے اس روز جب کہ دینیہ بن حصین نے مویشیوں پر فحاشی کرنے کی قتل کا حکم دیا اور قتل کرنے کا حکم دیا۔

ام سلمیٰ کا خروج غرض کہ یہ تمام مغرور سبیلے کے پاس ہمارے حرمت میں اپنی ماں جیسی تھی جمع ہوئے۔ اس نے ان لوگوں کو ان کی شکست پر غیرت ملائی۔ اللہ تبارک کا حکم دیا۔ لہذا ہر فرد بھی قبائل میں گھوم گھوم کر ان کو خالد کے مقابلہ پر لکھا۔ اس طرح ایک بڑی جماعت اس کے پاس جمع ہو گئی۔ بعد ازاں وہ پھر جنگ کے لئے دیر بٹکتے، ہر جانب سے پھرتے، بٹکتے اس کے پاس آ گئے اس سے قبل ام قرظہ کی دھمکی میں قید ہو کر عائشہؓ کو ملنے لگی۔ انہوں نے اسے آزاد کر دیا۔ قاریہ جیسوہ تک ان کے پاس رہی ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ عائشہؓ کے پاس آئے اور فرمائے گئے تم میں سے ایک جانب کے کتے بھڑکائے گی سب نے مرتد ہونے کے بعد رسول اللہ ﷺ کی اس بات کو پہچان لیا۔ اپنے مقولین کا بدلہ لینے کے لئے کھانا ہوئی امام سلمہ نے لوگوں کو اپنے گرد جمع کر کے لئے اس نے غفرت سے حبیب تک کے علاقہ میں بار بار چکر لگائے احسان، قبائل، عطفان، ہلالن، سلیم، اسد اور طے کے وہ تمام لوگ جو جنگ سے معذور ہو کر سیرابہ مدینہ میں مصیبت کے دن لہر کر رہے تھے۔ اس کے پاس ایک لکھ لاکھوں کرنے کے لئے جمع ہو گئے۔

ام سلمیٰ کا قتل خالد کو اس کی اطلاع ہوئی۔ وہ اس وقت جو مہم کی ترتیبیں رکھنے کی تھیں، دعوے اسلام اور لوگوں کی تسکین میں منہمک تھے۔ اس صورت کے مقابلہ پر بڑے سے۔ اب تک اس کی شوکت اور طاقت۔ بہت بڑھ چکی تھی۔ اور اس کا مقابلہ کرنا اب آسان کام نہیں رہا تھا۔ خالد اس کے اسد اس کی بیعتوں کے مقابلہ جنگ کے لئے لڑ کر کھڑے ہو گئے۔ نہایت شدید اور خون ریز جنگ ہوئی۔ وہ جنگ کے وقت اپنی ماں کی شان کی طرح اس کے لائٹ پر سوار اپنی لبت کو چلا رہی تھی۔ اس روز غاصسہ کے عہد یعنی غصہ کا

ایک خاندان اور عداوت اور ختم کے خاندان کے خاندان صاف ہو گئے کامل کے کئی آدمی کام آئے۔ یہی بہت زیادہ جان بازی سے جنگ لڑے تھے۔ آخر کار خالد کے کئی سپہ سالاروں نے اس اونٹ پر لڑ کر اس کے ذبح اور کشتہ کو قتل کر ڈالا۔ اس کے اونٹ کے گرد آفرینا سو آدمی مارے گئے۔

ترجمہ تاریخ طبری، حصہ دوم خلافت راشدہ صفحات ۸۲، ۸۳۔ یہ واقعہ نفاختہ سے ترجمہ تاریخ ابن خلدون، رسول اور خلفائے رسول کے عہد ۶۴۰ء.....

تاریخ اسلام اکبر شاہ خان نجیب آبادی، حصہ اول ص ۲۱۲

الحوب یا عاب کے چٹھر کا واقعہ ابن سبطہ میں طبری نے بالکل صحیح لکھا ہے مگر تنبیہ سے شیعیت کا مروت اٹھا تو اس کی بہت بدل کر رکھ دی ہے پھر آگے چل کر الحوب کی تمام داستان صدیقہ کائنات ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ کی طرف منسوب کر دی (ملاحظہ ہو تاریخ طبری، حصہ سوم، خلافت راشدہ، حصہ سوم ص ۱۸۶)

طبری کو غالباً واقعات المومنین کی طرف منسوب کر کے ہونے یا وہی نہ رہا کہ اس سے پہلے الحوب سے متعلق میں تفصیل طور پر صحیح واقعہ لکھ چکا ہوں۔ اور اسی طرح ابن خلدون نے بھی مکھی پر مکھی ماری ہے۔ ام ذیل سلمہ کے متعلق جو کچھ اس نے لکھا ہے اس کا والہ گذشتہ سطور میں دیا جا چکا ہے۔

چنانچہ لکھتا ہے کہ تمام لوگ حوالب کے مقام پر ام سلمہ کے پاس جمع ہوئے۔

(ترجمہ تاریخ ابن خلدون، حصہ دوم، رسول اللہ اور خلفائے رسول ص ۴۶)

مگر دوبارہ طبری کی تاریخ و تفسیر میں حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا پر الحوب پرستے جو لکھا ہے۔

ترجمہ تاریخ ابن خلدون، حصہ اول، رسول اللہ و خلفائے رسول ص ۴۸

مناقرین کے نزدیک ابن خلدون کو تاریخ میں ایک سلسلہ مقام حاصل ہے۔ اس طرف کبھی کسی نے توجہ نہیں دی کہ ابن خلدون کی تاریخ تمام قرآن جبریل طبری کا ترجمہ ہے۔

یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر نبی علیہ السلام کی عزت کی نہر ست
اتنی مویل ہے تو پھر صرف علی خلیفہؓ اور ان کی اولاد کو ہی فضیلت کیوں دی
جاری ہے۔

انہوں نے کہ اس طرف کسی نے وجہ نہ دی کہ نبی علیہ السلام کی تمام اولاد
 اہل حضرت کی نسل میں ہی فوت ہو چکی تھی۔ اس صورت میں فطری تقاضا یہ تھا کہ
 سب اولاد کی بہت کا معیار اب حضرت سیدہ زہراؓ کی عیسیٰ - جیسی کوئی ایسی ذات
 نہیں ملتی کہ سیدہ زہراؓ کے بیٹے، ام کلثومؓ کی زندگی میں ہی علیہ السلام کے
 سیدہ فاطمہؓ کو ان پر ترجیح دی ہو۔

ایک خاندان اور عادیہ اور غنم کے خاندان کے خاندان صاف ہو گئے کمال کے کئی آدمی کام آئے۔ یہی بہت زیادہ جان بازی سے جنگ لڑے تھے۔ آخر کار خالد کے کشتہ سواروں نے اس اونٹ پر پورے گھر کر کے اسے ذبح کر کے اور کشتہ کو قتل کر ڈالا۔ اس کے اونٹ کے گرد آقریبا سو آدمی مارے گئے۔

(ترجمہ تاریخ طبری، حصہ دوم خلافت راشدہ صفحات ۸۲، ۸۳) یہی واقعہ تھا اختصار سے ترجمہ تاریخ ابن خلدون صفحہ ۱۰۱ رسالہ اور خلافت کے عہد ۲۴۰.....

تاریخ اسلام، شاہ خلیفہ آبادی، حصہ اول ص ۲۱۲

الحوب یا عواب کے چشمہ کا واقعہ ان سلسلہ میں طبری نے بالکل صحیح لکھا ہے مگر جب اسے شیعیت کا مروثا تھا تو اس کی تائید بدل کر لکھ دی چنانچہ آگے چل کر الحوب کی تمام داستان عدلیہ کائنات ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ کی طرف منسوب کر دی، ملاحظہ ہو تاریخ طبری حصہ سوم: خلافت راشدہ حصہ سوم ص ۱۸۶

طبری کو غالباً واقعات ام المومنین کی طرف منسوب کرتے ہوئے یاد ہی نہ رہا کہ اس سے پہلے الحوب سے متعلق میں تفصیلی طور پر صحیح واقعہ لکھ چکا ہوں۔ اور اسی طرح ابن خلدون نے بھی لکھی پر مسکئی ماری ہے، ام ذیل سلسلہ کے متعلق جو کچھ اس نے لکھا ہے ۲۱ کا حوالہ گزشتہ سطور میں دیا جا چکا ہے۔

چنانچہ لکھتا ہے کہ تمام لوگ حواب کے مقام پر ام سلمہ کے پاس جمع ہوئے (ترجمہ تاریخ ابن خلدون، حصہ اول، سول، ۱۸۶ اور خلافت کے عہد ۲۴۱)

مگر دوبارہ طبری کی تاریخ و اقلید میں حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ الحوب پر کتے بھونک رہے ہیں۔

ترجمہ تاریخ ابن خلدون، حصہ اول، سول اور خلافت کے عہد ۲۴۱

مناقرین کے نزدیک ابن خلدون کو تاریخ میں ایک سلسلہ مقام حاصل ہے اس طرف کسی کسی نے توجہ نہیں دی کہ ابن خلدون کی تاریخ تمام قرآن جبریل طبری کا ترجمہ ہے۔

چنانچہ ابن خلدون لکھتا ہے کہ میں نے جو کئی وجہ دسی حالات دیکھے ہیں وہ اکثر
 تاریخ کی تالیف محمد بن طبری کا خلاصہ ہے۔ (ترجمہ تاریخ ابن خلدون حصہ اول رسول
 اللہ ﷺ کے رسول ص ۵۸۵ سطر ۱۵)

صرف علیؑ کا طہران کی اولاد ہی کیوں؟

یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر بنی ہاشم کی عزت کی فہرست
 اتنی عریض ہے تو پھر صرف علیؑ کا طہران کی اولاد کو ہی فضیلت کیوں دی
 جا رہی ہے۔

یہ سب کے صحیح العقیدہ مسلمانوں کے عقیدہ میں بنی ہاشم
 اہل بیتؑ کی تمام عزت واجب التعظیم کے لئے کسی میں کوئی
 بزرگی یا فضیلت ہے تو وہ اس کے ذاتی اوصاف ہیں نہ کہ کسی لحاظ سے انہیں
 واجب التعظیم سمجھا جائے۔ کہ وہ سیدنا علیؑ اور سیدہ فاطمہؑ کی اولاد ہیں۔
 پھر یہ بات بھی توجہ طلب ہے کہ سیدنا علیؑ کی اس اولاد کو بھی نظر انداز کر دیا
 جاتا ہے جو ان کی دوسری بیویوں سے تھی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ حسینؑ کی
 فضیلت صرف اس وجہ سے ہے کہ وہ حضرت سیدہؑ کے بطن سے
 تھے۔ اگے چل کر حسینؑ کی اولاد میں سے بھی صرف چند کو فضائل و محامد کا مال
 قرار دیا گیا ہے باقی میں سے کسی کو کذاب کہا گیا کسی کو فاسق و فاجر گردانا گیا کسی
 کو بدکردار کہا گیا یا غریب کہا گیا کیوں کیا جاتا رہا؟

خوش کہ اس طرف کسی نے توجہ نہ دی کہ بنی ہاشم کی تمام اولاد
 میں حضرت کی زندگی میں ہی فوت ہو چکی تھی۔ اس صورت میں فطری تقاضا یہ تھا کہ
 سب اولاد کی نسبت کا منظر اب حضرت کے لئے رہ گئی تھیں۔ میں کوئی ایسی ذات
 نہیں ملتی کہ سیدہ زینبؑ کے بعد، ام کلثومؑ کی زندگی میں بنی ہاشم کے
 سیدہ فاطمہؑ کو ان پر ترجیح دی جاوے۔

۳۔ شیعت کا بانی حقیقت میں جو جس کا وہ گروہ تھا جس کے ممبروں نے
 فیروز نے سیدنا عمرؓ کو شہید کیا۔ وہ گروہ اس کے بعد دہ پردہ مصروف
 کار تھا یہ سیدنا دواتوہین کی خلافت کے چھٹے سال ابن سبائے نے جب اپنے
 طور پر اسلام دشمنی سرگرمیوں شروع کیں تو یقیناً اسے جو جس کا تعاون ہی حاصل تھا مگر
 جو کسی چونکہ فلا مانہ حیثیت رکھتے تھے اس لئے سامنے نہ آ سکے بہر حال یہ تاثر
 کی شہادت میں جو جس کا پورا پورا تعاون حاصل تھا اب یہاں پہنچ کر ان لوگوں کے لئے
 خالوادہ بنوت کی کسی اہم شخصیت کا تعاون حاصل کیا ضروری ہو گیا اور نہ وہ خوب
 سمجھتے تھے کہ ہم تباہ و برباد کر دیئے جائیں گے اس مقام پر انہیں سیدنا علیؓ کی
 ذات اس لئے اپنے حق میں موزوں نظر آئی کہ آپؐ بنی علیہ السلام کے چچا زاد بھی تھے
 اور داماد بھی تھے۔ اور جب سیدنا علیؓ دیا ر خلافت اٹھانے کے لئے آمادہ ہوئے
 تو اب اس گروہ نے ان کی فضیلت کے متعلق حدیثیں وضع کرنا شروع
 کر دیں۔

اور پھر اس جھوٹ کو اس قدر دہرایا اور اس قدر پھیلا یا اس قدر اس کی
 تشہیر کی کہ وہ عام لوگوں کی نظروں میں سچ نظر آنے لگا۔ مختلف مقامات پر اس
 جھوٹ نے مختلف شکلیں اختیار کیں یہی وجہ ہے کہ اس مذہب کی کسی ایک
 بات پر بھی اس مذہب کے کوئی دو عالم متفق نظر نہیں آئے۔
 سیدنا علیؓ کو اپنی زندگی میں ہی اس سازش کا علم ہو چکا تھا اور متعدد
 موقعوں پر ان لوگوں کو سزا شمس بھی کرتے۔ بے گھر ہو کر اس قدر پھیل چکا تھا
 کہ اب اس کا روکنا ممکنات سے ہو چکا تھا۔

یہی وجہ تھی کہ تمام لوگوں نے سیدنا علیؓ کی دوسری اولاد کو بالکل نظر انداز کر
 دیا اور اس کی بجائے تمام ذوالحسینؓ کی فضیلتوں پر مصفا کرنا شروع کر
 دیا۔ اور جب سیدنا حسنؓ ان کی ہاتھوں سے نکلنے کی کوشش کرنے لگے تو انہیں
 مجھ سے بیزار لگا۔

اگر نبی علیہ السلام کی وفات سے پہلے سیدہ فاطمہؓ کا انتقال ہو چکا ہوتا اور نبی
علیہ السلام کی کوئی اور بیوی اس وقت زندہ ہوتی اور صاحب زادہ ہوتی تو یقیناً ان تمام
فرض خفیہاتوں کا سہرا ان کے سر باندھا جاتا۔

سادات بنو فاطمہؓ، سادات بنو امیہؓ اور سادات بنو عباسؓ یا دیگر سادات
بنو ہاشمؓ سب ایک دوسرے کو برابر کی نظر سے دیکھتے تھے۔ واقعہ کرم اللہ وجہہ
تعالیٰ اسلیم کا ایک اندوہناک المیہ قرار دیا جاتا ہے۔ ان سب کی نظروں میں
ایک الیہ خیر مدینا، جہاں پہلے طوطہ پر پریشیا پایا۔

اس کے بعد ان لوگوں میں باہمدہ معاہدہ تعلقات قائم
ہوتے رہتے اور آپس میں بیاہشعیاں کرتے رہے۔ اسی طرح علوی سادات
کے جہاسی سادات سے بدستور تعلقات قائم رہے۔

عرضیہ کہ اس قدر آپس میں بیرونی شکر تھے کہ جن علوی سادات نے اموی یا
جہاسی سادات کی خلافت کے زمانے میں فروع کلان میں سے بھی
گرفتار ہوئے ازلو کر دیئے جاتے رہے۔

مگر حیرت جو کس نے لہیا یہود نے پر و ان چڑھایا۔ وہ ایک دن غلام
و خدمت بن چکا تھا۔ ادا اس نے باقی محترمت، مول کہ اس حد تک ہننام
کیا اور چند بنو فاطمہؓ کی اس حد تک تعریف کی کہ آج یہ جاہلانہ اصطلاح ہر کلام کی
زبان زندہ عام پر ہے کہ تم سید ہو یا امتی؟



نام تہاد مدعیانِ حُب اہل بیت سے

۱۔ کیا آپ بتا سکتے ہیں۔ کہ سیدنا حسینؑ کے کتنے بھائی گم ہوا میں شہید ہوئے اور کتنے زخمی ہوئے جو بعد میں صحت یاب ہو کر وصال تک زندہ رہے؟

۲۔ کیا ابو بکرؓ بعد عثمانؓ نام کے سیدنا علیؑ کے دو بیٹے سیدنا حسینؑ کے ساتھ شہید نہیں ہوئے۔ یقیناً جواب اثبات میں ہوگا۔ پھر کیا وجہ ہے کہ سیدنا حسینؑ کے علاوہ آپ کی مجلسِ حوا میں ان کا نام نہیں لیا جاتا کیا اس کی وجہ یہ نہیں کہ اگر ابو بکرؓ یا عثمانؓ کی شہادت کا ذکر ہی آپ کی مجلس میں ہو تو اس سے آپ کے اس وجہ و فریب کا پتہ چل جاتا ہے جو آپ نے اصحابِ ثلاثہؓ علیؑ کے درمیان بغض و عناد کا تیل کر رکھا ہے۔

۳۔ کیا سیدہ فاطمہؓ بنت حسینؑ اپنے شوہر حسنؑ المثنیٰ بن الحنفیہؑ کے ساتھ موجود تھیں۔ اگر یہ میاں بچی بھی کربلا میں موجود تھے تو ان کا نام آپ کی مجلسِ حوا میں کیوں نہیں لیا جاتا۔ کیا سیدنا حسنؑ المثنیٰ اپنے جوہم کی وجہ سے کہ وہ باقی تمام زندگی آپ کے مرنوم حقائق سے متنفر رہے آج تک آپ کی محافل و مجالس سے باہر دھکیل دیئے گئے کیا فاطمہؓ بنت الحسنؑ اس وجہ سے نظر انداز کر دی گئی۔ کہ وہ سیدنا طلحہؑ کی دو بیٹی تھیں اور طلحہؑ نے سیدنا علیؑ کے اقدار پر عیت نہیں کی۔ بلکہ جنگِ جمل میں صلہِ کائنات کے لشکر میں تھے۔ اور مزید یہ کہ سیدہ فاطمہؓ کا فرضی نکاح عصم بن جبرؓ کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے۔ نعمت اللہ علیؑ کا گواہ حسینؑ کیسہ فاطمہؓ کی بھانجی سیدہ سکینہؓ بنت الحنفیہؑ کو غور و ملاحظہ فرمائی

۴۔ کیا سیدنا علیؑ کے اقدار پر عیت نہیں کی۔ بلکہ جنگِ جمل میں صلہِ کائنات کے لشکر میں تھے۔ اور مزید یہ کہ سیدہ فاطمہؓ کا فرضی نکاح عصم بن جبرؓ کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے۔ نعمت اللہ علیؑ کا گواہ حسینؑ کیسہ فاطمہؓ کی بھانجی سیدہ سکینہؓ بنت الحنفیہؑ کو غور و ملاحظہ فرمائی

تلاہ کر کے میاں تک دجل و فریب طور کنتب و الخراہ سے کام لیا گیا ہے کہ موصوفہ کو شام کی جیل میں نشتر کی تلبد لا کر شہید ہوتا ہوا دکھایا گیا ہے۔

۴۔ کیا آپ کی کتب میں یہ موجود نہیں کہ ستیدہ سکیئہ جہاں اور شادی شدہ تھیں ان کا پہلا نکاح عبداللہ بن الحسن سے ہوا اور اس کا نسخہ التواریخ و الاغانی جلد ۱۴ ص ۱۶۲) دوسرا نکاح مصعب بن الزبیر سے ہوا۔ یہ مصعب بن عبداللہ کے چھوٹے بھائی تھے۔ جو حسینؑ کے سب سے بڑے سواسی حریف تھے۔ بعد از شہر بھی جنگ جمل میں صدیقہ کائنات کی فوج میں تھے۔ لگے چل کر ستیدہ سکیئہ نے تشییت کا قلعہ ہی سہہ کو کے رکھ دیا۔ یعنی قیسرا نکاح الامین بن عبد العزیز بن موان سے کیا۔ اور اس حالت میں الامین کے نکاح میں اس سے پہلے ستیدہ ام زید بنت زید موجود تھیں اور چونکہ نکاح زید بن عمر بن سیدنا عثمانؓ سے کیا۔ اس سکیئہ کو شام کے قید خانہ میں لے دے مولوی یحیٰی اسی وجہ سے تھا کہ موصوفہ نے لگا آریمن نکاح غیر علویوں سے کئے جن میں سے ایک اموی تھا۔

۵۔ کیا واقعہ کہ میں ستیدہ باب موصوفہ تھیں جو سیدہ ام حبیبہؓ کی محبوبہ زوجہ اور ستیدہ سکیئہ کی والدہ تھیں، انہیں شاید اس لئے نظر انداز کر دیا گیا کہ ستیدہ باب اور ستیدہ میسونہ یعنی امیر زید کی اس ایک ہی خاندان سے تھیں۔ شام کے قید خانے کے فرضی مظالم کے ان لوگوں کو یہ کیوں نظر نہیں آیا کہ ستیدہ باب اور سکیئہ کا شام پہنچا ہوا اپنے خلیل اور مددگار جانا تھا اور ستیدہ باب کی بجائے اس سورہ سالہ موسیٰ لوڈ سے جو سیدہ عثمانؓ کی خلافت میں قتل ہوا۔ اسٹس کے ان شہر باز ایک فرضی مٹی پیدا کر کے ستیدہ ام عمر کے دماغ میں کہیں مذ کے نکاح میں سے دی۔ اور اسے حسن (زین العابدینؑ) کی ماں بن کر پیش کیا۔

۱۔ خاندانی شہر باز کے تفصیل ملاحظہ فرمائیے۔

۱۔ کیا ستینا عبید اللہ بن سیدنا الحسن بن سینا علی ہر گز بلا میں موجود نہیں تھے جہاں کو تو علماء و سب اس بتایا گیا مگر ان کے بیٹے عبید اللہ کے نام سے بھی واقف نہیں کیا صرف اس جرم میں ان کے نام کا پتہ کاٹ دیا کہ وہ گز بلا میں لقمہ پر کر شام پہنچے۔ پھر مدینہ آئے اور تمام عمر رخصت و سبائیت سے سخت بیزار اور متغیر رہے۔

۲۔ کیا ستینا زید بن الحسن بھی گز بلا میں موجود نہ تھے۔ آپ زہنی جوئے مکاری طور پر آپ کا علاج ہوا۔ پھر آپ مدینہ پہنچے۔ اور تمام عمر جو سبیت و ہودیت کے اس مرکب سے متغیر رہے۔ ان کے امیول سے نہایت گہرے تعلقات تھے۔ ان کی بیٹی ستیدہ نفیسہ ولید اول اموی کے نکاح میں تھی یعنی گز بلا میں ہی جانے والوں نے اپنی بیٹیاں ان لوگوں کو دیں۔ جنہیں کج کے راضی تھے اور کافر کہتے ہیں اور ستیدہ مکینہ بنت الحارث نے خود ایک اموی شہزادے سے نکاح کر کے رخصت کا بیڑا ہی غرق کر دیا۔ بلکہ اس سے فرج کر ستیدہ سکینہ نے ایک اور مسلم ڈھایا یعنی اپنی بیٹی ستیدہ ریحانہ بنت عبد اللہ بن الحسن کا نکاح امیر عباس بن امیہ بن عبد اللہ اموی سے کر دیا (مجموعہ الانساب)

ان نام خلو مجہدین اہل بیت کو اپنی کتب میں و دیگر مکتوبوں کے نام کیوں نظر نہیں آتے جہاں گز بلا میں مقتول ہوئے۔ کیا ستینا حسن کے من چار بیٹوں نے اپنے چچا کے ہونے جان کا فائدہ پیش نہیں کیا تھا؟ ابو بکر بن حسن (مقام) احمد بن حسن (سیر الائمہ) عبد اللہ اکبر بن حسن (مقام) دیر (الائمہ) کام بن حسن (ان کا نام تمام کتب میں موجود ہے) کیا ستینا علی کے ان بیٹوں کے نام ان کی کتب میں موجود نہیں۔ چوتھے بھائی حسینؑ پر پورے اندازہ شمار ہو گئے۔ ابو بکر بن علی (بیان الشہادۃ) جعفر بن علی (نیابت جیسر) محمد اکبر بن علی (سیر الائمہ) عبد اللہ اکبر بن علی (سیر الائمہ) عبد اللہ ثانی

بن علیؓ (سیر الامم) عثمان بن علیؓ (تقاسم) عمر بن علیؓ (تقاسم) عون بن علیؓ
 (ریاض الشہادۃ) محمد بن علیؓ (تذریات فاضیہ) — کیا سینا حقیل
 کی اولاد میں سے جعفر (تذریات فاضیہ) عبدالرحمن (تقاسم) عبداللہ اکبر
 سیدہ الامیر (عبداللہ بن جعفر) (تقاسم) (تقاسم) (تقاسم) (تقاسم) (تقاسم) (تقاسم)
 بھائی کے لئے کریم میں اپنا خون نہیں بھایا تھا۔ کراچ تم لوگ ان کا نام لینا بھی
 اس لئے گوارہ نہیں کرتے کہہ سکتا ہوگا۔ اس لئے کہ وہ موصوف
 تمام دنیا کی سینا علی کے موقف کے خلاف تھے۔ اگر سینا حقیل کے
 بیٹوں کا ہی آپ کے دل میں احترام نہیں تو پوتوں کا کیا ذکر؟ مگر میں اسباب
 بصیرت کے لئے سینا حقیل کے پوتوں کا نام بھی پیش کرتا ہوں۔
 ۱۔ احمد بن محمد بن حقیل (سیر الامم) ۲۔ عبداللہ بن مسلم بن حقیل (جلال الصیغ)
 ۳۔ محمد بن مسلم بن حقیل (ریاض الشہادۃ) محمد بن ابوسعید بن حقیل (تقاسم)
 ایک کتاب میں عمر بن مسلم بن حقیل کا نام بھی نظر سے گزرا ہے۔ اہل سب
 کی بجائے سیدہ زینب کے بطن سے عبداللہ بن جعفر کے عون اور
 محمد دو فرزند بھی بنا کر کریم میں پہنچائے گئے جن کی عمریں کاٹا لکھ دس
 دس سال بیان کی گئیں اور پھر بڑے طویل عجزیہ کلام نے منسوب کردہ کے معرکہ
 کربلا میں رستم اسفندیار کی طرح تلواروں چلاتے ہوئے دکھایا گیا اور پھر
 شہید ہوئے ہوئے بیان کیا گیا ہے۔

حالانکہ سینا عبداللہ کا سیدہ زینب کے بطن سے صرف ایک ہی بیٹا
 علی الزینبی تھا۔ جو سینا عبداللہ نے سیدہ زینب کو طلاق دینے کے بعد اپنے پاس
 رکھ لیا تھا۔ البتہ عون اور محمد سیدہ کے والد تھے ان کا کربلا میں مقتول ہونا بیان
 کیا جاتا تو کسی حد تک درست ہے۔ البتہ عبداللہ بن جعفر کے بطن میں
 فرود موجود تھے۔ صاحب تقاسم کی روایت کے مطابق حوا کے بطن سے تھے۔
 اور اپنے چچا کے لئے جان مار گئے۔ کیا یہ لوگ حضرت رسولؐ سے خاست تھے؟ کیا یہ منور

اہل بیت سے نہیں تھے کہ یہ سب کے سب کربلا میں حبشہ کے ساتھ موجود نہیں
 تھے۔ کیا کربلا میں جو مطروحات مسکیناں طین نے برداشت کیں یہ لوگ ان سے
 پیچھے کیا حسینؑ کے لئے انہوں نے اپنی جانوں کے مذاں نے پیش نہیں کئے؟
 پھر ان کے تذکروں سے آپ کو کیوں مغرب ہے؟ کیا ان کی اولادوں کا یہ مجرم ہے کہ
 وہ اپنی نام زندگی ملائے وقت کے ہاں شہر لائق اور دوست ہے؟
 کیا کسی راضی نے کربلا میں ذبح نہ جانے والے علویوں (علیؑ) اور ابن العابدینؑ
 زید بن علیؑ، محمد باقر حبیب اللہ بن عباس حسن الخٹائیؑ، سیدہ سکینہؑ سیدہ زینبؑ اور
 سیدہ فاطمہؑ وغیرہ سے جو کربلا میں موجود تھے ان فرضی مظالم کے متعلق کوئی عدالت
 بیان کی ہے۔

وہ سب کے سب ان مجسم اہل بیتؑ سے تمام عمر گزار رہے اور اس لئے آج
 تک ان لوگوں کی بھاس و محافل میں بھول کر بھی ان کی بھاس میں کلام نہیں لیا جاتا۔



دوسرا باب

شیعیت اسلام کی کیوں دشمن ہے

حضرت فاروق اعظم کی فتوحات

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی زندگی میں ہی یہود کا قلع قمع کر دیا تھا کچھ مر گئے کچھ اسلامی مملکت سے باہر چلے گئے۔ بقا سپران کا ہتھیار ختم ہو گیا۔ یہ صدمہ یہود کے لئے ناقابل فراموش تھا۔ بعض نے منافقانہ اسلام قبول کر کے مملکت اسلامیہ میں سکونت اختیار کر لی، دولت مندی، عزت، بھاری، جہاں کی جہاں اتوقی کے وسائل کے سیدھے میں انہوں نے زیر زمین نہایت احتیاط سے ایک تحریک کی طرح ڈالی اور عین اس کے پورے ان چڑھنے میں مہمک ہو گئے۔ صدیق اکبر کے دور خلافت میں بھی یہ پہلے کام میں معروف رہے۔ اور جب فاروق اعظم کی خلافت کا زمانہ آیا۔ تو ان کی زیر زمین تحریک کافی منظم ہو چکی تھی۔ مگر نہایت محتاط۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے وقت دنیا کی دو عظیم سلطنتیں سلطنت رومی پر کس لمن الملک، بجاری قبیلوں، مشرقی میں ہندو اسلام جو کسی سلطنت تھی۔ اور مغرب میں عیسائی سلطنت تھی۔ حضور کی زندگی میں آپس میں ان کے درمیان جدوجہدیں بھی ہو چکی تھیں۔ اسلام کے خلاف اپنے اپنے خطوں پر پھیل کر جو کوششیں کوئی قسم اٹھاتیں کہ تینہ افاروقی اعظم نے فارسیا اور یونان کے معرکوں میں ان کے مزاحم خاک میں مل دیئے۔ اور ان کی کڑواہٹ کو دیکھ کر حالات کے تقاضوں کے تحت ضروری سمجھا گیا کہ جو کسیوں کو وسط اسی سے نیست و نابود کرنے میں پہلی کی جائے۔ چنانچہ اسلامی افواج، قادیان نے ایرانی شاہیہ کو مارا۔ کوفہ کی آخری صعد سے بھی باہر نکال دیا

اب اٹھ سس شیعہ مہملان کے فیملی عنوان سے تہلیات روح ایسا نسخہ
 دے دے دینی کے شیعہ مصنف حسین کاظم نادر کی زبان سے کیجئے
 جس دن سے کہ سعد بن ابی وقاصؓ نے کھلی ہوئی کھلم کھلا کی جانب سے ایران
 کو فتح کیا اور اس پر غلبہ پایا۔ ایرانیوں کے دلوں کے اندر کینہ و انتقام
 کا یہ جذبہ متعدد مواقع پر ظاہر ہوتا رہا۔ یہاں پر وہ سے باہر آکر یہاں تک کہ
 فرقہ سفیدی کی بنیاد پڑ جانے سے پہلے خود پر اس کا اظہار ہو گیا۔
 صاحبان واقفیت و اطلاع اس بات کو جانتے اور جانتے ہیں کہ کینہ
 کی بنیاد و ظہور میں اعتقادی مسائل اور نظری و فکری اختلافات کے
 علاوہ ایک سیاسی مسئلہ بھی داخل تھا۔

(وہ سیاسی مسئلہ کیا تھا اس کے متعلق بھی اسی مصنف کی زبان ہی

سن لیجئے۔)

ایرانی ہرگز اس بات کو تسلیم نہیں کر سکتے تھے۔ نہ معاف کر سکتے تھے
 اور نہ قبول کر سکتے تھے کہ مٹھی بھر شیعہ پریم ہونے والے عربوں نے جو جنگ اور
 محرم میں سب سے داس تھے ان کی مملکت پر تسلط کر لیا اور اس قدم ملک
 کے غزوں کو لوٹ کر غلت کر دیا اور ہزاروں بے گناہوں کو قتل کر ڈالا۔
 (بحوالہ تحقیق مزید علامہ احمد عباسی ص ۳۶۱، ۳۶۲)

ایران کے غریبوں کے سینوں میں فاروق کا ظلم کے خلاف غصہ، کینہ،
 انتقام اور دشمنی کی آگ شدت سے شعلہ زن تھی۔ چنانچہ ایک شیعہ شاعر فریدی
 کہتا ہے۔

بشکست و غنیمت بزم برانجم ہا : بماد و فلاد گدیشہ : جہم را
 ہین عربہ بر غضب خلافت اعلیٰ بیت : با آل عمر کینہ قدیم است جسم را
 کہ جہم عمر نے زبانی رؤسا کی پشتیں کو زردیں اور جیشہ کی لولہ کو تباہ و برباد کر دیا۔

اس معاملہ نے ایرانیوں کے دلوں میں عسکر اور عثمان کے خلاف غم و غصہ اور کینہ کی آگ لگا کر رکھ دیا اور حضرت علیؓ کے ساتھ ان کی محبت کو اور زیادہ کر دیا جو اپنے بادشاہ اور سرپرست سے محروم ہو گئے تھے۔ اس دن سے حضرت علیؓ کو پناہ ملی اور ہریان سمجھنے لگے اور ان کی اولاد کے حق میں اپنے اہل بیت کی محبت کا اظہار کرنے لگے۔

ان میں کسریٰ کے خاندان کی رشتہ داروں کی بھی حضرت علیؓ نے سے حضرت حسنؓ کی زوجیت میں دینا چاہا مگر اس نے انکار کر دیا۔ بعد ازاں ان کے ایک زمیندار کی زوجیت قبول کر لی۔

(طبری ج ۲ ص ۱۱۱ حضرت تاج الدین اسلام ج ۲ ص ۲۰۸ اخبار احوال ص ۱۶۴)

یہودی ۱۔

یہودیوں نے بدھریہؓ کے لیے اور ہمدانیوں کو ملک یمن کے شہر صنعاء کا حاکم بن کر بھیجا۔ ایک نہایت عمارت و مکان شاعر اور جہاد یہودی عالم بن گیا جس نے بظاہر سنی مسلمانوں کے خلاف میں اسلام قبول کر لیا اس نے تمام ملک میں پھیلے ہوئے نو مسلم یہودیوں اور کم علم نو مسلموں کے خلاف جہاد پریشیہ قسم کے لوگوں کے ساتھ جہاد قائم کر کے ایک نہایت ہی قریب پسند گدہ تیار کر لیا یہودی زمین اور دولت سے لہجی کیلئے وحش سے مل کر ایک دو تہہ تفریبی بھیجی تیار کی۔

چنانچہ عبداللہ بن ابیہ کے متعلق مشہور شیعہ ذیلیف رجال کش کے ص ۱ پر مرقوم ہے کہ عبد اللہ بن ابیہ شہر صنعاء یمن کا رہنے والا یہودی تھا بظاہر مسلمان ہو کر چند روز مدینہ میں ٹھہرا۔ پھر بصرہ چلا گیا۔ پھر دوسرے ممالک میں گھوم گھوم کر سائنسی طالعہ تیار کرتا رہا۔

۱۔ عبد اللہ بن ابیہ کی جو کچھ تفصیل مابین مطلوب جو ان کو مصنف کی کتاب حقیقت مذہب شیعہ کا مطالعہ کیلئے ضروریات عثمان کا مطالعہ کیجیے۔

وصایت کا عقیدہ اسی کی اختراع ہے۔ آخر یہود اور یسوس کے کس گٹھ جوڑ نے بتدنا عثمان بن ذوالنورین کو شہید کیا۔

سیدنا علیؑ کی خلافت ان لوگوں نے سیدنا عثمانؓ کو ایک سو پچیس برسے منصبہ کے تحت شہید کرنے کے بعد سیدنا علیؑ کو ان حالات میں تخت خلافت پر بٹھایا کہ صحابہ کرام کی ایک کثیر جماعت نے سیدنا علیؑ کی خلافت کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ چونکہ آپ کے گسرہ ان لوگوں کا گھیرا تھا۔ جو اعلان سیدنا عثمانؓ کے قاتل اور قاتلوں کے ساتھی تھے۔ صحابہ کرام میں سے جن بزرگوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی وہ بھی اس شرط پر کہ سب سے پہلے قاتلین عثمانؓ سے قصاص لیا جائے۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ، حضرت طلحہؓ اور حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ جیسے کبار صحابہ نے بیعت کرنے سے انکار کر دیا۔ مؤرخین کا بیان ہے کہ سب سے پہلے قاتلین عثمانؓ میں سے آپ کے ہاتھ پر بیعت کرنے والا سبائی ایڈرا لاشتر بن خنیس تھا۔ شہادت عثمانؓ کے بعد فاطمہؓ بن حرب جو ابن سہل کا خاص حلیہ تھا اور مصری لڑکی کا بیٹا تھا پانچ روز تک امیر مدینہ رہا۔ لاشتر نے حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ سے جبر بیعت لی۔ قاتلین عثمانؓ سے قصاص کا معاملہ کھالی میں پڑتا چلا گیا۔ حضرت طلحہؓ زبیرؓ دو تین مہینے انتظار کرنے کے بعد مکہ وطن ہو گئے۔ حضرت علیؑ کے لئے بھائی حضرت عقیلؓ حضرت علیؑ کی پالیسی سے دل ریاستہ ہو کر دمشق حضرت معاویہؓ کے پاس چلے گئے۔ حضرت علیؑ نے حضرت معاویہؓ سے جنگ کی تیاریاں شروع کر دیں۔ سیدنا حسنؓ نے تپ کو مع کیا اور کہا اباجان! اس اللہ سے کہ جائیں اس سے سوائے اس کے کوئی فتوہ برآمد نہیں ہوگا۔ کہ مسلمانوں میں خون ریزی ہوگی۔ اور آپہیں میں اختلاف پیدا ہوں گے۔

حضرت علیؑ مدینہ سے کوفہ چلے گئے۔ اور بعد میں جنگ جمل میں صفین کے

معرکے پہلے آئے جن میں تقریباً ایک لاکھ اور سی ہزار کے مدین مسلمان شہید ہوئے۔ بلاشبہ سیدنا علیؑ اپنے ہی ایک خلیفہ کے ہاتھ سے شہید ہوئے۔

سیدنا علیؑ اپنے خلیفوں سے نالائق تھے | ان کے خلیفہ

ان کی زندگی میں ہی بڑا جھگڑا کہنے لگے تھے چنانچہ آپؑ فرماتے ہیں:-
 "یعنی اگر تم اس پر اسرار کرتے ہو کہ میں نے خطائی اور میں گمراہ ہو گیا (یعنی...)۔
 شیعہ ان علیؑ نے آپؑ کو دو بدو خطاکار اور گنہگار کہنا شروع کر دیا تھا (لؤلؤف)
 قیسریؒ کی طرف سے سبب سے عام طعن یہ تھا کہ سیدنا علیؑ نے اسلام کو یعنی عام
 مسلمانوں کو، غیر غلطانے ثلاثہ پر معاہدہ کرنے والے حضرت علیؑ کے حکم کے
 کیوں منکر ہیں (لؤلؤف) کیوں گمراہ کہتے ہو۔ قیسریؒ خطاکار و فاسقین سے کیوں
 کرتے ہو۔ (یعنی غلطی سے غمزدہ) سیدنا علیؑ کہیں دور گلیاں صحابہ کرامؓ
 کو دی جائیں۔ (لؤلؤف) اور میرے گناہوں کے سبب سے ان کو کافر کیوں کہتے
 ہو۔" (ترجمہ فتح بلاغت، قسم دل ص ۲۶ بحوالہ النعم بکھو نمبر ۶ ج ۶ ص ۱۱)

شیعہ ان علیؑ سے یکساں

میں بنایت مدد مند، دل سوزی اور دقت بھرے جذبات سے آپؑ کے سامنے
 اس حقیقت کو پیش کرنا ہوں کہ آپؑ کو ایران کے مجوس اور عرب کے یہودیوں نے
 اپنی اسدام دشمنی کی آڑ میں اپنے مکالمات اور قیامات میں سیدنا علیؑ سے حیرت
 علیؑ کا مسند نہ فرود سے کہ ایسی بھول بھلیوں اور ایسے سرب میں دھکیل دیئے کہ جہاں
 سے نکلنے کے لئے گہری فرست کی ضرورت ہے۔ ان لوگوں نے آپؑ کو محبت علیؑ کی
 آڑ میں اصحابِ فحشاء، اہل بدعت، المومنینؓ سے تمام صحابہ کرامؓ کے خلاف بغاوت کی۔ ایسی فحشاء
 گوئیوں کا عادی بنا کر آپؑ کے حواہش کو اس حد تک معطل کر دیا ہے کہ آپؑ میں سمجھنے
 سمجھنے کی صلاحیت نہیں رہی اور یہ اسی صلاحیت کے چھن جانے کا اثر ہے کہ آپؑ لوگوں نے

ایہاں المؤمنین ہوں اور صحابہ کرامؓ کے ساتھ ساتھ مفروضہ اہلبیت اور مفروضہ حقوت کے حامین عصمت کو تار کر کے میں بھی شرم محسوس دکی پوس دیکھتی تھی جوڑ کا کاہن اس بھی صریح آپ کے قلوب و لہز ان کو اپنی گرفت میں لے چکے ہیں ایک اندھے کی طرح چاروں طرف اپنی لالچی کو گھماتے چلے جا رہے ہیں۔

بنی آپ سے محفوظ نہیں۔ صحابہ کرامؓ آپ سے محفوظ نہیں علیؑ اور اہل بیتؑ جن کی محبت کے آپ مدعی ہیں آپ سے محفوظ نہیں۔ آخر آپ کا مقصد اس پر مکی تحریک سے کیا ہے۔

مفروضہ حقوت اور اہلبیتؑ سے آپ نے جو سلوک کیا وہ اظہر من الشمسؑ ہے۔ آپ کو جب موقع ملا۔ آپ نے کسی سادہ لوح فاطمی یا علوی کو تعمیر حکومت مکتہ کے خلاف بغاوت کا نعروں لگوا دیا۔ اور جب وہ طریوب یو سوس فی مسددہ الناس من الجنۃ والناس کے نئے میں پھنس کر سیٹھ پر آیا تو آپ کا دور دور تک وجود نظر نہ آیا۔

آج آپ کی ایہاں مکتب سے کوئی شکایت نہ آپ کے مفروضہ تعلیمات سے بھی ٹکر کچے ظاہر کرے تو آپ اس سے بھی انکار کر دیتے تھے، آخر یہ کیا کیوں ہے کیا ڈرامہ ہے۔ کیا پڑ ہے کیا ٹک ہے۔ یہ آپ کا دین کیا دین ہے آپ چاہتے کیا ہیں کیا بھی آپ نے ان باتوں پر غور کیا۔ اور خدا کے لئے چند لمحات لیٹنے اپنے مفروضہ تعلیمات کو ذہن سے جھٹک کر اپنے آپ کو بنی علیہ۔ اسلام کی زندگی کے کسی گوشے تک نہ جاؤ۔ کیا اتنا مفہیم نہیں، قسمت کائنات، اہل بیت و حق، دانے شبل، ختم درس، مولا کے حق، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے دنیا میں بھیجا تھا کہ وہ ساری زندگی منافق، یوہوں، کافرا، ظالمین، مشرک، دوستوں اور بے دین حویلیوں میں چپاؤ کر زندگی گزار دے اور اصرار اس کی آنکھ بند ہو۔ اور ہر نام امت سوائے دو تین کے متبد ہو جائے

بشمول تمام صحابہؓ، بکرہ، عمر، اور عثمانؓ کو آپ کا فرود منافق کبہ سب سے پہلا ایہاں

المؤمنین کو آپ منافی مروان رہے میں علی کا آپ گمراہ کہہ رہے ہیں جس کو
کپ نہ ہی منافی المؤمنین کا خطاب یا اور وہ جن میں کو آپ نے پہلے مسلمان کہا۔ انہیں
بھی بعد میں کافر بنایا یا العجب۔

نور کیجئے اور سوچئے کیا یہی اسلام ہے جس کے آپ مدعی ہیں اور یہ بھی کپ کا فیصلہ
ہے کہ امام مبدی اس وقت ظہور فرمادیں گے جب مسلمان مومن اس دنیا میں موجود
ہوں گے۔ مطلب کچھ دنیا میں جب آپ بھیجے کروں مومنین موجود ہیں پھر یہ ۳۱۳ کے
کیا معنی؟ یعنی کراہت شیعوں میں سے ۳۱۳ بھی ہے مومن نہیں۔ آپ نے خود اپنی ذات
کو بھی نہیں نکالا۔ پس اور چندی گھنٹہ جوئے سے آپ کے قلب و نظر پر تعصب و عناد اور جانت و
ناسانی کی ایسی دیر تپیں و پٹیلیں چڑھا دیں کہ آپ سے سوچنے، سمجھنے کی تمام صلاحیتیں مفقود
ہو چکی ہیں۔

عشرا عثمانیہ | ہمارے نزدیک سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے

کا سابقہ لاؤن ہونا محل نظر ہے۔ آپ اس وقت تالیف فرماتے۔ جاذ ایمان ہے
کہ نبی کے اصحاب میں ہر کسی وقت معمولی سی سنت کہ نبی ہوئی بھی تو اذکار فرم ہو گئی۔ سیدنا
علیؑ سیدنا عثمانؓ کے بعد وہ مشیر کار اور پچھلے دوست تھے۔ اسی لئے آپ نے
بعد وفات اپنی خدمت جگہ سیدہ ام کلثومؓ میں دے دی۔ سیدنا علیؑ پر
سیدنا عثمانؓ کے مقام بعد مرتبہ کو پہنچاتے تھے۔ آج شیعہ اپنی مجالس و مافیل میں
سب صحابہ کا گھسا پٹا وفد دیتے رہیں تو اس کا کیا علاج۔ مگر شیعہ مذہب
کی اثبات انھیں صحابہ کو ام مزناس کرنا صحابہؓ کی شرک و تعریف کو صرف

خزوں سے بھری پوری ہے۔ چنانچہ سیدنا عثمانؓ کے متعلق شیعہ مذہب کی مشہور ایف حد حقیقی جو
فائدہ جدید مکتوب میں مرقوم ہے شریف و علو، میں طوط خٹن حضرت علیؑ کے ترکیب
ہیں کہ خود انکی سیدہ خدیجہ نے ایک بعد دیگرے دو بیٹیاں دیں کہ وہ دونوں حضرت علیؑ کو ہر گز لکھنے کے اہل
سے تھیں۔

تفصیل کے لئے دیکھیں کتاب "مذہب شیعہ" - جلد اول - صفحہ ۱۵۶۔

شیعوں کی محنت پر کتاب فہرستہ اخبار مطبوعہ مطبعہ صیغہ العیوض میں ہے۔
 بنی علیہ السلام کی دو بیٹیاں یکے بعد دیگرے حضرت عثمان غنی کے نکاح میں آئیں
 حیات المثلوب میں ہے، عثمان بن عفان ام کلثوم زاپیشہ اداکن کہ نجات
 آور دور رحمت الہیہ اصل شد بعد از او حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا زوجہ نور۔
 (عمر ۱۰۰ جلد ۱)

مگر شیعوں نے اس بات کو بڑا کینہ نہیں تھکے۔ حافظ ابن کثیر لایض
 بہم القتل کی تفسیر کے تحت لکھتے ہیں کہ امام مالک اس آیت سے یہ لوگوں کا
 کلام غایت کرتے ہیں جو کہ صحابہؓ کے ساتھ دشمنی کرتے ہیں۔
 انور سید سیدنا علیؓ کو تائین عثمانؓ نے اس شروع حصار میں لے لیا کہ صحابہؓ
 کہ اس کی کثرت آپؐ کی غفلت پر متوجہ نہ ہو سکی۔ شام کا تمام علاقہ حد نصف جہاز
 اس مطالبہ پر قائم رہا۔ کہ لوگوں کا تائین عثمانؓ نے قصاص کا کچھ مگر آپؐ اپنی خواہش
 کے بغیر اثر قصاص میں لے لے میں کامیاب نہ ہو سکے اور بالآخر یہ بی ایک شیعہ
 کے ہاتھوں جام شہادت نوش کیا۔

سیدنا حسنؓ نے اپنے شیعوں سے دعا یہداشتہ ہو کر تمام کچھ سیدنا
 معاویہؓ کے ہاتھ لے کر دیا۔ فرمایا کہ ہاں میں آپؐ کی نصیحت کی نصیحت کی نصیحت
 کی نصیحت منتقل ہو گئی پھر حسینؓ کو کس نے نصیحت کی کہ امام ہوئے۔

حسینؓ شیعہ جان مایہ کے حکم میں اُتر کر کوہِ پامپے (نفسا ہدی ہولی بائی) آپ
 آپ حقیقت حال سے آگاہ ہو کر اپنے چچا زاد امیرِ یسیدؓ کی طرف روانہ ہو کر کربلا کے
 مقام پر پہنچے۔ تو شیعہ جان مایہ نے یہ دیکھ کر کہ اب ہماری خیر نہیں۔ انہیں شہید
 کر دیا۔

یہاں یہ بات ذہن میں رکھنی کہ کربلا کے اور کوہِ کربلا کے نام سے نہیں بلکہ
 کربلا کوہِ اشد مشق کے راستہ میں یعنی بالکل مخالف سمت میں ہے۔
 قائلین حسینؓ شیعہ تھے۔ اس بات کے ثبوت میں کہ قائلین حسینؓ شیعہ
 تھے مگر یہ دیکھ کر کہ اب ہماری خیر نہیں۔ انہیں شہید کر دیا۔

تھے بشیعہ مصنفین کی تمام کتب بھری ٹہکی ہیں لے۔ بیسوں کے اس اعتراض کا خلاصہ ان کے دو فقرات میں خود ان کے زبان سے خلاصہ کے طور پر یوں ہے کہ "اس قصیر شیعہ امامیہ استدلال تفسیر۔"

اللہ شیعہ قتل حسین کے قریب خدا ہوتا ہے لے

عشلی (زین العابدین) امام چہارم عشلی (زین العابدین) جو میدان کر بلا

میں موجود تھے اور ساتھ کر بلا کے بیٹے شہید ہیں۔ ان کے ہمراہ بن ہرودیس بھی جو کئی سال تک کر بلا کے واقعہ کے بعد زندہ ہے۔ ان کی زبان سے ایک لفظ بھی اس قسم کا کسی تاریخ میں نہیں ملتا۔ جس سے یہ معلوم ہو کہ افواج زید حسین کی قاتل تھیں۔ بلکہ سیدہ زینب نام کثوم اور خود عشلی (زین العابدین) کے خطبات اس بات پر شاہد ہیں کہ کوئی شیعہ ہی سیتنا حسین کے قاتل تھے۔ یہ ایک جہد معترفہ میدان میں آگیا۔ دیکھنا یہ مقصود ہے کہ سیدنا عشلی (زین العابدین) کا من سا ایسا کلام ہے جو کسی حد پر بھی دین اسلام کے کسی شعبہ سے متعلق کسی قسم کی ترقی کا موجب ہوا جو من کو ان کی اولاد کو یعنی مرزومہ آئمہ کو شیعہ حسب کہیں یا ماناں و نائیوں کا جلسہ خلافت کے ہاتھ میں مدد خ جنت کی کھجیاں تھادیں۔ لہذا انہیں شافعی فخر اور ساجی کوڑہ کہہ لیں۔

بلکہ قاتلین حسین کے نام سے ایک کتاب مولانا حافظ سلیم عبدالشکور مرزا پوری نے ان کے تحت نصف صدی پہلے سیدہ المطابع لکھوئے شائع کر کے ماہنامہ انجم کے ساتھ شائع کی تھی۔ جس کا جواب کسی شیخ احمد حسین خان بہادر رئیس پیراواں ضلع پنجاب گروہ نے پہلے سیٹہ الذہب کے نام سے رسالہ قاتلین حسین پر لعنت کے نام سے شائع کیا تھا جو کتب و فہرست اور دستاویز ہندی کا پندرہ تھا۔ اس کا جواب دشمنان حسین کے نام سے مولانا شبانہ شکر نے شائع کر لیا تھا جو انجم لکھنؤ نمبر ۱۱، جلد پنجم، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴،

منہاں بند ہو سکتی ہے ذہن کا قلم روکا جاسکتا ہے۔ دیکھنا صرف یہ ہے۔
کہ انہوں نے اس دنیا میں کون سا عملی کام کیا کہ ان کی بیلیخ دین کی کسر نہ ہو
کو رشد و ہدایت کا راستہ دکھایا۔ کس جہاد میں شامل ہوئے۔

(ہماری معلومات کے مطابق وہ بزرگ حوالت نشین تھے۔ حکام وقت نے
عملیات امداد کے انہیں منہم ہونے کا بار سے قانع کر دیا تھا۔ ان کے اسناد
اقرار میں چند ایک کوشیعیان علی نے خروج کے لئے گھبراہٹ انہوں نے دھتکار دیا
جس کے نتیجہ میں انہیں بن شیعیان علی کی زبان سے سب و شتم کا لفظ بننا بھی پڑا
مگر انہوں نے اپنا مقام نہ چھوڑا۔) البتہ جن پر شیعیان علی کا جادو عمل جاتا رہا اور وہ بار
بار خروج کرتے رہے۔ بدامانیاں کرتے رہے۔ پتے پتے قتل ہوتے رہے۔ جہاں انہیں
قد عامت ملی۔ انہوں نے ملا کو دھچکیز سے بھرا کر فرزند ان اسلام پر ظلم و ستم کیا۔
خود کا نام جنوں رکھ دیا۔ خمد کا جنوں آج کل بھی منہ سے اٹھنے لگے۔

ہوئے۔ — بیٹری بڑی کے نوکین، قبا کو نوشی، مغرب نوشی کے دلدادہ، جہنم پھر
انہوں کے سچا، کتوں کے عاشق، غرضیکہ کتاب و سنت کے خلاف، جو کام
ہیں ان سب کے حامل، مگر "حق" کے طلبہ دار ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کے اس قانون کو بھول
چکے ہیں کہ میل القدر پیغمبر، حضوت نورا کا حقیقی بیٹا ہی یہ کہہ کر کہ قال

لَیْسُوْجُ اِنَّہٗ لَیْسَ بِسِنِّ اَفْلَکَ ۚ وَ اِنَّہٗ لَیْسَ بِغَیْرِ صَلیحٍ کَرِیْمٍ
یہ بد عمل یہاں سے محترمت کے مدعی بن

کہ نبوت میں حصہ دار بن رہے ہیں۔ آج یہ خلاصہ زندگی خاص دعویٰ ہے کہ تم سید
جو یا کہتی ہو اس کا مطلب یہ ہوا کہ سید نبی نے اسے متی نہیں بلکہ نبی ہیں۔ ہم
تو معاف اللہ سیدنا علیؑ کو بھی امت سے خارج سمجھنے والے کو حقیقی کافر سمجھتے ہیں

ایک انسان یا تو خود نبی ہے یا نبی کی امت سے ہے۔ نبی کی نبوت اس شخص کا فرض ہے
مگر یہ جو چھ گروہ کہاں سے نکل آیا جو نبی نہیں، امتی بھی نہیں۔ ان لوگوں نے تیسرا ہویا امتی ہے
کا نعرہ وضع کر کے ایک عالم کو گمراہ کر رکھا ہے۔

اب ہم تاریکی روشنی میں اس اسکا جائزہ لینا چاہتے ہیں۔ کہ جن لوگوں کو "عقرب رسوں" کہہ کر ان سے شک کی دھندلیاں پھین جا رہی ہے۔ انہوں نے پانچویں تاریخ کے صفحات میں کیا مخالفت چھوڑے ہیں۔

ان لوگوں کے کردار کی جو چند جھلکیاں اس مختصر سی کتاب میں سمونے کی کوشش کی گئی ہے اللہ تعالیٰ ہر ایک کو مسلمان کو ان کے ملک سے اپنی پناہ میں رکھے۔

تسینا حسین علی کے بعد جو لوگ مدنی خلافت ہو کر موقتہ حکومتوں کے خلاف فروع کو تے سب سے میں سے دین واقع مسلم و فضل میں یکساں سے لڑ رہے۔ گروہ خون کر کے اپنے آپ کو طاقت میں خ لائے۔ تو آج تاریخ میں ان کے نام نمایاں نظر دیتے۔ چند ایک نے یہود و مجوس کے ہلکانے سے فروع کیا۔ مگر حکومت وقت کی گولٹال پر قبضہ تائب ہو کر خاندان میں ہوئے۔ ان کا کثرت ان فروع کی ہے۔ جن کی بدکاریوں اور بد اعمالیوں سے شیطان بھی پناہ مانگتا نظر آتا ہے۔

کعبہ کے دقت خزانے لوٹ رہے ہیں۔ کعبہ کے پردے تار سے ہیں۔ کعبہ کے صحن میں قتل عام کر رہے ہیں۔ کعبہ میں بیٹھ کر شراب پی رہے ہیں۔ جلال کو لوٹ کر قتل کر رہے ہیں۔ راج بند ہو گیا ہے۔ پھر اس سلسلہ کو دینہ النبی تک پہنچایا جاتا ہے۔ — ہمیں یہی نہ بھڑک سجدہ خدائی میں نڈ نہیں پڑھنے دی جان۔ اشیاء کو قویٰ جارہا ہے۔ اور لوگ اس دار لاسر سے جاگ رہے ہیں۔

اور پھر اسی پر لکھا نہیں کہ۔ لوگوں کی غیب موت جو ایسی جبراً عطا کی جا رہی ہیں۔
اور جہاں تک کہ قاضی مکہ کا لکھا منہ کا کر کے لٹے اٹھا کرے جا کے نظر
آتے ہیں

میں نے من لوگوں کے واقعات کلم بن سکرتے وقت اس بات کی کوشش کی ہے کہ ان تمام واقعات صرف شیعہ کتب میں نقل کئے جائیں تاکہ ان پر بیان اہل بیت اور حاکم بالاعتوت کے مدعیوں کے لئے ساتھ شاید یہ صفحات نصیحت آموز ثابت ہوں اور اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت کی توفیق بخشے۔

ذیل کے بیانیہ کی بھرپور کاریوں سے ایک تخلیق شہر بانو ہے۔ شہر بانو!

نبی طیبہ اسلام کی حریت اور اہل بیت کی اعلیٰ عظمت شخصیتوں کو شیعیت نے پہلے وصیت کے مطابق نہ پاتے ہوئے ان کی ہستیوں سے انکار تو نہ کر سکے مگر انہیں اہل دہل کی اولاد کے بغیر بنایت و محنت سے کام لیتے ہوئے کذب، افتراء، جمل و فریب اور بہتان سے بھرپور داستانیں تراشیں جنہیں شیعہ و جہاد کا پاداش پامہ کے لئے دیا اور اسی پر پس د کی جگہ سینکڑوں جہول بال نسب ٹھٹھیاں لگائی اور بھیجا رڈوں کو ہلوی و فانی پیش کیا۔ اور اسی پر پس د کی جگہ چاند فرنی وجود تیار کر کے شہزادہ دہری سے انہیں اہل بیت کے ناموں میں مثال کیا۔ اپنی فرضی شخصیتوں میں سے ایران کے آخری سولہ سالہ تاجدار — یزدگرد کے ان شہر بانو نام کی ایک شہزادی پیدا کی۔ اور اس کا حین خا سے نکاح کر کے اس کے بطن سے علی (ابن ابی طالب)

نے اولین مصرعہ نوبان — اور کون تھے، اور کس طرح انہیں فاطمی بتایا گیا یہ خود غلط سمجھنے ان کے تفصیلی حالات کے لئے واقف کی تالیف حقیقت طلب شیعہ کا مطالعہ کیجئے۔

۱۰ نوبان اور وہ اولین مصرعوں کاغذ شہزاد تھے۔

کو پیدار کے دکھایا۔

یہ کتنا ضمیمہ علم ہے کہ نبی علیہ السلام کھلا د کے اہل من الشمس فوت
اعد براہیم کی موجودگی میں منکر جو کہ نبی علیہ السلام کی ایذا دہی کے موجب بن کر مستحق
لعنت ہو رہے ہیں۔ اعد ہمدرد ہر مقام پر مدد کی کھالے کے باوجود میں نہ
مانوں کی "ٹٹ لگاٹھ بلبے ہیں مگر فرضی دود تیار کر لے سے ذرا مجھ شرم
فحش نہیں کرتے۔

تھمبہ نو کے دود دکھائی زخمی متوفی ۱۵۲۸ ع ہے جس نے نزل
۱۵۲۸ میں سب سے پہلے یہ کہانی لکھی۔

زخمی سے پہلے جتنے مؤرخ گزرے ہیں یعنی دہقہ کر بلا کا خانی
ابو مخنف ثقفی متوفی ۱۳۰ ع جو خلف کی تالیف مفضل حسین کا شاد ج طبری
متوفی ۳۶۰ ع ابن قتیبة متوفی ۲۶۹ ع یعقوبی؟ متوفی ۳۸۴ ع ندوی بن سعد
متوفی ۴۲۳ ع ابن ہشیر بن سب سے کسی ایک ہی تالیف میں خبر ان کی شخصیت کا
اشارہ بھی ذکر نہیں۔ لہذا ایک زخمی کو بھی صدی کے پہلے نصف کے وسط
میں ایسا ہام ہوا کہ اس کے بعد اس فرقی بستی کے متعلق ہیٹ گائیڈوں کی متوفی
میں فضیلتوں، بلا ٹیوں، مدد، گیلوں کے طواریں، پٹھان تیار ہونے والے سب سے پہلے
یہ سلسلہ جاری ہے۔ چنانچہ بیان کیا گیا۔

اسخری بدشاہ یزدگرد کی دختر شہر بانو ایرانی قیدیوں کے ساتھ
امیر المومنین حسن بن علی الخطاب کے سامنے پیش ہوئی۔ انہوں نے
اسے بھی مدد سے قیدیوں کے ساتھ ہاڑ میں فروخت سکے جانے کا
حکم دیا۔ حضرت حسن مدافع کئے اور کہا کہ۔

دہ پادشاہ ہزاروں و ہزار "کونکے" سر ہاڑ میں لے جانا
خلاف الہ ہے بلکہ خبر بانو حضرت حسینؑ فرزند علیؑ کے صے میں
آئی۔ اسی سبب سے خاندان حضرت علیؑ خیلہ جوں کی نظر میں، صل نسل کے

لاطے ساسی نسب رکھتا تھا۔ اور سوں خدام سے رشتہ کی بنا پر
شرافت اور امتیاز سے بھی محروم تھا۔ تنہا اسی سبب سے یہ
علامہ جابر جود پر سخت وتان کیا کیونکہ وہ سکتا ہے۔ نیز
اسی بنا پر علی (رضی اللہ عنہ) کو جو شہر ہانکے بطن سے ملے۔
فہرہم داعیہ کہتے تھے۔ کہیں کہ باپ کی طرف سے ان کا
سلہ نسب بزرگ ترین بنیہ اکرم سے ملتا ہے۔ اعدا کی طرف سے
ملے نہیں کے نبیہ ترین سہ طیر یعنی عیسیٰ کے بادشاہوں پر نشی
ہوتا ہے۔

ابھی اکاذیب میں ایک بیان یوں ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ کے بعد خلافت
میں مائیں کے معرکہ میں قیام میں بزرگوار تین بیٹیاں گرفتار ہو کر آئیں
ایک حسین بن علی کو، دوسری عبد شمس بن عبد شمس کو اور تیسری محمد بن
جو بکر کو دی گئی۔

(۳) بسیارے مشہور ہے۔

میرے بادشاہ یزدگرد کے بیٹے لوفیوانہ کے لئے سے جوئے پنے اپنے
کے لئے میرے ایک ماتہ سے جوئے تھی۔ فاطمہ زہراؑ خواجہ میرے
بیٹے سے جوئے بنے بیٹے کے میرے بیٹے سے تیرا لگا کر دیں گے۔ میں
نے کہا یہ بات خالص ہے۔ عیسیٰ نے مدینہ میں رہے اور میرے پیارے
مائیں میں جوئے۔ حضرت زہراؑ نے کہا۔

توقیر جوئی اور مدینہ میں پہنچائی جائے گی۔ پھر تیرا لگا حسینؑ سے جوگا اور اپنی
نس سے بھغوش کرے گی۔ تیری نسل سے تمام پیدا ہوں گے۔ کہ زمانہ
میں میں کی کوئی مثال نہ جوئی۔ (بعضوں نے تیرے نائب شمسؑ نہ تیرے انبیاؑ ہیں تیرے انبیاؑ)
حضرت عیسیٰ نے تیرے تیرے نو کو وصیت کی تھی کہ میرے بعد تم آجی اہل ہار میں نہ رہنا کہیں
پہلی جانا۔ سفر قیامہ سرحدوں جو کسباز لعل میں گشت کر لئی جاؤ گی۔

جاء اسپ نامہ میں منقول ہے کہ اسلام کے تلامذہ کے بعد آل قباد میں سے کسی کو سلطنت ایران پہنچی۔ اور اثنا عشری شیعہ آل قباد سے پہلے ۴ بیویں امام ثابٹ و جعفر بن موسیٰ شہر بلو کی صف سے آل قباد میں سے ہیں۔
 رقیات روح بیلن ص ۱۹۱

تین کاغذی نسخہ بھی اپنی بایں بایں تالیف کو شہر بلو کے ڈاکو سے زینت شاہی مسجد چانچہ لکھتا ہے کہ نزد گرد آطری سلسانی بادشاہ کی دختر شہر بلو گرفتار ہو کر شہر کے سامنے پیش ہوئیں۔ انہوں نے فروخت کا حکم دیا۔ مگر علی بن مانع اٹھے کہ شہر بلو کی طرف کیا روں سہانا زیلام نہیں کی جاسکتیں۔
 بلاخہ شہر بلو حسین کے حتمی میں آئی اس داستان مرثی کے بعد لکھا ہے کہ حضرت علی بن حسین

میں شہر کے بعد سے سلسانی نسب لکھا ہے بعد سوچ خدا سے رشتہ کی بنا پر فرات کا امتیاز سے مخصوص تھا اس لحاظ سے یہاں مذکور جائز ہے رخت و تاج کیلانی کا طبع ہو سکتا تھا۔ اسی لحاظ سے زمین اعرابین اور عرب و العجم کہتے تھے۔

شہر بلو کے متعلق شیعہ اختلافات

میرے سامنے اس وقت تصویر کر رہا ہوں تالیفات حال جناب قدس اللہ ابوابہ زبدۃ فیما مولا صاحبی سید آل محمد علیہ السلام اس کتاب کے اخیر میں کسی کی تقریظ میں منقول ہے۔

تقریر چکیدہ قم فصاحت فریم بہت در قسم صاحب طبع سلیم و ذہین مستقیم ادیب احمد لبیب در شد صاحبیت اکت فرات طاب متقی و ابدا منارا نور فلہار و علاء و ابدا رسول غفار و در الطاف رب ذوالمنن مولوی سید یحییٰ حسین صاحب نقوی مروسی ۱۴۲۰ھ میں طبع یوسفی دہلی میں طبع ہوئی۔

اس تمام گفتگو کا مطلب یہ ہے کہ شہر بانو پر لکھی ہوئی یہ کتاب اہم کتب میں سے اُٹھری کتاب ہے۔ یہ اس میں لکھا ہے۔

صاحب ریاض الشہادۃ لکھتے ہیں کہ شہر بانو اسی طرح میں نہیں تھیں چنانچہ فرماتے ہیں۔

شہر بانو در آن مورخان مندر بود چنانچہ سابق تذکرہ سابقیم۔ اور میں صرف یہ اشارہ کیا گیا کہ وہ پہلی مہارت ریاض الشہادۃ میں یہ ہے۔

از احادیث ظاہر ہے خود کہ شہر بانو امام زین العابدین در صحنہ کربلا حاضر نبود۔ بلکہ چنانچہ مستفاد می شود از اخبار این است کہ مدت وضع از دنیا رفت و کربلا میں امام زین العابدین کی عمر ۳۳ سال تھی۔ یعنی کربلا کے وقت سے ۳۳ سال پہلے یعنی تقریباً ۳۴۰ میں فوت ہو گئیں۔

و ان مصائب و وقایع مانندیہ و بعضوں نے لکھا ہے کہ موجود تھیں۔ چنانچہ ابن شہر آشوب نے لکھا ہے۔

و جعفر و بایحدا اساد و اسکا شہر بانو یہ کافانہا التفت لنفسہ فی القصات۔

یعنی تمام پہیلیاں گرفتار ہو گئیں۔ مگر شہر بانو خود فرات میں ڈوب کر مر گئی (یعنی خود کشی کی حرام موت اللہ تعالیٰ)

نظام میں اس رعایت کے باب میں ہے۔ منافی باجمیع روایات اربعین است کہ ابن شہر آشوب کا بیان باقی روایات کے خلاف ہے کہ شہر بانو فرات میں ڈوب کر مر گئیں۔

ظاہر ہے کہ ایسا فعل خود کشی کا ایسی مظہر ہے کیوں کہ مرزد ہو سکتا ہے۔ اور نظام میں ہے۔

چنانچہ در کتب معتبر از روایات حدیثیہ شیعوہ نظر رسیدہ شہر بانو در نقاس و فوات یافت و کفالت و عصانت امام سجاد علیہ السلام کی لڑائی میں اولاد حضرت سید الشہداء

ہی نور الداس کی سند میں حدیث عیون اخبار الرطاد تحریر کی ہے۔ اور
 طائے مجلس نے جلال العیون میں ابن ابیہ سے پسند معتر حضرت امام
 رضا سے روایت کی ہے کہ امام زین العابدین از وجہ رسیدہ و چوں آنحضرت
 از متولد شد او بر حمت الہی واصل شد۔

اور اکیل المصاب میں بھی جناب شہر بانو کا کربلا میں نہ ہونا مرقوم ہے
 بہر حال وہ روایت جس میں گھوڑے پر سوار ہو کر جناب شہر بانو کا ملک
 ماسکی طرف جانا باجانت امام حسینؑ مذکور ہے۔ یہ روایت منافع کثیر و غیرہ
 میں ہے۔ فرت میں دود بنے اور قید میں جانے کی روایتیں گھوڑے پر
 چڑھ کر چلے جانے کو جھٹلاتی ہیں۔ علاوہ بلکہ امام حسینؑ گھوڑے پر چڑھنے
 کی حوریت کو کیوں اجانت دیتے۔ حدیث میں تو اس صورت پر اہانت
 وارد ہوئی ہے۔ جو گھوڑے کی زین پر سوار ہو۔ و نیز حضرت نے اپنی دیگر
 ازواج ام اسحق المصباح سے کیوں نہ فرمایا۔ کہ تم گھوڑوں پر سوار ہو کر کہیں
 چل جانا۔

بیز شواہد اس کے کتب کے اکیل المصاب اور لود و مواف و غیرہ میں بکثرت
 موجود ہیں۔ اور زیادہ تفصیل تو آپ کی تقریر جامعہ میں ہے اس طرف جس
 کو چاہیے اور جلال العیون اور مقام میں ہے۔ (ص ۴۷۹-۴۸۰)

بہر حال ۶۵۴ھ میں مرنے والے زعمری نے جو داستان قتال کی اس نے
 بعد کے دلائل خوب ماسٹر مائیل کی گئیں اور آج دنیا نے شیعیت
 میں شہر بانو کا وجود حقیقت اختیار کر چکا ہے۔

شہر بانو کی داستان کی تخلیق کیوں ہوئی!

اس داستان کی تخلیق بھی ایسی مجوس اسلام دشمن تحریک کی ایک
 سازش ہے مجوس نے مختلف وقتوں میں جب اپنی تحریکی سلسلہ

کوئی کڑی ذلیل ہوئی دیکھی تو اس میں نئی مدح چھونکنے کے لئے ایک نئی
 کوئی تخلیق کر کے اس حقوی تسلسل کو قائم رکھا۔ چنانچہ زبھشری کی کاس بنیاد
 پر جو سیت نے طاعت بنانی شروع کر دی۔ مگر یہاں بھی انہیں وہی مشکل
 پیش آئی یعنی بزرگ رو کے گھر شہر والو پیدا کر کے سیتنا حملہ (زین العابدین)
 کی ماں تو بنایا مگر یہاں ہونے، ماں بننے تک اور پھر کرنا پہنچنے تک واقعات کا
 تسلسل اسی صورت میں قائم ہو سکا تھا کہ یہ واقعہ حقیقت میں اپنے اندر کوئی
 صداقت رکھتا ہو نہ کہ شہر بانو کی تخلیق ہی کذب محض تھا۔ اس لئے ہر شخص والے
 نے جو اس کے خیال میں آیا تھا اچھا لگایا اور آج حالت یہ ہے کہ یہ لوگ خود
 ہی ایک دوسرے سے منہ چھپانے پھر رہے ہیں۔

شہر بانو کے فرضی وجود کی تخلیق ایک سیاسی ضرورت کے تحت ہوئی۔

مصنف تعلیمات مدح ایمان لکھتے ہیں محبت محسوس کہ ابتدائے اسلام
 ایمانیاں نہ تھیں۔ خاندان رسول و امیر المومنین علی بن ابی طالب (ع)
 خاندان رسول و امیر المومنین علی بن ابی طالب اور ان کی اولاد کے ساتھ
 یہاں لوگوں نے جو مخصوص محبت کی ابتدائے اسلام سے ہم پہنچائی وہ
 اسباب معلومہ کے علاوہ ایک سیاسی ضرورت تھی۔ دیگر نظام عربی
 قبیلہ اندہ پیشوایان اسلام ایرانیوں کے نزدیک یکساں تھے اور ان میں سے
 کسی کے ساتھ شترہ و مخصوص مذاہب اس سے پہلے وہ نہ رکھتے تھے یا
 (رسالہ مہمان کشماہ ۳۔ جلد نمبر ۱۶، مئی ۱۸۷۷ء، بحوالہ تحقیق مروجہ ہفت
 معاویہ دہلی)

اس سیاسی ضرورت کی تشریح کرتے ہوئے مصنف مذکور لکھتے ہیں۔

کہ میرانیوں کا ہمیشہ یہ اعتقاد رہا ہے کہ ساسانی خاندان بنی ایمان پر حکومت کرنے کا جائز حقدار ہے۔ چنانچہ بعض کتب خبیثہ میں جاما سپ نامہ سے منقول ہے کہ..... بارہویں امام خائب شہر بانو کے بطن سے جون گئے۔ (۱۹۰)

شہر بانو کے فرض وجود کو حقیقی وجود تسلیم کرانے کے لئے ان لوگوں کی مزید اختراع ملاحظہ ہو۔ پروفیسر براؤن لکھتے ہیں کہ تہران سے چاہا پانچ میل کے فاصلے پر ایک پہاڑی ہے جو بی بی شہر بانو کے نام سے منسوب ہو کر کوہ بی بی کہلاتی ہے۔ کسی مرد کے جس قدم تو اس پہاڑی پر نہیں جا سکتے۔ حوزہ میں ہی جا سکتی ہیں۔ اولیام خائب کی جناب میں جو ایرانیوں کے اعتقاد میں شہر بانو کی نسل سے ہیں۔ حاجت مدالی کی التجا کرتی ہیں۔

غرضیکہ ایران میں مشرور کہ نام خائب ہمدی کو آخری بادشاہ ساسانی کی دھڑکی نسل ہیں۔ جس سیاسی ضرورت سے قرار دیا گیا ہے۔ دیرانی جو کسی دعویداران مقبوریت کے حالات سے ظاہر ہے جو پچھلے اوراق میں پیش کئے گئے ہیں۔

مخصوصاً احمد بن میمون القدری کے اقوال اور اس کے قاطبی ادعا سے جتنے اس قصہ کی کوئی تاریخی حیثیت نہیں۔

شیعہ زعماء کے فیصلہ کن اقوال

ابوالفتح اصفہانی سیدنا علی زین العابدین کے متعلق لکھتا ہے۔
 وعلی ابن الحسین الذی امام مولا دستار الطالبین صفر
 ۱۹۰ (صفحہ ۸۷) علی بن حسین کی والدہ شہر بانو
 احمد بن علی بن حسین بن علی سیدنا علی زین العابدین کے ذکر کے تحت

لکھا ہے۔ کہ اختلف فیہ اسمہ ان کہاں کے متعلق اختلاف ہے۔ اس
 کے بعد تیس کے تحت لکھا ہے۔ اسمہا شہ قریب انو قیل نہبت
 فی فمہ مدائن قیل یحییٰ عاز شہن
 البیع فی الیہ التوینہ علی الجہت الی طالب
 قیل ابن جبریر بنی غزالیہ
 یحییٰ بن بنات کسری و قال البردہ ہر سلفہ
 بن دلکیزہ جزوہ و کانت حکماء ام یحییٰ الناصر
 بن دلید و قد منع من کثیر من
 النساب و التوینہ
 و قیل ان ام زین العابدین من غیر ولدہ
 و قد اغواہ علی بن حنیفہ
 حصیلہ کما ہر و کانت ماسولہ عن
 یزد جزد عجوسی

(مدۃ الطالب صفحہ نمبر ۱۸۱-۱۸۲)

مؤلف مدۃ الطالب کی نام عبارت پڑھیے۔ آپ کو سوائے قیل قیل کے
 کو نظر نہیں آئے گا۔ طبری کے والد سے لکھا ہے۔ ان کی ماں کا نام غزالہ یا سلافہ
 تھا۔ اور وہ یزدی النافقہ کی چوپھی تھیں۔ اور اکثر فضائل اور مورخوں نے اس
 بات سے انکار کیا ہے۔

اور یہ بھی بیان کیا جا چکا کہ زین العابدین کی ماں اس کے سوائے
 کوئی دوسری تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ایک مجوسی کے خاندان و اولاد سے حضور پاک ﷺ
 کے خاندان کو منور رکھا۔

علی بن ابی العابدینؑ ایک سندھیہ لونڈی کے بطن سے تھے۔

زختری نے شہر راجہ کو سیتا علی بن ابی العابدینؑ کی ماں کے بطن میں
پیش کیا ہے۔ علامہ سیات محققانہ طور پر ثابت ہو چکی ہے کہ علیؑ کی والدہ
ایک سندھیہ لونڈی تھیں۔ چنانچہ ابن قتیبہ لکھتا ہے کہ

وَقَالَ أَتَى سَمْعًا مِيتًا لَهَا مَسْلُوفٌ مِيتًا غَزَالًا
کہتے ہیں کہ علیؑ کی والدہ سمعہ بن حنیس بن حنیس کو سلاخا غزالہ کہتے تھے
حضرت حسینؑ کے بعد وہ آپ کے غلام زبید کے نکاح میں آئیں۔ ان سے
محمد بن زبید پیدا ہوئے جو علی بن ابی حنیس کے مادر بن ہمالی تھے۔ علی بن
بن محمد ثمان بن ثمان سے عدایت ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ علی بن حنین
نے اپنی والدہ کو اپنے غلام کے محمد میں دے دیا۔ لود کینز کو آزاد کر کے اپنے
نکاح میں لے آئے محمد الملک (بن مروان) نے ان کو خلع نکالا جس میں
اس کے متعلق ابن کونیت وقلی نے اس کے جواب میں علی بن ابی حنین نے
نکالا کہ بارے سے بہترین مثال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
عمل کی ہے۔ آپ نے سفیرینت ہی کو آزاد کر کے اس سے نکاح کیا تھا۔
اللہ اپنے غلام زبید بن حنیس کو آزاد کر کے اپنی پیمپی کی بیٹی زینب بنت جحش
کو ان کے نکاح میں دے دیا تھا۔ (العراق ص ۱۴۲)۔

یہ الفرج اصفہانی لکھتے ہیں۔

وَعَلَى ابْنِ الْحَنِيفِ النَّبِيِّ أَتَى أُمُّ الْعَلَاءِ حُسَيْنَ بْنِ عَلِيٍّ
(ابن ابی العابدینؑ) کی ماں لونڈی تھی۔ (مقاتل الطالبین صفحہ ۱۱۱) اسطر ۱۱، ۱۲
یہی واقعہ صبری نے دو جگہ لکھا ہے۔ حضرت حسینؑ کی والدہ کے
ذکر کے بارے میں ان کے صاحبزادے علی الاصلہ (ابن ابی العابدینؑ) کی اولاد

کے متعلق لکھا ہے کہ علی (رین العابدین) کی ماں کنیز تھی۔ علی ہی محمد کہتے ہیں
کہ انہیں سزا دے کہتے ہیں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان کا نام حیدر تھا۔
علی بن حسین بن علی بن ابی طالب ان کی ماں کنیز تھی۔ حسین کے بعد ان کے
فلام زبید کے نکاح میں آئیں اور ان سے بعد اللہ بن زبید پیدا
ہوئے۔ جو علی بن حسین کے مامی بھائی تھے۔

(ترجمہ طبری جلد ۱۳ ص ۲۸)
شہر مانو کے متعلق تاریخ کیا کہتی ہے یہ

معمر کتا دسیہ محرم ۶۱۲ میں ہوا اس وقت یزدگرد کی عمر ۲۹ سال تھی۔ ابو حنیفہ
دینوری کہتا ہے کہ یزدگرد کے بعد شیویہ حکمران ہوا۔ اور صرف آٹھ ماہ حکمران رہا۔
پھر سات سال کی عمر میں اویشیر کو تخت پر بٹھایا گیا۔ ڈیڑھ برس کے بعد ۶۱۴
میں وہ بھی چلتا بنا۔ پھر حران شیر کی باری آئی۔ اس کے بعد پوران وقت
کو تخت پر بٹھایا۔ فتح بوب کے وقت پوران دخت کو الگ کر کے ۱۷ سال
کی عمر میں یزدگرد کو تخت نشین کیا۔

۶۱۴ میں تلوکیہ کے معمر کے وقت یزدگرد کی عمر ۱۷ سال تھی بقول
مصنف اخبار الطوال یزدگرد کی عمر ۱۷ سال تھی۔ بقول گہن اور بلاندی
۵۱ سال تھی۔ جولا جزیرہ، خوزستان ۶۱۶ میں فتح ہوئے اس وقت
یزدگرد کی عمر ۱۹ سال تھی۔ خراسان کے حامی شکر کشی اور اصفہان ۶۲۱ میں فتح
ہوئے۔ اس وقت یزدگرد کی عمر ۲۳ سال تھی۔

آذربائیجان، جبرستان ۶۲۲ میں فتح ہوئے۔ اس وقت یزدگرد
۲۳ سال کا تھا۔

قاس، خراسان، کرمان اور سیستان ۶۲۳ میں فتح ہوئے اس
وقت یزدگرد کی عمر ۲۵ سال تھی۔

ذوالحجہ ۶۲۳ میں فاروق اعظم شہید ہوئے۔ اور آپ کی شہادت تک زندہ گرد
معدلمان اسلامی فوجوں کے آگے گئے جہاں تھانور؟ یہ بھی اس کے خاندان کا
کوئی فرد گرفتار نہ ہو سکا۔ گویا ۶۲۳ میں زندہ گرد کی عمر ۲۵ سال تھی۔ اگر فاروق اعظم
کی شہادت سے چند روز پہلے بھی شہر بانو گرفتار ہو کر مدینہ پہنچائی جاتی
تو اس کی عمر زیادہ سے زیادہ سات سال ہوتی۔ مگر سوائس کے کسی
مؤرخ نے یہ بیان نہیں کیا کہ معرکہ جلولیا نہاوند کے علاوہ جب کہ زندہ گرد
کی عمر صرف ۱۸ سال تھی۔ مگر موسیٰ غلام مدینہ پہنچائے گئے تھے۔ پھر یہ کیسے
بادر کیا جاسکتا ہے کہ ۱۸ سال کی عمر کے نوجوان کی جوان لڑکی مدینہ پہنچائی جائے۔
اور اتنی طویل گفتگو کے بعد اسے حیدر کے سپرد کیا جائے۔ جن کی ہیدائش
۸ ہجری میں ہوئی تھی۔ اور وہ اس وقت صرف ۱۲ سال کی عمر کے لڑکے تھے۔

شہر بانو کے متعلق متضاد روایات کا تجزیہ

شہر بانو کو کھوٹے پر سوار ہو کر سجدنا حسین بنے پائے تھے
بھائی شہزاد کے پاس بھاگ جانے کا حکم فرمایا تھا۔ مگر یہ خصوصیت صرف
شہر بانو سے کیوں مخصوص کی گئی۔ حالانکہ آپ کی دوسری ازواج بیٹے سب،
اور ام اسلمی بھی موجود تھیں۔

کتاب مناقب بن شہر آشوب میں لکھا ہے۔ فانھا اتفقت
لفسحھا لھن الغمرات۔ یعنی قرأت میں ڈوب کر مر گئیں۔

ان روایات کے متعلق مولف مجاہد اعظم کی زبان سے سن لیجئے نہیں
غلام موضوع اور بے بنیاد روایات ہیں یہ بھی ہے کہ حضرت کی شہادت
کے بعد جب آپ کا گھوڑا خیمہ پر آیا۔ تو جناب شہر بانو سوار ہو کر چلی گئیں۔
ماستہ میں ان کا بھائی شہر بایہ جو لڑکے کے لئے شکوے کر رہا تھا قابلاً
ٹیلیفون پر اسے اطلاع دی گئی تھی، انہیں ہمراہ لے گیا۔

نیز یہ بھی ذہن نشین رہے۔ سینہ ہاشمیانہ کے نمائندہ ۳۰ھ میں یزید کو کاغذ ان ہی ختم ہو گیا تھا اور چند ہی عرصے میں یزید کا تخت بھاگ گئے تھے تو شہر ابراہیم سے کہاں سے ملک شہر ابراہیم کی تھی۔

یہاں سے ملاو اس وجہ سے کہ واقعات شہادت ہو چکے تھے یہاں کو اپنے ساتھ لے گیا۔ (صفحہ ۱۲) (کہاں لے گیا) مؤلف!

۱۔ زعفرانی کا بیان ہے کہ امام ابو القاسم جلال اللہ محمد بن عمر الزعفرانی تھا۔ لغت اور ادب میں اسے امام مانا گیا ہے۔ عقیدہ معتزلی تھا۔ یعنی ابن ابی الحدید کا ہم عقیدہ تھا۔ اس کی تالیف تفسیر کثیف دو مبسوط جلدوں میں ہے۔ علامہ ہاشم اللہ زہری تفسیر کثیف کے متعلق تحریر کرتے ہیں کہ یہ کتاب ابن ہاشم میں بڑی مقبول ہوئی کسی نے اس کی تردید کی اور کسی نے تشدید کی۔ یہ معتزلی شہر ابراہیم کی گپ کا خالق ہے۔ اس نے اپنی گپ سے اپنی تالیف، اربع جلدوں کو زینت دی۔ اور وہاں سے ابن خلکان لے آئے جس کا تاریخ میں پنا کوئی مقام نہیں جو جہاں سے ملاوٹھا دھند نقل کر دیا۔

۲۔ زعفرانی کی تاریخ دانی پر شبلی نعمانی نے بڑی اچھی تنقید کی ہے۔ طریقیہ زعفرانی تاریخ کے فن سے بالکل کوڑا تھا۔ اس کے اعتزال نے شہر ابراہیم کو تیار کیا اور دنیا شیعیت پر جو فائدہ اٹھا کر شہید کرنے والے جوہی کو باہر شجاع رضی اللہ عنہ کا خطاب بخش چکی تھی خبر کو رد کش جو پر سوار کر کے اڑی، بعض لوگ معتزلہ کو اہلسنت و اجماعت میں شمار کرتے ہیں۔ اس لئے زعفرانی بھی ان کی نظروں میں اہلسنت و اجماعت میں سے تھا۔ چونکہ معتزلہ کے عقائد شیعیت کے عقائد کا چہرہ ہیں اس فرقہ کے بانی داس بن عفا کا قول ہے کہ میں اور علی بن ابی طالب کے معرکوں میں ایک گروہ فاسق تھا۔ مگر وثوق سے نہیں کہہ سکتا کہ وہ گروہ کون تھا؟

ظاہر ہے کہ اس کا اشارہ صدیقہ کا نہایت اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف ہے۔

چنانچہ کہتا ہے کہ اگر علیؑ، طلحہؓ اور زبیرؓ میرے سامنے ترکہ کی ایک ٹھٹی پر بھی
گواہی میں تو قبول نہ کیوں گائیں کہ ان کے قاتق یونے کا احتمال ہے۔ عمرو بن عبید
معتزل کا قول ہے کہ فریقین قاتق تھے۔ (الفرق بین الفرق ص ۱۳۱) شہرستانی ج ۳ ص ۴۲
ابتداء میں سب کو گید ملا۔ اور جب کسی جنگ لڑا سازگار کہے تو کھل کر سامنے آ گئے
پسے حضرت عمرؓ کو مطعون کرنا شروع کیا۔ (الفرق بین الفرق ص ۱۳۲-۱۳۳) شہرستانی
جلد ۱ ص ۱۱۸) پھر حضرت عثمانؓ کی طرف رخ کیا۔ اور ان کے خلاف بہت زہر
اگلا۔ اس کے ساتھ خلافت بلا فضلؓ کی وکالت میں بڑی سلفہ ولسے اجمل
امت کو ساقط کر دیا۔ (الفرق بین الفرق ص ۱۳۸-۱۳۹)

شاید یہاں یکسانی کے دل میں یہ خیال پیدا ہو کہ معتزلہ نے بعض مقامات
پر سب کو گید ملا ہے پھر ان پر تشیع کا لبیل کیسے چسپاں کیا جاتا ہے۔
ہل تشیع کی یہی عیاری اہل سنت والجماعت کے لئے لبر قاتل ثابت ہوئی ہے
پسے یہ لوگ اپنے حق میں ایک طرح سے فہما ساز گار کرتے ہیں۔ جب کچھ لوگ
ان کے پھندے میں چسپاں جاتے ہیں تو کھل کر سامنے آجاتے ہیں کچھ لوگ طرح
معتزلہ سے بد چشیمیت کی منازل پر پورا کوٹتے کہتے یہاں تک پہنچ گئے۔
کہ اجماع امت سرے سے کوئی چیز نہیں۔ جس کا دوسرا مطلب یہ تھا کہ علیؑ علیہ السلام
بلا فضل تھے۔ اور ان لوگوں میں سے کچھ بھڑی تھا جس نے شہر بانوں کی داستان تخلیق کی۔

یزدگرد اور اس کی اولاد

یزدگرد ۳۰۰ء میں جس ۲۲ سال ایک چکی واسے کے تاشون قتل ہوا آخر
تک اس کے خاندان کو کوئی فروگزار نہ ہو سکا۔ اس نے آخری ایام میں چین کے بادشاہ
سے مدد طلب کی۔ مگر ناکام رہا۔ اس کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا یزدگرد سوم اس کا
ہانشین ہوا۔ چین کے بادشاہ نے اسے یثیث بادشاہ ایران تسلیم کیا۔ مگر فوجی
املا نہ دی۔ ۵۵۰ء میں بعد خلافت سیدنا امیر معاویہؓ یزدگرد شہ چین میں قتل
چینی یزدگرد شہ کو LU - SSEN - PE کہتے تھے۔ اسے وہاں تاشکما بنانے

کی اہانت مل گئی تھی اس کے بعد اس کا بیٹا نرسی قلندار کا سر مبارک ہوا۔ چہن
 میں سے "NISES" کہتے تھے۔ وہ قلندارستان چلا گیا۔ سبستان کے
 محمدی مقام کو ندی پنج پٹی کو اردو زبان کے پر پڑے نکالنے لگا۔ مگر ۸۰ ہجری میں
 مسلمان مجاہدین کے حملوں کی تاب نہ لا کر چین کی طرف بھاگ گیا۔ اس کے بعد
 کے حالات سے تلیہ نہیں خاموشش ہیں۔ البتہ اس قدر معلوم ہوتا ہے کہ
 امیر قیس بن مسلم کی فتوحات کے بعد اس کے قلندار کی دو لڑکیاں گرفتار ہو کر
 دمشق پہنچیں۔ ان میں سے ایک لڑکی شاہ آفریسیس فیروز بنت یزدگرد امیر ہخامنشیان
 الیید بن عبد الملک کے حرم میں داخل ہوئی۔ یزید بن عبد الملک اس کے بطن ہی
 سے تھا۔ یزید کا ایک شعر ہے۔

انا بن کسری والی مروان ذی صردتی صردی قاتان

رجعہ نام الشکا۔
 نبتہ حاشیہ ۱۳

طبری کہتا ہے جہام بن محمد اپنے باپ کے معافیت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 پندرہ حملوں سے نکاح کیا تیرو کے ساتھ آپ نے مہاجریت کی ایک وقت میں گیدہ
 موجودہ میں انہ کو چھوڑ کر آپ کی ولادت ہوئی۔ اس کے قبل آپ کی عمر ۱۱ سال سے زائد تھی۔ مگر
 آپ نے خدیجہ بنت خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ سے نکاح کیا۔ سب سے پہلے آپ
 نے ہنسی سے نکاح کیا۔ آپ سے قبل یحییٰ بن عقیل بن عقیل کی پوری تھیں۔ ان کی والدہ کا نام خاتمہ بنت زید
 بن الاظم تھا۔ عقیل کے صلب سے خدیجہ کے بطن سے ایک لڑکی پیدا ہوئی تھی۔ اس کے
 بعد عقیل کا انتقال ہو گیا۔ اس کے بعد ابوالمطلب جو بنی عبد المطلب بن قصی سے تھا۔ خدیجہ بنو
 سے نکلی کی۔ اس کے صلب سے خدیجہ کے بطن سے ہند بن ابیالمطلب پیدا ہوئے۔ ابوالمطلب
 مر گیا۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خدیجہ سے نکاح کیا۔ اس وقت ہند بن ابیالمطلب
 کی آغوش تربیت میں تھے۔ خدیجہ کے بطن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آٹھ بچے تھیں۔
 طیب، طاہر، محمد اللہ، زینب، رقیہ، ام کلثوم، صفیہ، پیدا ہوئے۔

(تاریخ طبری ص ۱۷۵۔ ۱۷۶۔ ۱۷۷۔ ۱۷۸۔ ۱۷۹۔ ۱۸۰۔ ۱۸۱۔ ۱۸۲۔ ۱۸۳۔ ۱۸۴۔ ۱۸۵۔ ۱۸۶۔ ۱۸۷۔ ۱۸۸۔ ۱۸۹۔ ۱۹۰۔ ۱۹۱۔ ۱۹۲۔ ۱۹۳۔ ۱۹۴۔ ۱۹۵۔ ۱۹۶۔ ۱۹۷۔ ۱۹۸۔ ۱۹۹۔ ۲۰۰۔ ۲۰۱۔ ۲۰۲۔ ۲۰۳۔ ۲۰۴۔ ۲۰۵۔ ۲۰۶۔ ۲۰۷۔ ۲۰۸۔ ۲۰۹۔ ۲۱۰۔ ۲۱۱۔ ۲۱۲۔ ۲۱۳۔ ۲۱۴۔ ۲۱۵۔ ۲۱۶۔ ۲۱۷۔ ۲۱۸۔ ۲۱۹۔ ۲۲۰۔ ۲۲۱۔ ۲۲۲۔ ۲۲۳۔ ۲۲۴۔ ۲۲۵۔ ۲۲۶۔ ۲۲۷۔ ۲۲۸۔ ۲۲۹۔ ۲۳۰۔ ۲۳۱۔ ۲۳۲۔ ۲۳۳۔ ۲۳۴۔ ۲۳۵۔ ۲۳۶۔ ۲۳۷۔ ۲۳۸۔ ۲۳۹۔ ۲۴۰۔ ۲۴۱۔ ۲۴۲۔ ۲۴۳۔ ۲۴۴۔ ۲۴۵۔ ۲۴۶۔ ۲۴۷۔ ۲۴۸۔ ۲۴۹۔ ۲۵۰۔ ۲۵۱۔ ۲۵۲۔ ۲۵۳۔ ۲۵۴۔ ۲۵۵۔ ۲۵۶۔ ۲۵۷۔ ۲۵۸۔ ۲۵۹۔ ۲۶۰۔ ۲۶۱۔ ۲۶۲۔ ۲۶۳۔ ۲۶۴۔ ۲۶۵۔ ۲۶۶۔ ۲۶۷۔ ۲۶۸۔ ۲۶۹۔ ۲۷۰۔ ۲۷۱۔ ۲۷۲۔ ۲۷۳۔ ۲۷۴۔ ۲۷۵۔ ۲۷۶۔ ۲۷۷۔ ۲۷۸۔ ۲۷۹۔ ۲۸۰۔ ۲۸۱۔ ۲۸۲۔ ۲۸۳۔ ۲۸۴۔ ۲۸۵۔ ۲۸۶۔ ۲۸۷۔ ۲۸۸۔ ۲۸۹۔ ۲۹۰۔ ۲۹۱۔ ۲۹۲۔ ۲۹۳۔ ۲۹۴۔ ۲۹۵۔ ۲۹۶۔ ۲۹۷۔ ۲۹۸۔ ۲۹۹۔ ۳۰۰۔ ۳۰۱۔ ۳۰۲۔ ۳۰۳۔ ۳۰۴۔ ۳۰۵۔ ۳۰۶۔ ۳۰۷۔ ۳۰۸۔ ۳۰۹۔ ۳۱۰۔ ۳۱۱۔ ۳۱۲۔ ۳۱۳۔ ۳۱۴۔ ۳۱۵۔ ۳۱۶۔ ۳۱۷۔ ۳۱۸۔ ۳۱۹۔ ۳۲۰۔ ۳۲۱۔ ۳۲۲۔ ۳۲۳۔ ۳۲۴۔ ۳۲۵۔ ۳۲۶۔ ۳۲۷۔ ۳۲۸۔ ۳۲۹۔ ۳۳۰۔ ۳۳۱۔ ۳۳۲۔ ۳۳۳۔ ۳۳۴۔ ۳۳۵۔ ۳۳۶۔ ۳۳۷۔ ۳۳۸۔ ۳۳۹۔ ۳۴۰۔ ۳۴۱۔ ۳۴۲۔ ۳۴۳۔ ۳۴۴۔ ۳۴۵۔ ۳۴۶۔ ۳۴۷۔ ۳۴۸۔ ۳۴۹۔ ۳۵۰۔ ۳۵۱۔ ۳۵۲۔ ۳۵۳۔ ۳۵۴۔ ۳۵۵۔ ۳۵۶۔ ۳۵۷۔ ۳۵۸۔ ۳۵۹۔ ۳۶۰۔ ۳۶۱۔ ۳۶۲۔ ۳۶۳۔ ۳۶۴۔ ۳۶۵۔ ۳۶۶۔ ۳۶۷۔ ۳۶۸۔ ۳۶۹۔ ۳۷۰۔ ۳۷۱۔ ۳۷۲۔ ۳۷۳۔ ۳۷۴۔ ۳۷۵۔ ۳۷۶۔ ۳۷۷۔ ۳۷۸۔ ۳۷۹۔ ۳۸۰۔ ۳۸۱۔ ۳۸۲۔ ۳۸۳۔ ۳۸۴۔ ۳۸۵۔ ۳۸۶۔ ۳۸۷۔ ۳۸۸۔ ۳۸۹۔ ۳۹۰۔ ۳۹۱۔ ۳۹۲۔ ۳۹۳۔ ۳۹۴۔ ۳۹۵۔ ۳۹۶۔ ۳۹۷۔ ۳۹۸۔ ۳۹۹۔ ۴۰۰۔ ۴۰۱۔ ۴۰۲۔ ۴۰۳۔ ۴۰۴۔ ۴۰۵۔ ۴۰۶۔ ۴۰۷۔ ۴۰۸۔ ۴۰۹۔ ۴۱۰۔ ۴۱۱۔ ۴۱۲۔ ۴۱۳۔ ۴۱۴۔ ۴۱۵۔ ۴۱۶۔ ۴۱۷۔ ۴۱۸۔ ۴۱۹۔ ۴۲۰۔ ۴۲۱۔ ۴۲۲۔ ۴۲۳۔ ۴۲۴۔ ۴۲۵۔ ۴۲۶۔ ۴۲۷۔ ۴۲۸۔ ۴۲۹۔ ۴۳۰۔ ۴۳۱۔ ۴۳۲۔ ۴۳۳۔ ۴۳۴۔ ۴۳۵۔ ۴۳۶۔ ۴۳۷۔ ۴۳۸۔ ۴۳۹۔ ۴۴۰۔ ۴۴۱۔ ۴۴۲۔ ۴۴۳۔ ۴۴۴۔ ۴۴۵۔ ۴۴۶۔ ۴۴۷۔ ۴۴۸۔ ۴۴۹۔ ۴۵۰۔ ۴۵۱۔ ۴۵۲۔ ۴۵۳۔ ۴۵۴۔ ۴۵۵۔ ۴۵۶۔ ۴۵۷۔ ۴۵۸۔ ۴۵۹۔ ۴۶۰۔ ۴۶۱۔ ۴۶۲۔ ۴۶۳۔ ۴۶۴۔ ۴۶۵۔ ۴۶۶۔ ۴۶۷۔ ۴۶۸۔ ۴۶۹۔ ۴۷۰۔ ۴۷۱۔ ۴۷۲۔ ۴۷۳۔ ۴۷۴۔ ۴۷۵۔ ۴۷۶۔ ۴۷۷۔ ۴۷۸۔ ۴۷۹۔ ۴۸۰۔ ۴۸۱۔ ۴۸۲۔ ۴۸۳۔ ۴۸۴۔ ۴۸۵۔ ۴۸۶۔ ۴۸۷۔ ۴۸۸۔ ۴۸۹۔ ۴۹۰۔ ۴۹۱۔ ۴۹۲۔ ۴۹۳۔ ۴۹۴۔ ۴۹۵۔ ۴۹۶۔ ۴۹۷۔ ۴۹۸۔ ۴۹۹۔ ۵۰۰۔ ۵۰۱۔ ۵۰۲۔ ۵۰۳۔ ۵۰۴۔ ۵۰۵۔ ۵۰۶۔ ۵۰۷۔ ۵۰۸۔ ۵۰۹۔ ۵۱۰۔ ۵۱۱۔ ۵۱۲۔ ۵۱۳۔ ۵۱۴۔ ۵۱۵۔ ۵۱۶۔ ۵۱۷۔ ۵۱۸۔ ۵۱۹۔ ۵۲۰۔ ۵۲۱۔ ۵۲۲۔ ۵۲۳۔ ۵۲۴۔ ۵۲۵۔ ۵۲۶۔ ۵۲۷۔ ۵۲۸۔ ۵۲۹۔ ۵۳۰۔ ۵۳۱۔ ۵۳۲۔ ۵۳۳۔ ۵۳۴۔ ۵۳۵۔ ۵۳۶۔ ۵۳۷۔ ۵۳۸۔ ۵۳۹۔ ۵۴۰۔ ۵۴۱۔ ۵۴۲۔ ۵۴۳۔ ۵۴۴۔ ۵۴۵۔ ۵۴۶۔ ۵۴۷۔ ۵۴۸۔ ۵۴۹۔ ۵۵۰۔ ۵۵۱۔ ۵۵۲۔ ۵۵۳۔ ۵۵۴۔ ۵۵۵۔ ۵۵۶۔ ۵۵۷۔ ۵۵۸۔ ۵۵۹۔ ۵۶۰۔ ۵۶۱۔ ۵۶۲۔ ۵۶۳۔ ۵۶۴۔ ۵۶۵۔ ۵۶۶۔ ۵۶۷۔ ۵۶۸۔ ۵۶۹۔ ۵۷۰۔ ۵۷۱۔ ۵۷۲۔ ۵۷۳۔ ۵۷۴۔ ۵۷۵۔ ۵۷۶۔ ۵۷۷۔ ۵۷۸۔ ۵۷۹۔ ۵۸۰۔ ۵۸۱۔ ۵۸۲۔ ۵۸۳۔ ۵۸۴۔ ۵۸۵۔ ۵۸۶۔ ۵۸۷۔ ۵۸۸۔ ۵۸۹۔ ۵۹۰۔ ۵۹۱۔ ۵۹۲۔ ۵۹۳۔ ۵۹۴۔ ۵۹۵۔ ۵۹۶۔ ۵۹۷۔ ۵۹۸۔ ۵۹۹۔ ۶۰۰۔ ۶۰۱۔ ۶۰۲۔ ۶۰۳۔ ۶۰۴۔ ۶۰۵۔ ۶۰۶۔ ۶۰۷۔ ۶۰۸۔ ۶۰۹۔ ۶۱۰۔ ۶۱۱۔ ۶۱۲۔ ۶۱۳۔ ۶۱۴۔ ۶۱۵۔ ۶۱۶۔ ۶۱۷۔ ۶۱۸۔ ۶۱۹۔ ۶۲۰۔ ۶۲۱۔ ۶۲۲۔ ۶۲۳۔ ۶۲۴۔ ۶۲۵۔ ۶۲۶۔ ۶۲۷۔ ۶۲۸۔ ۶۲۹۔ ۶۳۰۔ ۶۳۱۔ ۶۳۲۔ ۶۳۳۔ ۶۳۴۔ ۶۳۵۔ ۶۳۶۔ ۶۳۷۔ ۶۳۸۔ ۶۳۹۔ ۶۴۰۔ ۶۴۱۔ ۶۴۲۔ ۶۴۳۔ ۶۴۴۔ ۶۴۵۔ ۶۴۶۔ ۶۴۷۔ ۶۴۸۔ ۶۴۹۔ ۶۵۰۔ ۶۵۱۔ ۶۵۲۔ ۶۵۳۔ ۶۵۴۔ ۶۵۵۔ ۶۵۶۔ ۶۵۷۔ ۶۵۸۔ ۶۵۹۔ ۶۶۰۔ ۶۶۱۔ ۶۶۲۔ ۶۶۳۔ ۶۶۴۔ ۶۶۵۔ ۶۶۶۔ ۶۶۷۔ ۶۶۸۔ ۶۶۹۔ ۶۷۰۔ ۶۷۱۔ ۶۷۲۔ ۶۷۳۔ ۶۷۴۔ ۶۷۵۔ ۶۷۶۔ ۶۷۷۔ ۶۷۸۔ ۶۷۹۔ ۶۸۰۔ ۶۸۱۔ ۶۸۲۔ ۶۸۳۔ ۶۸۴۔ ۶۸۵۔ ۶۸۶۔ ۶۸۷۔ ۶۸۸۔ ۶۸۹۔ ۶۹۰۔ ۶۹۱۔ ۶۹۲۔ ۶۹۳۔ ۶۹۴۔ ۶۹۵۔ ۶۹۶۔ ۶۹۷۔ ۶۹۸۔ ۶۹۹۔ ۷۰۰۔ ۷۰۱۔ ۷۰۲۔ ۷۰۳۔ ۷۰۴۔ ۷۰۵۔ ۷۰۶۔ ۷۰۷۔ ۷۰۸۔ ۷۰۹۔ ۷۱۰۔ ۷۱۱۔ ۷۱۲۔ ۷۱۳۔ ۷۱۴۔ ۷۱۵۔ ۷۱۶۔ ۷۱۷۔ ۷۱۸۔ ۷۱۹۔ ۷۲۰۔ ۷۲۱۔ ۷۲۲۔ ۷۲۳۔ ۷۲۴۔ ۷۲۵۔ ۷۲۶۔ ۷۲۷۔ ۷۲۸۔ ۷۲۹۔ ۷۳۰۔ ۷۳۱۔ ۷۳۲۔ ۷۳۳۔ ۷۳۴۔ ۷۳۵۔ ۷۳۶۔ ۷۳۷۔ ۷۳۸۔ ۷۳۹۔ ۷۴۰۔ ۷۴۱۔ ۷۴۲۔ ۷۴۳۔ ۷۴۴۔ ۷۴۵۔ ۷۴۶۔ ۷۴۷۔ ۷۴۸۔ ۷۴۹۔ ۷۵۰۔ ۷۵۱۔ ۷۵۲۔ ۷۵۳۔ ۷۵۴۔ ۷۵۵۔ ۷۵۶۔ ۷۵۷۔ ۷۵۸۔ ۷۵۹۔ ۷۶۰۔ ۷۶۱۔ ۷۶۲۔ ۷۶۳۔ ۷۶۴۔ ۷۶۵۔ ۷۶۶۔ ۷۶۷۔ ۷۶۸۔ ۷۶۹۔ ۷۷۰۔ ۷۷۱۔ ۷۷۲۔ ۷۷۳۔ ۷۷۴۔ ۷۷۵۔ ۷۷۶۔ ۷۷۷۔ ۷۷۸۔ ۷۷۹۔ ۷۸۰۔ ۷۸۱۔ ۷۸۲۔ ۷۸۳۔ ۷۸۴۔ ۷۸۵۔ ۷۸۶۔ ۷۸۷۔ ۷۸۸۔ ۷۸۹۔ ۷۹۰۔ ۷۹۱۔ ۷۹۲۔ ۷۹۳۔ ۷۹۴۔ ۷۹۵۔ ۷۹۶۔ ۷۹۷۔ ۷۹۸۔ ۷۹۹۔ ۸۰۰۔ ۸۰۱۔ ۸۰۲۔ ۸۰۳۔ ۸۰۴۔ ۸۰۵۔ ۸۰۶۔ ۸۰۷۔ ۸۰۸۔ ۸۰۹۔ ۸۱۰۔ ۸۱۱۔ ۸۱۲۔ ۸۱۳۔ ۸۱۴۔ ۸۱۵۔ ۸۱۶۔ ۸۱۷۔ ۸۱۸۔ ۸۱۹۔ ۸۲۰۔ ۸۲۱۔ ۸۲۲۔ ۸۲۳۔ ۸۲۴۔ ۸۲۵۔ ۸۲۶۔ ۸۲۷۔ ۸۲۸۔ ۸۲۹۔ ۸۳۰۔ ۸۳۱۔ ۸۳۲۔ ۸۳۳۔ ۸۳۴۔ ۸۳۵۔ ۸۳۶۔ ۸۳۷۔ ۸۳۸۔ ۸۳۹۔ ۸۴۰۔ ۸۴۱۔ ۸۴۲۔ ۸۴۳۔ ۸۴۴۔ ۸۴۵۔ ۸۴۶۔ ۸۴۷۔ ۸۴۸۔ ۸۴۹۔ ۸۵۰۔ ۸۵۱۔ ۸۵۲۔ ۸۵۳۔ ۸۵۴۔ ۸۵۵۔ ۸۵۶۔ ۸۵۷۔ ۸۵۸۔ ۸۵۹۔ ۸۶۰۔ ۸۶۱۔ ۸۶۲۔ ۸۶۳۔ ۸۶۴۔ ۸۶۵۔ ۸۶۶۔ ۸۶۷۔ ۸۶۸۔ ۸۶۹۔ ۸۷۰۔ ۸۷۱۔ ۸۷۲۔ ۸۷۳۔ ۸۷۴۔ ۸۷۵۔ ۸۷۶۔ ۸۷۷۔ ۸۷۸۔ ۸۷۹۔ ۸۸۰۔ ۸۸۱۔ ۸۸۲۔ ۸۸۳۔ ۸۸۴۔ ۸۸۵۔ ۸۸۶۔ ۸۸۷۔ ۸۸۸۔ ۸۸۹۔ ۸۹۰۔ ۸۹۱۔ ۸۹۲۔ ۸۹۳۔ ۸۹۴۔ ۸۹۵۔ ۸۹۶۔ ۸۹۷۔ ۸۹۸۔ ۸۹۹۔ ۹۰۰۔ ۹۰۱۔ ۹۰۲۔ ۹۰۳۔ ۹۰۴۔ ۹۰۵۔ ۹۰۶۔ ۹۰۷۔ ۹۰۸۔ ۹۰۹۔ ۹۱۰۔ ۹۱۱۔ ۹۱۲۔ ۹۱۳۔ ۹۱۴۔ ۹۱۵۔ ۹۱۶۔ ۹۱۷۔ ۹۱۸۔ ۹۱۹۔ ۹۲۰۔ ۹۲۱۔ ۹۲۲۔ ۹۲۳۔ ۹۲۴۔ ۹۲۵۔ ۹۲۶۔ ۹۲۷۔ ۹۲۸۔ ۹۲۹۔ ۹۳۰۔ ۹۳۱۔ ۹۳۲۔ ۹۳۳۔ ۹۳۴۔ ۹۳۵۔ ۹۳۶۔ ۹۳۷۔ ۹۳۸۔ ۹۳۹۔ ۹۴۰۔ ۹۴۱۔ ۹۴۲۔ ۹۴۳۔ ۹۴۴۔ ۹۴۵۔ ۹۴۶۔ ۹۴۷۔ ۹۴۸۔ ۹۴۹۔ ۹۵۰۔ ۹۵۱۔ ۹۵۲۔ ۹۵۳۔ ۹۵۴۔ ۹۵۵۔ ۹۵۶۔ ۹۵۷۔ ۹۵۸۔ ۹۵۹۔ ۹۶۰۔ ۹۶۱۔ ۹۶۲۔ ۹۶۳۔ ۹۶۴۔ ۹۶۵۔ ۹۶۶۔ ۹۶۷۔ ۹۶۸۔ ۹۶۹۔ ۹۷۰۔ ۹۷۱۔ ۹۷۲۔ ۹۷۳۔ ۹۷۴۔ ۹۷۵۔ ۹۷۶۔ ۹۷۷۔ ۹۷۸۔ ۹۷۹۔ ۹۸۰۔ ۹۸۱۔ ۹۸۲۔ ۹۸۳۔ ۹۸۴۔ ۹۸۵۔ ۹۸۶۔ ۹۸۷۔ ۹۸۸۔ ۹۸۹۔ ۹۹۰۔ ۹۹۱۔ ۹۹۲۔ ۹۹۳۔ ۹۹۴۔ ۹۹۵۔ ۹۹۶۔ ۹۹۷۔ ۹۹۸۔ ۹۹۹۔ ۱۰۰۰۔ ۱۰۰۱۔ ۱۰۰۲۔ ۱۰۰۳۔ ۱۰۰۴۔ ۱۰۰۵۔ ۱۰۰۶۔ ۱۰۰۷۔ ۱۰۰۸۔ ۱۰۰۹۔ ۱۰۱۰۔ ۱۰۱۱۔ ۱۰۱۲۔ ۱۰۱۳۔ ۱۰۱۴۔ ۱۰۱۵۔ ۱۰۱۶۔ ۱۰۱۷۔ ۱۰۱۸۔ ۱۰۱۹۔ ۱۰۲۰۔ ۱۰۲۱۔ ۱۰۲۲۔ ۱۰۲۳۔ ۱۰۲۴۔ ۱۰۲۵۔ ۱۰۲۶۔ ۱۰۲۷۔ ۱۰۲۸۔ ۱۰۲۹۔ ۱۰۳۰۔ ۱۰۳۱۔ ۱۰۳۲۔ ۱۰۳۳۔ ۱۰۳۴۔ ۱۰۳۵۔ ۱۰۳۶۔ ۱۰۳۷۔ ۱۰۳۸۔ ۱۰۳۹۔ ۱۰۴۰۔ ۱۰۴۱۔ ۱۰۴۲۔ ۱۰۴۳۔ ۱۰۴۴۔ ۱۰۴۵۔ ۱۰۴۶۔ ۱۰۴۷۔ ۱۰۴۸۔ ۱۰۴۹۔ ۱۰۵۰۔ ۱۰۵۱۔ ۱۰۵۲۔ ۱۰۵۳۔ ۱۰۵۴۔ ۱۰۵۵۔ ۱۰۵۶۔ ۱۰۵۷۔ ۱۰۵۸۔ ۱۰۵۹۔ ۱۰۶۰۔ ۱۰۶۱۔ ۱۰۶۲۔ ۱۰۶۳۔ ۱۰۶۴۔ ۱۰۶۵۔ ۱۰۶۶۔ ۱۰۶۷۔ ۱۰۶۸۔ ۱۰۶۹۔ ۱۰۷۰۔ ۱۰۷۱۔ ۱۰۷۲۔ ۱۰۷۳۔ ۱۰۷۴۔ ۱۰۷۵۔ ۱۰۷۶۔ ۱۰۷۷۔ ۱۰۷۸۔ ۱۰۷۹۔ ۱۰۸۰۔ ۱۰۸۱۔ ۱۰۸۲۔ ۱۰۸۳۔ ۱۰۸۴۔ ۱۰۸۵۔ ۱۰۸۶۔ ۱۰۸۷۔ ۱۰۸۸۔ ۱۰۸۹۔ ۱۰۹۰۔ ۱۰۹۱۔ ۱۰۹۲۔ ۱۰۹۳۔ ۱۰۹۴۔ ۱۰۹۵۔ ۱۰۹۶۔ ۱۰۹۷۔ ۱۰۹۸۔ ۱۰۹۹۔ ۱۱۰۰۔ ۱۱۰۱۔ ۱۱۰۲۔ ۱۱۰۳۔ ۱۱۰۴۔ ۱۱۰۵۔ ۱۱۰۶۔ ۱۱۰۷۔ ۱۱۰۸۔ ۱۱۰۹۔ ۱۱۱۰۔ ۱۱۱۱۔ ۱۱۱۲۔ ۱۱۱۳۔ ۱۱۱۴۔ ۱۱۱۵۔ ۱۱۱۶۔ ۱۱۱۷۔ ۱۱۱۸۔ ۱۱۱۹۔ ۱۱۲۰۔ ۱۱۲۱۔ ۱۱۲۲۔ ۱۱۲۳۔ ۱۱۲۴۔ ۱۱۲۵۔ ۱۱۲۶۔ ۱۱۲۷۔ ۱۱۲۸۔ ۱۱۲۹۔ ۱۱۳۰۔ ۱۱۳۱۔ ۱۱۳۲۔ ۱۱۳۳۔ ۱۱۳۴۔ ۱۱۳۵۔ ۱۱۳۶۔ ۱۱۳۷۔ ۱۱۳۸۔ ۱۱۳۹۔ ۱۱۴۰۔ ۱۱۴۱۔ ۱۱۴۲۔ ۱۱۴۳۔ ۱۱۴۴۔ ۱۱۴۵۔ ۱۱۴۶۔ ۱۱۴۷۔ ۱۱۴۸۔ ۱۱۴۹۔ ۱۱۵۰۔ ۱۱۵۱۔ ۱۱۵۲۔ ۱۱۵۳۔ ۱۱۵۴۔ ۱۱۵۵۔ ۱۱۵۶۔ ۱۱۵۷۔ ۱۱۵۸۔ ۱۱۵۹۔ ۱۱۶۰۔ ۱۱۶۱۔ ۱۱۶۲۔ ۱۱۶۳۔ ۱۱۶۴۔ ۱۱۶۵۔ ۱۱۶۶۔ ۱۱۶۷۔ ۱۱۶۸۔ ۱۱۶۹۔ ۱۱۷۰۔ ۱۱۷۱۔ ۱۱۷۲۔ ۱۱۷۳۔ ۱۱۷۴۔ ۱۱۷۵۔ ۱۱۷۶۔ ۱۱۷۷۔ ۱۱۷۸۔ ۱۱۷۹۔ ۱۱۸۰۔ ۱۱۸۱۔ ۱۱۸۲۔ ۱۱۸۳۔ ۱۱۸۴۔ ۱۱۸۵۔ ۱۱۸۶۔ ۱۱۸۷۔ ۱۱۸۸۔ ۱۱۸۹۔ ۱۱۹۰۔ ۱۱۹۱۔ ۱۱۹۲۔ ۱۱۹۳۔ ۱۱۹۴۔ ۱۱۹۵۔ ۱۱۹۶۔ ۱۱۹۷۔ ۱۱۹۸۔ ۱۱۹۹۔ ۱۲۰۰۔ ۱۲۰۱۔ ۱۲۰۲۔ ۱۲۰۳۔ ۱۲۰۴۔ ۱۲۰۵۔ ۱۲۰۶۔ ۱۲۰۷۔ ۱۲۰۸۔ ۱۲۰۹۔ ۱۲۱۰۔ ۱۲۱۱۔ ۱۲۱۲۔ ۱۲۱۳۔ ۱۲۱۴۔ ۱۲۱۵۔ ۱۲۱۶۔ ۱۲۱۷۔ ۱۲۱۸۔ ۱۲۱۹۔ ۱۲۲۰۔ ۱۲۲۱۔ ۱۲۲۲۔ ۱۲۲۳۔ ۱۲۲۴۔ ۱۲۲۵۔ ۱۲۲۶۔ ۱۲۲۷۔ ۱۲۲۸۔ ۱۲۲۹۔ ۱۲۳۰۔ ۱۲۳۱۔ ۱۲۳۲۔ ۱۲۳۳۔ ۱۲۳۴۔ ۱۲۳۵۔ ۱۲۳۶۔ ۱۲۳۷۔ ۱۲۳۸۔ ۱۲۳۹۔ ۱۲۴۰۔ ۱۲۴۱۔ ۱۲۴۲۔ ۱۲۴۳۔ ۱۲۴۴۔ ۱۲۴۵۔ ۱۲۴۶۔ ۱۲۴۷۔ ۱۲۴۸۔ ۱۲۴۹۔ ۱۲۵۰۔ ۱۲۵۱۔ ۱۲۵۲۔ ۱۲۵۳۔ ۱۲۵۴۔ ۱۲۵۵۔ ۱۲۵۶۔ ۱۲۵۷۔ ۱۲۵۸۔ ۱۲۵۹۔ ۱۲۶۰۔ ۱۲۶۱۔ ۱۲۶۲۔ ۱۲۶۳۔ ۱۲۶۴۔ ۱۲۶۵۔ ۱۲۶۶۔ ۱۲۶۷۔ ۱۲۶۸۔ ۱۲۶۹۔ ۱۲۷۰۔ ۱۲۷۱۔ ۱۲۷۲۔ ۱۲۷۳۔ ۱۲۷۴۔ ۱۲۷۵۔ ۱۲۷۶۔ ۱۲۷۷۔ ۱۲۷۸۔ ۱۲۷۹۔ ۱۲۸۰۔ ۱۲۸۱۔ ۱۲۸۲۔ ۱۲۸۳۔ ۱۲۸۴۔ ۱۲۸۵۔ ۱۲۸۶۔ ۱۲۸۷۔ ۱۲۸۸۔ ۱۲۸۹۔ ۱۲۹۰۔ ۱۲۹۱۔ ۱۲۹۲۔ ۱۲۹۳۔ ۱۲۹۴۔ ۱۲۹۵۔ ۱۲۹۶۔ ۱۲۹۷۔ ۱۲۹۸۔ ۱۲۹۹۔ ۱۳۰۰۔ ۱۳۰۱۔ ۱۳۰۲۔ ۱۳۰۳۔ ۱۳۰۴۔ ۱۳۰۵۔ ۱۳۰۶۔ ۱۳۰۷۔ ۱۳۰۸۔ ۱۳۰۹۔ ۱۳۱۰۔ ۱۳۱۱۔ ۱۳۱۲۔ ۱۳۱۳۔ ۱۳۱۴۔ ۱۳۱۵۔ ۱۳۱۶۔ ۱۳۱۷۔ ۱۳۱۸۔ ۱۳۱۹۔ ۱۳۲۰۔ ۱۳۲۱۔ ۱۳۲۲۔ ۱۳۲۳۔ ۱۳۲۴۔ ۱۳۲۵۔ ۱۳۲۶۔ ۱۳۲۷۔ ۱۳۲۸۔ ۱۳۲۹۔ ۱۳۳۰۔ ۱۳۳۱۔ ۱۳۳۲۔ ۱۳۳۳۔ ۱۳۳۴۔ ۱۳۳۵۔ ۱۳۳۶۔ ۱۳۳۷۔ ۱۳۳۸۔ ۱۳۳۹۔ ۱۳۴۰۔ ۱۳۴۱۔ ۱۳۴۲۔ ۱۳۴۳۔ ۱۳۴۴۔ ۱۳۴۵۔ ۱۳۴۶۔ ۱۳۴۷۔ ۱۳۴۸۔ ۱۳۴۹۔ ۱۳۵۰۔ ۱۳۵۱۔ ۱۳۵۲۔ ۱۳۵۳۔ ۱۳۵۴۔ ۱۳۵۵۔ ۱۳۵۶۔ ۱۳۵۷۔ ۱۳۵۸۔ ۱۳۵۹۔ ۱۳۶۰۔ ۱۳۶۱۔ ۱۳۶۲۔ ۱۳۶۳۔ ۱۳۶۴۔ ۱۳۶۵۔ ۱۳۶۶۔ ۱۳۶۷۔ ۱۳۶۸۔ ۱۳۶۹۔ ۱۳۷۰۔ ۱۳۷۱۔ ۱۳۷۲۔ ۱۳۷۳۔ ۱۳۷۴۔ ۱۳۷۵۔ ۱۳۷۶۔ ۱۳۷۷۔ ۱۳۷۸۔ ۱۳۷۹۔ ۱۳۸۰۔ ۱۳۸۱۔ ۱۳۸۲۔ ۱۳۸۳۔ ۱۳۸۴۔ ۱۳۸۵۔ ۱۳۸۶۔ ۱۳۸۷۔ ۱۳۸۸۔ ۱۳۸۹۔ ۱۳۹۰۔ ۱۳۹۱۔ ۱۳۹۲۔ ۱۳۹۳۔ ۱۳۹۴۔ ۱۳۹۵۔ ۱۳۹۶۔ ۱۳۹۷۔ ۱۳۹۸۔ ۱۳۹۹۔ ۱۴۰۰۔ ۱۴۰۱۔ ۱۴۰۲۔ ۱۴۰۳۔ ۱۴۰۴۔ ۱۴۰۵۔ ۱۴۰۶۔ ۱۴۰۷۔ ۱۴۰۸۔ ۱۴۰۹۔ ۱۴۱۰۔ ۱۴۱۱۔ ۱۴۱۲۔ ۱۴۱۳۔ ۱۴۱۴۔ ۱۴۱۵۔ ۱۴۱۶۔ ۱۴۱۷۔ ۱۴۱۸۔ ۱۴۱۹۔ ۱۴۲۰۔ ۱۴۲۱۔ ۱۴۲۲۔ ۱۴۲۳۔ ۱۴۲۴۔ ۱۴۲۵۔ ۱۴۲۶۔ ۱۴۲۷۔ ۱۴۲۸۔ ۱۴۲۹۔ ۱۴۳۰۔ ۱۴۳۱۔ ۱۴۳۲۔ ۱۴۳۳۔ ۱۴۳۴۔ ۱۴۳۵۔ ۱۴۳۶۔ ۱۴۳۷۔ ۱۴۳۸۔ ۱۴۳۹۔ ۱۴۴۰۔ ۱۴۴۱۔ ۱۴۴۲۔ ۱۴۴۳۔ ۱۴۴۴۔ ۱۴۴۵۔ ۱۴۴۶۔ ۱۴۴۷۔ ۱۴۴۸۔ ۱۴۴۹۔ ۱۴۵۰۔ ۱۴۵۱۔ ۱۴۵۲۔ ۱۴۵۳۔ ۱۴۵۴۔ ۱۴۵۵۔ ۱۴۵۶۔ ۱۴۵۷۔ ۱۴۵۸۔ ۱۴۵۹۔ ۱۴۶۰۔ ۱۴۶۱۔ ۱۴۶۲۔ ۱۴۶۳۔ ۱۴۶۴۔ ۱۴۶۵۔ ۱۴۶۶۔ ۱۴۶۷۔ ۱۴۶۸۔ ۱۴۶۹۔ ۱۴۷۰۔ ۱۴۷۱۔ ۱۴۷۲۔ ۱۴۷۳۔ ۱۴۷۴۔ ۱۴۷۵۔ ۱۴۷۶۔ ۱۴۷۷۔ ۱۴۷۸۔ ۱۴۷۹۔ ۱۴۸۰۔ ۱۴۸۱۔ ۱۴۸۲۔ ۱۴

منزعمہ ائمہ کی موجودگی میں ضرر و ج کفریہ اعلویٰ

شیعیت کے دھاندلہ ائمہ کو معصوم اور مومنین اللہ قرار دیا گیا ہے۔
 امام منصوبین کے بغیر جہاد علی اللہ یعنی دونوں حرام ہیں۔ چنانچہ مجلسی نے بھار
 الانوار میں احادیث رسول و ائمہ اس کے متعلق نقل کی ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے کہ بابت
 کرنا ایماء و ائمہ کے سوا اس لئے دھمروں کا کام نہیں بلکہ جہاد و حرام ہے۔ کہ وہ
 حجت منصوب من اللہ کو پہچانتے نہیں۔ نہ ضعیف شیعوں یا اہل باطل
 کے حق میں قتلہ ہونے سے بچ سکتے ہیں۔ اور اس لئے بھی ناجائز ہے کہ
 جہاد بالقلم سے انہما دین ہوتا ہے۔ حالانکہ شیعوں کے ہاں انہما دین کی نہایت
 اور اتھا تھے دین کا حکم ہے۔ جیسا کہ اصول کافی میں امام جعفر صادق کی یہ
 حدیث ہے۔

انکثر علی دین من کثر اعزواللہ ومن
 انزعہ اذلہ اللہ (ص ۳۴)۔ یہ تک تم یک ایسے دین پر جس نے
 اسے پوشیدہ رکھا۔ اللہ نے اسے عزت دی۔ اور جس نے اسے ظاہر کیا۔
 اللہ نے اسے ذلیل کیا۔ ۱۱

۱۲۔ اس کا فائدہ شیعہ مولیٰ خود کر لیں کہ جو کچھ کہہ رہے ہیں صحیح کر کے میں یا غلط کر رہے ہیں جو
 کتابچہ کہتے وقت امام نے یہ بات کہ بہتر پہلو پوشیدہ کر لیں جو چاہے کلام جلیل
 فرماتے ہیں۔ ان لا کلمہ علی سبعین وجہانی کلمہ النجی و عن الہدایت قال سمعت
 ابا عبد اللہ علیہ السلام یقول ان لا کلمہ بالکلمۃ الاحادۃ لہا
 سبعون وجہا ان شئت اخذت کذا فان شئت اخذت کذا بحالہا
 الاصل ثلثۃ مولیٰ دین علی مجتہدین (۱۳)۔ مائتہ و پندرہ

امام ششم جعفر صادق	زید بن علی بن ۱۳۱ کوفہ میں عرض کیا۔	بنو امیہ بن ابی اسلم
۱۳۱ ق فناء ۳۱۳	علاء قاضی ۱۳۵ مدینہ میں اہل بیت پر حید اللہ سے بصو میں	بنو امیہ بن جعفر بن جاسی
۱۳۱ ق فناء ۳۱۳	محمد بن علی ۱۳۲ خراسان میں	بنو امیہ بن محمد بن جاسی
۱۳۱ ق فناء ۳۱۳	حید بن محمد بن علی ۱۳۲ مدینہ میں	موسیٰ بن جاسی
۱۳۱ ق فناء ۳۱۳	عبدیس ۱۳۳ مصر میں اہل بیت پر حید اللہ سے	دارون بن رشید
۱۳۱ ق فناء ۳۱۳	محمد سیمان ۱۳۴ مدینہ میں اہل بیت پر حید اللہ سے	دارون بن رشید
۱۳۱ ق فناء ۳۱۳	کوفہ میں، محمد بن جعفر ۱۳۵ مدینہ میں اہل بیت پر حید اللہ سے	دارون بن رشید
۱۳۱ ق فناء ۳۱۳	علی بن حسین ۱۳۶ مدینہ میں اہل بیت پر حید اللہ سے	دارون بن رشید
۱۳۱ ق فناء ۳۱۳	صادق ۱۳۷ مدینہ میں اہل بیت پر حید اللہ سے	دارون بن رشید
۱۳۱ ق فناء ۳۱۳	جعفر ۱۳۸ مدینہ میں اہل بیت پر حید اللہ سے	دارون بن رشید
۱۳۱ ق فناء ۳۱۳	محمد بن علی بن احمد ۱۳۹ مدینہ میں	دارون بن رشید
۱۳۱ ق فناء ۳۱۳	محمد بن علی بن احمد ۱۴۰ مدینہ میں	دارون بن رشید

قیامیہ امام جعفر علیہ السلام فرماتے ہیں بے شک میں ستر پیور کو کہہ بات
 کرتا ہوں پر پیور سے نکل جانے کا موقعہ قبل ہے۔ ابو بصیر سے بھی روایت ہے
 کہ میں نے امام جعفر سے سنا کہ آپ فرماتے ہیں کہ میں جب کوئی کلام کہتا ہوں۔
 تو اس میں ستر ہادیہ کہہ لیتا ہوں۔ چاہوں تو اس پیور کو اختیار کروں۔ اور جب چاہوں
 اس پیور کروں۔ یہ کلام ہے ممنوع التقیام کا۔ اور ماوراء التیمہ کا کیا پوچھنا۔

نقشہ مندرجہ صدر کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ پانچ منزعوں میں
کے نام میں تقریباً چالیس حلیوں نے خروج کیا۔ اور بارہ خلفائے اسلام
کی خلافت میں یہ خروج ہوئے اگر ان لوگوں نے اپنی مرضی سے یہ خروج
کیے تو یہ لوگ آئمہ کے افسران اور باغی تھے۔ اور اگر آئمہ کی مرضی سے خروج
کئے تو آئمہ نے خود ان کا ساتھ کیوں نہ دیا۔

اگر وہ پس منظر ہیں یہ کہ مسلمانوں کو مسلمانوں کے خلاف لڑانے تھے
تو وہ کون سی نہیں تھی؟ کیا یہ مخالفت نہ تھی بلکہ پھر اس بات کو بھی پیش نظر
رکھیے کہ ان آئمہ کے ساتھ لڑنے والے دشمن کون سا بڑا سلوک کیا تھا۔
اگر کہا جاتے کہ خلفائے وقت ان آئمہ کو درپردہ تکلیفیں پہنچاتے تھے

تو اس سے بڑا جھوٹ دنیا میں آج تک نہیں بولا گیا یہ غلطائے اسلام وہ
 خلیل القدر لہاں ملے۔ اسی سبط و شوکت کے مائے حقے، جو
 قیصر و کسریٰ ملک کو کتے کے نام سے پکارتے تھے پھر اپنے ملک کے
 چند سر پھرے باغیوں سے انہیں کیا خوف ہو سکتا تھا کہ انہیں دہرہ
 تو تکلیفیں پہنچاتے رہے اور بظاہر ان کی خدمت کرتے رہے۔
 صرف علوی ہی ہمارے کھوں خرچ کرتے رہے۔

اس سوال کا جواب صرف ادب و بیعت کی سہولت ہی نہ سکنے والا ہے۔ اور
 اسے دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔
 ۱۔ یہودیوں کے گھر جوڑنے جن تعلیمات و عقائد کا یہ سہولت تیار کیا تھا۔ وہ سب
 مفروضہ اہل بیت کے گرد گھومتا تھا اور وہی لوگ ہمارے ان سادہ لوح علویوں
 کو گھیر کر غلات موتہ کے خلاف خرچ کرتے رہے اور غلطائے وقت
 کی بابت چٹم پوشی، افلاس ہلکہ دم و کرم کے جذبات اور معالیاں انہیں
 ہمارے فروغ کرنے کی سمیت دلتی رہیں۔

۲۔ قانون قدرت کی طرف سے ان لوگوں کے باطن نظریات پر ایک تار یا شے
 جو انہیں صرف لولہ ملی ہوئے کی وجہ سے واجب انتظیم سمجھتے ہیں کہ تم جن
 لوگوں کو اہل بیت کے نام سے پکارتے ہو ان کے سامنے بچے ہمارے جو وہ
 دین سے کس قدر بے گارہ اور کراہ کے لحاظ سے کس قدر گھٹیا تھے۔ اور
 کھکریں۔

شیعوں کے دہانہ دہ مزہورہ اکثر کے متعلق اہل سنت کا عقیدہ

یہ نامی گود حنیف کے بعد اہل تشیع کے کائنات مزہورہ آئمہ ہادی نظریوں
 میں لہ لہ وقت کے اہم ترین شوقیتوں کے حامل عابد و زاہد و عابد و عابد

علم و فضل بزرگ تھے۔ وہ لوگ خلفائے وقت کے قائل اور مددگار تھے اور مسلمانوں کے
 ہمد و داد تمام مسلمانوں کے قابل تعظیم بزرگ تھے۔ خلفائے وقت انہیں نہایت
 عزت کی نظر سے دیکھتے تھے۔ یہاں تک کہ حضرت موسیٰ بن جعفر کو امیر المومنین
 اماموں جمہوری نے تمام عباسیوں کو نڈاؤں کر کے اپنا ولی عہد مقرر کیا۔

خلافت موقتہ

ہمارے سامنے اس وقت ۶۰ سے ۵۰ تک یعنی ۱۰ مہتری سالوں
 کی تاریخ ہے۔ یہ عرصہ خلفائے سادات، نوامیتہ اور خلفائے سادات بنو عباس
 کا وہ سب سے زیادہ بے خبریوں میں ہمیں ملتی توقعات کے المٹ کارنامے بھی
 نظر آتے ہیں اور علوم و فنون کے تخلیقی نظام بھی بلکہ یہ کہا جائے کہ تاریخ تمام
 سے گریز ۱۰ سال لکھ دیکھ جائیں۔ تو اس طرح وضع کی تاریخ میں
 تہذیب و تمدن، معاشیت، اور انسانی ترقی کا وجود تو سکندران کا کہیں
 سراخ بھی نہیں ملے گا تو بجا ہے کہ نبی علیہ السلام نے جو دین پیش کیا۔
 صواب کریم نے جس دین کی تبلیغ لوائی، خلفائے راشدین نے جس دین کی خدمت
 کی اس دین کی آبیاری اسی دین میں ہوئی۔ عقلمند رسول اللہ کے لئے جوئے دین
 کے جہنستان کے پیر اسی زمانے میں بارگاہ ہوئے۔ بلا تفریق مذہب و ملت معلوم دین
 کے لئے جیسی حد حقیقی طور پر راحوں، آسانوں اور شادمانیوں کا وعدہ تھا۔

اگر اس دین میں کسی طرف سے کوئی بد مزگی، بے لطفی ہے اگر اسی، ظہری یا
 بدکرداری کی جنبش یا حرکت ہوئی۔ تو ان سب کا سرچشمہ ہمیں مولاد علی کے وجود
 میں ملتا ہے۔ ان ۱۰ سالوں میں کم و بیش ۶۵ علویوں نے خروج کئے یعنی اوصیا
 راشدہ ہمارے حال کے عرصہ میں ایک علوی نے خروج کیا ان میں سے چند ایسے
 بھی تھے جو علم و فضل کے بلند مقامات کے حامل تھے۔ مگر یہود و نجوس کے
 آمیزش نے انہیں طرح طرح کے ہنر باغ دکھا کر خروج پر گمانہ کیا۔ بعض اپنی ہتھولی

سے اس دشمن گروہ کے مدد کرنے سے آمانہ فروغ ہوئے ان میں سے بعض
 عین بغاوت کے دوران مارے گئے۔ بعض نے تو یہ قتل کی بلادہ فریخ دل
 خلفاء لے اپنی سریشیوں سے صرف معاف ہی نہ کیا بلکہ خلعوں سے لواز کر
 رخصت کیا۔ بعض روپوش ہو گئے۔ بعض کو معمولی سنوٹس کے بعد چھوڑ دیا گیا۔
 آج مخالفین کی طرف سے خلفائے رسالت بنو امیہ یا خلفائے سادات بنو عباس
 کے خلاف جو ناشر طائی اور سو قیادانانہ کے اعتراض کئے جاتے ہیں، ان معترضین
 کو اتنی عقل بھی نہیں کہ گروہ لگ اولاد علیؑ کے اس قدم دشمن تھے۔ تو ان علویوں کو
 بابائے جبروت کیسے ہوتی رہی۔ اور پھر علویوں کا اس طرح قتل عام ہوتا کہ آج یہ لاکھوں
 علوی کہاں سے نمودار ہو گئے۔ شیعیت نے اپنے روحانی دست و چنگ کی تیار کردہ
 سازش کو اپنا کر جس طرح ان پاک باز بندوں کے خلاف نہروستانی کی سب سے یہ تاریخ
 کا ایک اندوہناک باب ہے اور لطف یہ کہ تمام مروجہ تاریخوں میں وہ تمام واقعات
 موجود ہیں جو کتبہ صفحات میں پیچھے کئے جا رہے ہیں۔ مگر کسی اللہ کے بندے
 نے اس طرف توجہ کی ہی نہیں۔ لے دے کہ ان لوگوں کے پاس جملہ مصنیع اور
 کرپلا، علیؑ و معاویہؓ اور حسنینؓ و زینبہؓ کی ان کی خود تیار کردہ جھوٹی روایتیں نہ لگی ہیں۔
 بعض ایسی باتیں جو ایک ہی تاریخ کی کتاب میں دھوڑ توں میں موجود
 ہیں اور پہلی صورت کو دلائل و براہین کی بھرپور تائید حاصل ہے، اور اسی مسئلے
 کی دوسری صورت کسی دوسرے مقام پر کسی جگہ ہے۔ کہ اخیر ایسی کتاب میں
 مرقوم ہے جن کا مطلب صاف طور پر یہ ہے کہ دوسری صورت مؤرخ کی
 اپنی طبع نام ہے یا تسامح ہے یا حصول ہے یا اس کی عصبیت ہے۔ مگر حوام
 میں دوسری شکل صورت اس طرح رواج پذیر ہو چکی ہے کہ اصل صورت
 کو بالکل بھلا دیا گیا ہے۔ الحوب کا واقعہ طبری اور ابن خلدون کے واقعہ جاست
 سے نہ شبہ میں بیان کیا جا چکا ہے۔
 اسی طرح قادیانی عقائد کی شہادت کا واقعہ ہے تاریخیں پکار پکار کر کہہ

مہدی امیر محمد اللہ قط کا دعویٰ ہندوستان

محمد اللہ قط (نفس نرکیہ) بن عبد اللہ بن حسن مشی بن الحسن بن علی بن سیدنا حسن کی اولاد سے سب سے پہلے انہوں نے خروج کیا اور اولاد علی میں سے سب سے پہلے انہوں نے مہدی ہونے کا بلکہ قبول و انصاف نبی ہونے کا دعویٰ کیا۔ بنان سے ملے تھے، مگر نہایت کثرت و تکرار سے یہاں تک کہ سیاسی فعالین خوب جانتے تھے۔ ان کے دو احسن مشن سیدنا حسین کے ولادت سے۔ ان کی زوجہ کا نام فاطمہ تھا مگر ملائیں ابو حسان ان کا ماموں بچا کر لے گیا۔ کوفہ میں لے جا کر ملاح کیا جب ہندوستان پہنچے تو دیرینہ چلے آئے۔ (مقام مسقط العظمیٰ ارشاد) احیاء من الشہادۃ، مقال الطالبین ص ۱۰۹، تاریخ التواریخ جلد ۸، الاممۃ الطالب ص ۹۰، پر ان کے حالات ہیں۔ حسن مٹنے کے بیٹے نجیب الطرفین ہونے کی بنا پر عبد اللہ الخوض کہلاتے تھے۔ سیاسی اقتدار حاصل کرنے کے بڑے ہر پوس تھے جب عباسی تحریک کے ایک داعی کا قاصد امام ابراہیم عباسی کی خدمت میں حاضر ہوا، اطلاع دی کہ خراسان میں آپ کی بیعت سے ان کی بے ادب کے لئے لشکر فراہم ہو گئے ہیں (محمد طالب) تو عبد اللہ الخوض نے حسد کی وجہ سے اموی خلیفہ کو اطلاع دیدی اور ساتھ ہی یہ بھی لکھا کہ میں اس کاروائی سے بری الذمہ ہوں۔ چنانچہ عبد اللہ الخوض کو اس چغلی کے صلہ میں اموی خلیفہ نے دس ہزار دینار عطا کئے۔ (مقال الطالبین ص ۹۰، ص ۹۱، ص ۹۲) عباسی امام گرفتار کئے گئے اور ان کے تمام بھائی بھتیجے جو تھیں چوبیس تھے۔ گرفتار کر کے حیرہ کے مقام پر نظر بند کر دیئے گئے اس کے چند دن بعد ابو الجاس ہمدانی اسحاق کے ساتھ ہجرت ہو گئی۔

امام غلام فرید علی محمد

یہ شخص عباسیوں کا داعی تھا مگر چاہتا تھا کہ خلافت علویوں کو ملے مگر اس کے ساتھ اس کے ملاح، قہر البایا ص ۱۲، اس نے عباسیوں اور علویوں کو ایک جگہ جمع کرنے کا اندیشہ کیا تھا مگر

ہی کسی ایک کو اپنے میں سے خلیفہ مقرر کر لیں جیسا تو پہلے ہی اس کے پاس
موجود تھے۔ اس نے علویوں میں سے تین اہم اشخاص کو بلائے کیٹے اپنا
معتبر بھیجا۔

جناب جعفر الصادقؑ کے پاس جب یہ ثالثہ پہنچا تو انہوں نے یہ کہہ کر خط لینے
سے انکار کر دیا کہ جو کلمہ سے ہملا کوئی تعلق نہیں (حمزة المطالب فی انصاب آل ابی طالب)
مومن علی بن حسینؑ نے یہ کہہ کر خط لینے سے انکار کر دیا کہ میں اسے جانتا ہی نہیں جو اللہ
الحض نے خط لے لیا اور جعفر الصادقؑ کے پاس پہنچ کر خط کا مضمون گونگر کر دیا۔ جناب
جعفر نے فرمایا وہ تمہارا داعی نہیں تم نے کب اسے ظراسان بھیجا کب اپنے داعیوں
کا لباس سیاہ مقرر کیا وہ تم ان لوگوں کو پہناتے ہو۔ زوق کو جانتے ہیں عبد اللہ جناب
جعفر کی اس صاف گوئی پر حیران ہو گئے اور زوق کے لئے اور نہ ہی جواب نکھا۔
سایوں کی وضع کردہ ایسی ہی ایک اور روایت ہے کہ انتخاب خلیفہ کے لئے
مشرقی خاندان دونوں کا ایک عہدہ ہوا جس میں علویوں کی طرف سے جعفر (صادق)ؑ عبد اللہ
الحض امان کے بیٹے محمد الاقط (نفس الزکیہ) اور عباسیوں کی طرف سے ابو جعفر المنصور
تھے جب محمد الاقط کا نام لیا گیا تو جعفر الصادقؑ نے کہا آپ لوگ غلطی کر رہے ہیں
خلافت تو زوق کا واسطہ ہے۔ (ابو جعفر المنصور جیسا کہ اس وقت زوق کا
پہنے ہوئے تھے۔) یہ روایات صحیح ہیں یا غلط۔ مگر اس بات سے کسی کو نہ کچھ
نہیں کہ جیسا کہ ولایت محمد الاقط کی پیدائش سے پہلے شروع ہو چکی تھی۔ ابتر
جب ابو جعفر المنصور عباسی خلیفہ منتخب ہوئے تو عبد اللہ بن الحسن اپنی چلیں کی وجہ
سے سخت شرمندہ تھے۔ مگر خلافت عباسیہ کے قیام کے بعد جب وہ ابو العباس بن
محمد جعفر المنصور کو شیروند والی کھانا سے مودم کرتے ہیں۔ اتفاق و فوری کی مقدار کا نیک
سکوت ہے۔ ابو جعفر صاحب کے معاملہ میں بڑے سوت تھے۔ بخیہ عدل کو حقیر کے حد پر
وفاق تھے ہیں مگر وہ ان کے زمانہ میں مذہب کے بیٹے حسن مدینہ کے گورنر تھے۔ من کی دیکھو اتنی
کلام جہاں باس جہاں کے نکاح میں تھیں۔

دیکھا کہ میری ماں ایسی تھیں میری دادی ایسی تھیں۔ اور سب سے اہم بات یہ کہ انہوں نے اس خط میں تسلیم کیا کہ اب طالب بحالت کفر مرا تھا۔ آج جو شیخ اب طالب کو مسلمان کہہ رہے ہیں وہ غور کریں یہ عباسی خلیفہ اور محمد لار قلعہ کے درمیان یہ خط و کتابت نسل تعلیموں اور طعنہ زنی کی نوک چھونک کے سوا کچھ نہیں اس خط و کتابت کو متعدد مؤرخین نے نقل کیا ہے۔

اس کے بعد ۱۴۴۵ھ میں محمد لار قلعہ نے یکایک خود راج کر دیا عباسی خلیفہ نے یحییٰ بن موسیٰ عباسی کی سرکردگی میں ایک لشکر بھیجا۔ سالار شکر نے خلیفہ کی ہدایت کے مطابق اعلان کیا۔

”اے اہل مدینہ تمہارا خون بہانا ہمارے لئے حرام ہے۔ جو لوگ تم میں سے اپنے آپ ہمارے پاس چلے آئیں وہ مدینہ سے باہر چلے جائیں۔ جو اپنے گھروں میں بیٹھے رہیں اور جو ہتھیار رکھ دیں انہیں پھانسی دے دیں۔ ہم صرف محمد لار قلعہ کو گرفتار کر کے امیر المومنین کے حوض میں پھینک کرنا چاہتے ہیں۔“

چنانچہ اس اعلان پر ان کے بہت سے ساتھی ہلاک ہو گئے۔ حتیٰ کہ ان کے ہمراہی حیدر اللہ اور دوسرے ان کے بہت سے ساتھی ان سے الگ ہو گئے۔ حیدر اللہ الحسینی شروع سے ان کے فروع کے خلاف تھے اور محمد لار قلعہ نے قسم کھا رکھی تھی جہاں سے پلاں کا قتل کر دوں گا (رحمۃ الطالب ص ۲۰۸) انہیں عباسی خلیفہ نے مدائن میں اٹھائی بلکہ جلیلا دہا کی عطا کی تھی (رحمۃ الطالب ص ۲۰۸) اجماعیت کے مقام پر جنگ ہوئی محمد لار قلعہ کے ایک ساتھی نے بھاگ جانے کا مشورہ دیا مگر آپ میدان میں ڈٹے رہے اور مقتول ہوئے۔

کسی آدمی نے خلیفہ منصور کے سامنے کہا کہ محمد لار قلعہ میدان تمل سے ہٹ گئے تھے خلیفہ نے کہا ہرگز نہیں ہم اہل بیت میدان چھوڑ کر بھاگا نہیں کرتے (مرا ابیہ ص ۹۰ ص ۱۰۰)

محمد لار قلعہ کے چھ بیٹے اور دو بیٹیاں فاطمہ اور زینب تھیں زینب پہلے

محمد بن عبد اللہ السفارح کے نکاح میں تھی۔ ان کے مرنے کے بعد عیسیٰ بن علی بن عبد اللہ بن الجہاس کے نکاح میں آئیں (کتاب نسب قریش ص ۵۵)۔
 اس تمام آئینہ کے در بیان جناب جعفر (الصالح) نے کسی بات میں کوئی جھوٹ نہ لیا۔ وہ پہلے ہی ہوسل کے قاصد کے پہنچنے پر اظہارِ اہمیت فرما چکے تھے۔ وہ علی لدق کے انسان تھے۔ اور ایسی سیاسی چپقلشوں سے بالکل غیر متعلق نہایت تھے۔ عیسیٰ خاندان سے محمد الاقطر کے گھر والوں کو ان کے مقتول ہونے کے بعد ہمیشہ بہادری سے سر فرزند کیا۔ ان حالات میں جناب جعفر (الصالح) کو زہر دے کر مارنے کی شیعہ روایت ایک بڑا عجیب ہے۔ جو انہی کو سزاوار ہوسکتا ہے۔

کیا محمد الاقطر قویہ کی تھے؟

محمد الاقطر قویہ ہمدانیہ شیعیت کے مذہب پر ایک اور چھپتے ہوئے آج یہ سو بار اٹھا کر جس کو محمد الاقطر ہمدانی نہ تھے۔ گزراں کے اسلاف نے گوان کی ہمدانیہ کے لئے درجنوں احادیث وضع کیں۔ اور انہیں نقل کیا۔ اور ان تک ان کی کتابوں میں ان احادیث کی عداوت بازگشت کا ذکر ہے۔ مثلاً ان سے کہہ دو کہ محمد الاقطر کا یہاں ہو جاتا تو شیعہ مان علی بن یقیناً نہیں ہمدانی ہو جاتا۔ مگر ان کا پتہ کٹ گیا اور ان کے ساتھ ہی ان کی ہمدانیہ بھی مذکور حد تک ہمارے گئی۔ مگر جو کچھ شیعہ سب میں نکھاجا چکا ہے۔ اس سے چھٹکا۔ حال چاہے ہی لغویات اور مہلکات میں پس کر کہنا پڑا کہ اللہ کو بدارت دینا ہے۔

نفس زکیہ کا کالوس

شیعیت کی کوئی بھی کل سید علی بن ابی طالب جعفر (الصالح) کی زبان سے کہلوا گیا۔ مگر دولت و خلافت اہل بل طالب میں سے کسی کے لئے نہیں اور وقبا والے کے لئے ہے کہ اس کے پہلے عبد اللہ الحوض کو ہوسل طلائ کے قاصد کے ہوا۔ میں دھتکار دیا اور اب انہیں ہوسل کے گوشے کی کتاب مکر سے سزا دے دیں جو انہیں کہنا ہے کہ

ان کی زبان سے کہلوار جیسی۔ **مُتَلَاہِدُنَا اِھْلِیَّت (عۃ الطالب ص ۸۰-۸۱)**۔
 لب کو چاہا جائے پھر پھر شیریں کے اسے محوٹ کہنے کا کوئی ثبوت ہی نہیں تو پھر امام ششم
 جناب جعفر نہیں بلکہ جناب محمد الارقط ہیں۔

۵۔ اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چمران سے
چند وضعی احادیث کی ایک جھلک

- محمد الارقط کے دونوں کنڈھوں کے درمیان بیضہ مرغ کے برابر ایک سیاہ خال تھا۔ (مقاتل الطالبین) مقتول اللہ گما بھر جوت تھی۔
- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ اجماعیت کے مقام پر میری اطلاع سے ایک نفس زکیہ قتل ہو گا۔ (عۃ الطالب فی الساب ال ابی طالب ص ۱۲۸)
- ہنح ابنا فہ میں بھی حضرت علیؑ کی طرف ایک ایسا ہی گول منسوب ہے۔
- نفس زکیہ سے ملوسی محمد الارقط ہیں۔ (مقاتل الطالبین)
- جہت تہذیب یعنی محمد بن عبد اللہ کی رحمت جنس مدینہ میں المنصور کے لشکر نے قتل کیا تھا یہ مقتول کہتے ہیں کہ وہ شیطان تھا جو بصحت محمد بن عبد اللہ کا دوبارہ ظہور ہو گا۔ (الطریق بن الطریق)
- تینا علیؑ کے متعلق بھی شیعوں کا یہ عقیدہ ہے کہ وہ شہید ہوئے
- بلکہ ان کی جگہ شیطان قتل ہوا تھا۔ (تذکرۃ اکابر کتاب شیعہ ص ۱۹۰ بحوالہ قاضی الانف ص ۵)

بعض کذا میں نے امام مالک کے متعلق یہ لکھا ہے کہ وہ محمد الارقط کے خروج کے پہنچے تھے۔ لہذا اسے جہاد سمجھتے تھے امام مالک کی طرف سے اس کذب

۱۔ اس مخرج پر تفصیل کے لئے فقہ حنفی کے مفسرین کے حوالے دیئے گئے ہیں جو کہ جہاں
 دیکھئے۔

والترک و استان کو منسوب کرنے والوں کی نظر سے یہ کیوں نہیں گزرا کہ عباسی غلطکار
 امام ہانک کی تالیف پر کس قدر غش تھی ادا سے ملک کا دستور العمل بنانا چاہتے
 تھے آپ نے محمد الارقط کے متعلق شیعوں کی وضعی روایات سن لیں اہل ان
 کی قدر و قیمت کا اندازہ ہی لگایا۔ مگر نو عین نے کبریا ہاں تک نہیں زکیر کی گوان
 سے پوری ہمت کے اہل ان کو مسموم کرنے کی کوشش کی ہے جس کی ایک محقق کے سامنے
 بیکار و ہمتی ہی وقت نہیں تھی اس بہت کی سبکہ شیعیہ ایک طرف اپنے امام کی
 زبان سے محمد الارقط کو منحوس اور شوم لفظ قرار دیتے ہیں۔ ادا اس کا حلیہ
 اپنے امام کی زبانی اس طرح بیان کرتے ہیں۔ وہ بھی لگا ادا کثیف و خضر ہے۔ مترجم
 یعنی سید کفر حسن یا کشف کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اکثف سے مراد پیچھے
 کہ سر کے لئے جتنے پہاڑ ہیں ایسے کو عرب داسے منوس جانتے ہیں۔ ادا
 اخضر سے مراد سبز ختم ہے۔ جس محمد الارقط کی تعریف شیعوں نے اپنی زبان سے
 سلو بالائیں کی۔ اس کے متعلق دوسرا ضرو کے محقق اعظم نے اپنی رسالے ذرا
 تالیف "طلات و ملکویت" میں اپنی نسلی عصیتوں کا اظہار ان لفظوں میں
 کیا ہے کہ انصہر ان کی حرکت سے جلاطف زندہ تھا و غیرہ وغیرہ لے
 ار حسن بن محمد الارقط۔

اسی جہدی مودود یعنی محمد بن الارقط کا بیٹا نہایت بدکار تھا یہاں قاضی نے
 کی وجہ سے اہل انزلیت کے لقب سے لقب تھا۔ یہ لقب ہاں انزلیت
 شدتہ مسمرقہ و حذف الحمر بالمدینۃ (مجموعہ اہم صحاح)

لے محمد الارقط کی صحیح تصویر پینٹنے کے لئے کافی قیاسوں کوئی ضائع کردہ شیعیہ کی
 دیکھتے منہات ۲۰۱۲ء کا محمد ارشد علیہ السلام نے پانچ بجائی کو دمشق کو میں
 تہا سے کوچ بلکہ سے لایا۔ منوس و شوم سمجھا جوں۔ اس کے ہاں نے لفظ ہاں
 میں سے لایا۔ منوس لفظ نہیں لے۔ لفظ وہ معقول سمجھا۔ یہ ہے اصول کالیں نہیں لکیر کی تریہ

پہلے ہی مقاتل الطالبین کے سفیر مصنف کو دو ابہام ہوئے۔
 ۱۔ جعفر بن محمد بن علی بن العابدین سے روایت ہے انہوں نے کہا ایک روز
 نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گنہاری رخ سے ہوا آپ نے وہاں ہوری
 سے لڑ کر ایک رکعت نماز پڑھی۔ جب دوسری رکعت پڑھنے لگے تو رونے
 لگے لوگوں نے جب آپ کو روتے دیکھا تو وہ بھی رونے لگے آپ نے لڑنے
 سے فارغ ہو کر پوچھا تم کیوں رونے لگو گے؟ کہا یا رسول اللہ آپ کو
 دیکھ کر ہم بھی رونے لگے۔ آپ نے کہا جب میں پہلی رکعت پڑھ رہا تھا تو
 جبرائیل فرما کر آیا کہ اسے محمدؐ! یہاں تمہاری اولاد میں سے ایک
 شخص قتل ہوگا۔ اس شخص کا کوئی شہید نہ ہوگا۔ اب اسے گار مقاتل الطالبین (۳۴)
 (۵) کہ وہ ایک شرابی کے ہیکلے سے کادہ غروب ہوا۔

۲۔ نید بن زین العابدین سے روایت ہے کہ رسول اللہ جب مقام رخ پر
 پہنچے تو آپ نے صحابہ کے ساتھ نماز جنازہ پڑھی۔ پھر فرمایا میرے اہل بیت
 سے ایک شخص اس حکم شہید ہوگا۔ ان کے لئے کئی اور خوشبودیش
 جنت سے نازل ہوں گی امان کے ہم ان کی مدد سے پہلے ہی جنت میں پہنچ
 جائیں گے (مقاتل الطالبین ص ۳۴ کا ترجمہ)

قطع نظر اس بات کے کہ ان کے پیدا ہونے سے ڈیڑھ سو سال
 پہلے ہی ان کی نماز جنازہ پڑھی گئی قابل غور یہ ہے کہ تمام بخیر یہ کیا جہاد و جواہد
 حرام محض کا ارتکاب ہے اور اگر یہ خود امام وقت تھے۔ تو دوازہ آئمہ کا نظریہ
 کہاں کیا۔؟

ایسی طور پر روایات کے خالقین، جاسیوں و دامادیوں کی مخالفت کے
 بجائے جو منہ میں آیا کہتے چلے گئے۔ مگر یہ نہ سوچا کہ ہم جو کچھ کہہ رہے ہیں اس
 پر کس حد تک یقین کیا جائے۔

کاش کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس لشکر کو دیکھتے

فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ پر جھوٹ بولنا ایسا نہیں جیسا کسی اور
پر بولنا۔ پس کتب علی متعمداً فلیتبعوا مقعدہ فی المساء
(تفہیم کلمتہ)

۵۔ جن نے مجھ سے جھوٹ بولا اس نے پناہ گاہ جہنم میں پالیا۔
جہاں دیی پرانی بات ایک بار پھر یاد ہوا لیجئے۔ یعنی اسم الحسن بنت حسن بن جعفر
بن سلیمان بن علی بن عبد اللہ بن العباسؓ کے نکاح میں تھیں بلکہ مطالب
کا شیعہ معنف اس نکاح کا معترف ہے مگر ان کمریہ لفظوں میں یعنی
اسم الحسن نکل کر جعفر بن سلیمان کے پاس چل گئی (۱۱۱۱) اسے چاہیے تھا۔
اسم الحسن کے خود چلے جانے کی بجائے سیدہ اسم کا نوم بنت علی سے متعلق جعفر
الصادق کا لطف منسوب گول کی طرح فروغ شہت منا لکھا۔

۶۔ فاضل بن علی بن حسن بن محمد بن الحسنؓ۔ ۱۱۱۱ میں مدینہ میں موسیٰ ابی اری
کے زمانہ میں طرود کیا۔

۷۔ الادریس بن محمد بن عبد اللہ بن الحسنؓ۔ ۱۱۱۱ میں المدینہ میں دارون الرشید
کے زمانہ میں طرود کیا۔

چند مدوں جہاں کہیں لڑا، قطعہ بلاسم کی جہادوں کی ناکامیوں کے بعد
غنیہ تہذیبوں میں مشغول ہو گئے۔ چنانچہ نکلے اور ملک چھوڑ کر اترتے کو اپنی
جولہ لگا دینا یا۔

حسن قلاق سے بے عباسی خلافت کے طرود سے محکم خاک کا افسرین دفعہ
نہ کیا پر مشہور شیعہ مؤرخ یعقوبی کا لکھا تھا۔ احمدیہ بدعتیوں کا سہارا تھا۔
اس کی مدد سے مغرب اقصیٰ میں بہت بڑا اثر و سونخ پیدا کیا اس کے
ایک بیٹے کا نام بھی مدسیر تھا۔ جس نے قاسم کی ذرا سا کچھ ادویس کا
کو احتیاج تھا محمد بن سلیمان بن عبد اللہ الحسن بن علی کی ناکامی کے بعد اس کے
پاس پہنچ گیا۔

وہاں انہوں نے کافی مال جمع کرنا شروع کیا مگر اب محمد امجد الدیسی کے مدد میں ملنے لگی۔ امجد الدیسی کے چھٹی پشت سے ایک پوتے جنون احمد نے اپنے بھائی محمد کو قتل کر دیا۔ اسے شبہ تھا کہ محمد کے تعلقات جید الرحمن اموی اندلسی کے ساتھ ہیں (جمہور الانساب ابن حزم ص ۴۳)

حسن بن جنون حسنی کا دھوئی نبوت۔ اسی طرح یحییٰ بن محمود کو ان کے چچا حسن اندلسی نے مرادیا۔ ان میں سے ایک شخص حسن بن جنون نے نبوت کا دھوئی کیا اندلسی نبوت ڈیڑھ سو برس رہی مگر اسمعیل فرقہ کے بال جید الدین بن میمون القدری کے خلاف نے ۳۰۸ھ میں جب قتل عام کیا تو بچ گئے انہوں نے اندلس میں امویوں کی پناہ لی۔

بظاہر ان لوگوں کے حالات بیان کرنے کا کوئی ناکارہ نہ ہی مگر ان کے حالات پورہ کر ہی اس بات کا اندازہ ہو سکتا ہے کہ یہ نبوت رسولؐ ہے جس کے تک کے لئے سیکڑوں کتابیں لکھی گئیں۔ اندلسی سلسلہ توح تک جاری ہے عباسیوں یا امویوں نے جو کچھ کیا وہ اظہر من الشمس ہے۔ مگر امجد الدیسی امجد الدیسی محمد بن سلیمان کے درمیان ادساں کی اولاد کے درمیان جو کچھ حوا یہ کس نے کیا ہے انہوں نے جو وہ ایک دوسرے کو کیوں قتل کیا۔ اور آخر جب اپنے ہی خلیفہ داعیوں یا علویوں یعنی اسماعیلیوں سے پٹے تو اپنی امویوں کے سایہ دولت میں جگمگنا رہی۔ جن کے بزرگوں کو یہ آج تک نہیں بخشتے اندیشوں سے سلطنت جبریتی تو ان کے اپنوں نے عباسیوں نے توان کی طرف توجہ کر دیکھا مگر عباسی چاہتے تو انہیں اٹھا کر افریقہ کے مغرب کا اسے سے مسئلہ میں چپک دیتے مگر وہ ان کے اپنے تھے ان کا مقصد صرف اس قدر تھا کہ علوی ملک سے اندر بدستنی اور بدست گردی اور غنڈہ گردی نہ پھیلا دیں۔ جب علویوں نے مملکت عباسیہ سے باہر اپنے قدم مضبوط کر لئے تو عباسیوں نے اسے بھی اپنی کامیابی سمجھا اس دہانہ میں ہمیں کسی مزاحم ملام کا نام کسی تاریخ میں نظر نہیں آتا۔

۷۔ یحییٰ بن عبد اللہ المحض نے ۱۷۶ھ میں ہارون الرشید کے خلاف دہلی میں فروع کیا۔ مگر ہارون الرشید کے وزیر فضل یحییٰ برکی نے یحییٰ کو سمجھایا۔

چنانچہ فضل کی بات یحییٰ کی سمجھ میں آگئی۔ یحییٰ نے ہارون الرشید کے پاس پہنچ کر اظہارِ ندامت کیا، قیامتوں غیبیہ نے صرف معاف ہی نہ کیا، بلکہ دو لاکھ دینار پیش بہار سے کریمینہ بھیج دیا۔ مقاتل الطالبین کا شیعہ مؤلف لکھتا ہے کہ اس رقم سے یحییٰ نے صاحبِ راجہ کے دربار کی ہوائی بھیجی اور وہی فارغ البالی سے سند کی توثیق کرانے لگا۔ بے رحمی ان کی نسل کے چند لوگ اپنے خواہش کے پاس مغرب اقصیٰ چلے گئے جب وہاں سے نکالے گئے تو اسوی حکمرانوں نے انہیں بڑے بڑے جڑے دیئے۔ بعد میں غزالیہ کے مقام پر کچھ افراد نے کمرانی بھی کی۔

جاسیوں نے ایک باغی کو قتل کر دیا۔ مگر مرقوم مآثرہ کو جن کے نام سے بھی کوئی واقف نہ تھا۔ نہر دے کر قتل کر دیا۔ لعنت اللہ علی الکاذبین۔

۸۔ محمد بن سلیمان بن والد بن حسن بن الحسن نے ۱۹۰ھ میں مامون الرشید کے زمانہ میں فروع کیا اور قتل ہوئے۔ (جہرۃ ابن حزم ص ۳۷)

۹۔ محمد بن ابراہیم طباطبائی اسماعیل بن ابراہیم بن الحسن نے ۱۹۹ھ میں کوفہ میں مامون الرشید کے زمانہ میں فروع کیا۔ بدوسرا ایک مسئلہ لکھنے کے لئے مامون الرشید کی حاکمیت کے زمانہ میں اچھی خاصی جمیعت فراہم کر لی تھی۔ اس نے محمد بن ابراہیم کو فروع کے لئے گماڑ کیا اور ان کے ساتھ محمد بن ابی بکر بن جعفر بن محمد بن زید بن زین العابدین یہ بھی گودے ڈالے یہ دونوں حسنی احمدی تھے اس کے چنگ میں آکر فروع کر بیٹھے۔ مگر جلد ہی محمد بن ابراہیم کو ابو اسرا کی حکمت کی وجہ سے اس سے نفرت ہو گئی ابو اسرا نے نہر دے کر ابن طباطبائی کو شہید کر دیا۔ (عمدة الطالب ص ۱۷۸)

اور ان کی بجائے محمد اکبر و بعد میں ابوالسرا کا کہنا ہے حصول خلافت کے لئے آثارہ کر
 کر کے کوئی حد بصرہ میں بغلات کرادی چند روز بعد اکبر کی حکومت اس علاقہ میں
 رہی اس نے ہم نسب افراد کو بڑے بڑے منصب عطا کئے مگر ان لوگوں کے علم
 جو اسے حقوق خواجہ اٹھی، نذیر بن موسیٰ کاظم نے مکتہ کا و کفی خزائنہ بیٹ لیا۔ ابراہیم
 بن موسیٰ کاظم کی وجہ سے قصاب کہلایا۔ مامون ہرشید نے ہر خلیفہ کو جس کی کوفہ
 سے مر جائیں، مگر ان پر کوئی اثر نہ ہوا۔ واپس چلائی۔ بعض گرفتار ہو کر مامون کے
 سامنے پیش ہوئے مگر اس نے اپنی مالی نظر کی وجہ سے ہم نسب کو کچھ نہ دیا۔
 کوفہ نام نہاد مؤرخ شیعیت کے زیر اثر تاریخی حقیقتوں کو نظر انداز کر
 کے وضعی اندر فی روایات کے بل بوتے پر کئی پرکھی مارے سے ہمارے پاس
 اور کوئی اللہ کا بندہ حقیقت حال کی بدینت کی رحمت گویا نہیں کرتا۔ بلکہ ان
 باطلوں و سرکشوں کا علم جو ان کی تہوں کی نکالت کرتے ہوئے امام مالکؒ اور امام حنفیہؒ
 جیسے جلیل القدر آثار کو گھسیٹ کر درمیان میں دے رہے ہیں۔ امام موسیٰ (کاظم)
 کے ان مدعیوں یعنی نذیر ابراہیم کی سقا کا وہ داستانوں کی نقاب کشائی کیوں نہیں
 کی جاتی۔ جب علی کے من مہر و رہنے تائید کی بہت ہی بدل کر رکھ دی ہے ان کی ان باطلانہ
 سرگرمیوں کے باوجود جب وہ گرفتار ہو کر آئے تو مامون نے انہیں نہ صرف معاف
 کر دیا۔ بلکہ انہیں معقول وظائف بھی دیئے اور ان کے حقیقی بھائی علی (امیر) کے
 نکاح میں نہ صرف اپنی بیٹی کی دی بلکہ دل بہد بھی بنایا مگر ان و اشکاف حلالی کے
 علی ہزیم جب چند عقل کے اندھوں، ایمان کی بصیرت سے عاری راہنمون
 نے یہ رٹ لگائی شروع کر دی کہ مامون نے علی رضی بن موسیٰ بن جعفر کو اس لئے
 رکھ رکھ کر اسے نبرد سے کرنا کہ کوفہ کے لوگوں کی دیکھا، لیکن مؤرخ کہلائے کے
 شرق میں بیسیوں اہل جو فن تاریخ کی تعریف سے بھی عاقل نہیں، بڑی
 دل سوئی اور رقت قلبی سے یہ کہتے نظر آتے ہیں کہ کاش مامون ایمان نہ
 کرتا۔ ان عقل کے کو دنوں سے کوئی پچھاس نے کیا کیا جو ہمیں پسند نہیں آیا۔

اور تم اس کے بعد میں یوں بڑھان جو نے جاری ہے جو اس نے اور اس کے
 بار نے بیسیوں علویوں کی جوان بخشیاں کیں انہیں عیادت سے نواز دیا
 دہلیے مقرر کئے سلطان سے معافی و تعلقات قائم کئے تاکہ یہ لوگ کچھ شرمندہ نہ
 ہو کہ تم نہیں بلکہ انہیں زمرہ اسلام سے بھی خارج کرنے پر تیار ہوئے ہیں پرانہ عقائد
 کو جانے دیجئے مدور حاضرہ کے نزدیک فیش بدلتا کو کیا سوچی کہ اس نے فشی
 دنگا نے جو کے مندر شدہ زمرہ کو گرد کر ہزارہ کر کے پاپا پوزہ و صرف

لڑا۔
 عبداللہ بن جعفر بن ابی میم بن جعفر بن حسن بن الحسن نے ۲۰۰ھ میں خلافت
 میں مامون کے نادر میں خراج کیا۔ (مقاتل الطالبین ص ۱۵)
 بغاوت کی ناکامی کے بعد جاسی خلیفہ کے حضور میں پیش کئے گئے بھر جشم
 دور جہاں خلیفہ نے صرف معاف ہی دیا بلکہ مبارک و لطیف مقدر
 کر دیا۔ ام حسن بن جعفر بن حسن بن عثمان بن علی بن عبداللہ
 عباسی کے نکاح میں تھیں ام حسن کے بطور سے اس عباسی شہنشاہ
 آٹھ اولادیں ہوئیں۔ دو بیٹے جعفر اور محمد اور چھ بیٹیاں (کتب اعداف
 ابن قتیبہ ص ۱۶۴) مگر جاسی خلیفہ کی بن غایت کو بھی ظہور سے تعبیر کرنا
 مدافض کا ہی ہے۔

۱۱۔ محمد بن صالح بن عبد اللہ بن موسیٰ بن عبد اللہ بن حسن مثنیٰ۔
 مولیٰ نے سنہ ۲۲۳ھ میں مدینہ کے قریب مویہ میں غزوہ کیا ایک طاقت
 کثیر کو ساٹھ کر لیا۔ (مقاتل الطالبین ص ۶) مگر حقیقی جانے کر لیا۔ گرایا وہ قید کر دیتے
 گئے۔ یہی میں مدح خلیفہ میں متعدد قصائد لکھے۔ وہ قصائد متعدد و کتب کے
 عدد سلطان نے بھی نقل کئے ہیں خلیفہ نے تذکرہ کے مدینہ بھیج دیا بلکہ عمر عباسی
 خلیفہ کی وفات ہی میں گزری۔

۱۲۔ حسن بن زید بن محمد بن اسماعیل بن حسن بن زید بن الحسن نے ۲۵۰ھ میں دیم میں استیعین بٹہ کے خلاف خروج کیا۔ سیدنا حسن کے بیٹے زید بھی کرطامیں اپنے چچا کے ہمراہ لے کر صبح و سہا مت واپس آگئے تھے۔ (مقاتل الطالبین ص ۱۱۹) زید کے بیٹے حسن بن جعفر المنصور عباسی کے زمانہ میں پانچ سال تک مدینہ کے گورنر رہے۔ مدینہ کے خلاف اور مقلات پر بھی عامل رہے وہ اپنے چچا زید اور حسن مٹنے کی خبریں عباسی خلیفہ کے پاس کرتے رہتے تھے۔ مقلاتوں میں سب سے پہلے سیاح لباس، انہوں نے اپنا فائبروں میں یہ پہاڑ شخص تھا جو عربی ہندیہ کا دشمن اور سب صحابہ پر اصرار کرنے والا تھا۔ (مقاتل الطالبین ص ۱۱۹ مطبوعہ مکتبہ)

حسن کی بیٹی ام کلثوم ابوالعباس عبد اللہ بن پنے عباسی خلیفہ کی زوجہ تھیں۔
(طبری جلد ۳ صفحہ نمبر ۱۶)

حسن کے بڑے بیٹے ابوالقاسم بڑے فایز و فہم تھے۔ مصنف تاریخ الطالبین لکھتا ہے کہ خلافت عباسیہ کے اٹھارہ مقلاتوں کی اولاد کی جاسوسی کیا کرے۔ تھے (ص ۵۵) ان کے دوسرے بیٹے ابوالکاسم کو بھی آل ابوطالب کی باغیانہ سرگرمیوں سے عباسی خلافت کو ملہ حسین ہم پہنچاتے رہتے تھے۔ اہل ان کے مشوروں سے عباسی شورش پسندوں کو سرائیں بھی ملتی رہتی تھیں۔ شیعی مؤلف صاحب مؤلف ابوطالب لکھتا ہے وہ اہل ان کے دوسرے بیٹے تھے۔ اور اہل ان کے دوسرے بیٹے تھے۔ ان کی جاسوسی سے قابیوں کی یکجہ امت قتل ہوئی۔ و ان ملت سید اباس میں رہتے (ص ۵۵) حسن بن زید بن ابی ہاشم کو وہ دوسرے متعدد اشخاص نقل مکان کر کے کے سبب ان اطہر بنان، مرد و جوان، دیم اور پٹ میں باہر تھے۔ حسن بن زید دوسرے میں مسکن پذیر ہوئے۔ ان امام میں حاکم قرآن کے خلاف چند لوگوں کو لٹکایا تھا۔ پیدا ہوئے۔ انہوں نے محمد بن ابی ہاشم کو قتل کرنے کے لئے گھیرا۔ انہوں نے انکار کر دیا۔ اور کہا حسن بن زید کے پاس سے جاؤ۔ حسن بن زید نے ۵۰ھ میں ہجرت ان دونوں کو دوسرے خروج کیا۔ شیعوں نے شیعہ انی

الکبیر کا لقب دیا۔ ایس پرہس اٹھ بارہ۔ حکمران رہا۔ اس نے بعد ازاں بھائی ہلالی صغیر کے نام سے ستر سال اس ملک کا حکمران رہا۔ ۲۸۷ (۱۷۱۱ء) میں جو سہ ماہی نہری نورت سے آتوں پہا۔

یہ دونوں بھائی کسبیت کے بہن بڑے مسلخ تھے۔ بہن زید کو ماں کے شیروں نے امدہ فرد وایت دید فرذا پکھنا شروع کر دیا۔ مگر نہ دینے سوک دیا۔ شخصیت پرستی، سب سلف اور فروغ و نفوس میں انہوں نے اسلامی تعلیمات کا حلیہ لٹا کر سکھ دیا۔ بن جریہ پبری کا خاندان اسی علاقہ کا خالی رافضی خاندان تھا۔ یہی لوگ ولیموں کے اقتدار کا سبب بنے (تہذیب و انساب ص ۵۹)

یہ حالات ۱۲۵۰ء سے ۱۲۸۵ء کے درمیان کہیں تقریباً ۳۵ سال تک یہ دونوں بھائی مخلوق خدا کے لئے مذاب بنے۔ جے انہوں نے عربی تہذیب، عربی اقتدار، عربی معاشرت کو بھی ترک کر دیا۔ اور جو سبیت کی اسلام دشمنی کی چھوٹی میں بالکل بھی ننگ میں رہ گئے۔ گئے اپنے ناموں تک ابو لکا، کد، کد و غیرہ استعمال کرنے لگے۔ اب یہاں پھر وہی بار بار کا گھسا پٹا جلد۔ بکھنے بغیر آگے نہیں بڑھا جا سکتا۔ کہ ایسے باغی فاسقوں اور قاجروں کے ساتھ صورت نے کوشا ہوا سلوک کیا۔ کتنے سولی پر لٹکائے۔ کتنے قید کئے گئے قتل کئے، ہمیں تو یہی نظر آتا ہے کہ ان میں سے جو بھی مدبر، نظامت میں پہنچا، قتل و منکرات کی نظر سے دیکھا گیا۔ اور انعامات سے سرفراز کیا گیا۔

۱۴۔ ایس بن اوس بن عبد اللہ بن موسیٰ بن عبد اللہ بن حسن مٹھانے ۱۵۰۰ء میں المستعین باللہ کے زمانے میں سے میں خروج کیا۔ یہ مہاب احمد بن علی بن حسین بن فیروز بن زین العابدین کے ساتھ خروج میں شامل تھے۔ ان حسین میں زہر پہونکی تفصیل آئے گی۔

۱۵۔ ابو احمد محمد بن جعفر بن حسن بن الحسن۔ انہوں نے حسین الاطروش میں کے حالات آل جہز کے جن میں نمبر ۱۸ کے آتش لگے کے ساتھ مل کر ۱۲۵۱ء

میں کو فہمیں المستعین باللہ کے خلاف فروغ کیا ہوا احمد کے حقیقی چچا مہرین
 الرشید کے زمانے میں کافی عرصہ کوئٹہ میں گورنر رہے ، مگر یہ صاحب
 ایسے بدعینت ، بد فطرت ، بد فہمت اور احسان فراموش ثابت ہوئے کہ
 اسی اپنے محسن خاندان کے خلاف بغاوت کر چکے مگر وہی انجام ہوا جو ایسے
 احسان فراموشوں کا ہوا کرتا ہے ۔ ان کے داماد حسن کی جہد نے سلیمان بن
 علی بن عبداللہ بن عباس سے نکاح ثانی کیا تھا جن کے بطن سے سیمان
 کے ہاں اولاد بھی ہوئی تھی سب سے رشتہ داریوں کے باوجود ابو احمد نے بغاوت
 کی اور مارا گیا (البیان جلد ۱ ص ۱۰۰ طبری جلد ۱ ص ۱۳۵)

۱۶۔ اسماعیل بن یوسف بن ابراہیم بن موسیٰ بن عبداللہ بن حسن مثنیٰ۔
 ابن ثابت شریف نے ۶۲۵ھ میں مکہ معظمہ میں المستعین باللہ کے
 نہانے میں بغاوت کی یہ حضوت اپنے پیشرہوں میں سب کے چچا تھے ،
 مکہ معظمہ ، مدینہ منورہ اور ہمدہ میں نہ صرف گورنروں اور حکومت کے اہم کاندھوں
 کے مکان کو ٹھہرا رکھنے کی بلکہ کعبہ کے قفسی خزانے میں جو سنا چاندی تھا وہ بھی لوٹ
 ہوا کعبہ کا فحش تک تار ہوا۔ (البیان جلد ۱ ص ۱۰۰ طبری جلد ۱ ص ۱۳۶)

ابلیان مکہ سے دو ہزار اشرفیاں زبردستی وصول کیں ، پھر مدینہ میں
 تشریف لے گئے وہاں کے لوگوں کے ساتھ بھی یہی سلوک کیا۔ ہمدہ میں تاجروں
 کا مال لوٹ لیا۔ حج کا موسم تھا ایک ہزار حاجیوں کو قتل کیا۔ اللہ کی مخلوق میں
 ایمان لگا رہا تھی۔ پانی کی فراہمی کی قیمت ۳۰ دینار پہنچ گئی ، ضروریات زندگی کا
 تمام حال جو گیا ، چنانچہ اللہ المطالب کا شیعی مولف لکھتا ہے : و اعترض الخوارج
 فقتل منهم کثیرا و الذین ہم قتالہم اس وقت تک کہ ان کے قتل کرنے والے کھلم کھلا

تھے یہی سبقتیں مسجدین کے خوف و ہراس سے لوگوں نے مسجد نبوی میں نماز پڑھتی
 چھوڑ دی ۔ عاتقہ بن جزم لکھتے ہیں اس نے مدینہ کا محاصرہ کیا لوگ بھوکے پیاسے
 سے مرنے لگے ۔ مسجد نبوی میں کوئی ایک شخص بھی نمانہ پڑھ سکا ۔ پاس دن

ملک سے جا چلے۔ غالباً یہی جس کتبہ میں مذکور ہے وہ جگہ ہے اور میں بلائے ناگہانی بنا۔ اور شکرِ خداست
 پہنچنے پر لوگوں کو اس ماسا میں لینا نصیب ہوا اور اسکا میں چھپک کی دہا۔ سے
 ہلاک ہوا اس کی بنیاد سے تین سال بعد یعنی ۶۲۵۲ میں شیعوں کے سردار
 امام ویم جناب علی نقی فوت ہوئے، علی نقی کے خاندان کے افراد کی ایسی گھناؤنی
 حرکات کے باوجود ہمیں اسی مستند تاریخ میں یہ نظر نہیں آتا کہ انھیں اور اس کے
 باقی مائیں کے علاوہ جو تلوار کئی درمیں آئے۔ کسی کو نقصان پہنچا ہو۔ مگر نہایت
 بعد اعیون کی ہرزہ سرائی ۵ ظہر ہو کہ حضرت علی نقی کو ہر دیکر شہید کیا گیا۔ اس شخص
 کی صدفہ بیانی کا بیان اس امر کے کیا حاکم ہے کہ المتوکل نے (حاجہ نمبر ۲۵۴ ہجری
 میں المتوکل بنیوں بلکہ المہدی، باللہ خلیفہ تھے) جناب علی نقی کی استدعا پر بحلی بن ہریرہ
 کو آپ کی خدمت میں بھیجا۔ آپ کو ہمراہ لایا اور آپ کی حسب مرضی آپ کو مرہ میں دے
 میں قیام کی اجازت دے دی۔ یہ لکھنے کے فوراً بعد مجلس نکھانے مگر یہ یعنی خلیفہ
 ان کے پاس نہ پہنچا (جہا اعیون ص ۴۴، جلد نمبر ۱۲) خلیفہ وقت آپ کی استدعا پر
 نہیں جاتا غیر ان کی حسب مرضی قیام کی اجازت دیتا ہے، ضرورت زندگی ہم پہنچا
 ہے۔ مگر میر بھی یہ یہ ہے۔ اور وہ اسکا میں جو حاجیوں کو قتل کرتا ہے۔ کعبہ کا خزانہ
 وٹ لیتا ہے۔ مسجد نبوی میں اس کے خون سے پچاس دن تک فضا میں لگاتی ہے۔ وہ
 حضرت رسولؐ کے روبرو اس کے تسک کی دو ہائی دی جاتی ہے۔ امیرِ نجد کے زمانہ میں
 طوق بنیاد کے وقت زیادہ سے زیادہ تین سو ساٹھ آدمی قتل ہوئے ہیں۔ اور
 سوائے چند مفید ہماروں کے کوئی بھی امیرِ ریم کی مخالفت میں سرے نہ نکلا۔
 مگر آج ملک یہ بگاڑا جس جلدی ہے کہ ایک ہزار عورتیں ناجائز طور پر حاملہ ہوئیں۔ سوائے
 اندر سے بد باطن، مفید شرعیہ کے تائید کرنے کی ضروریات پر یقین کر کے مدینہ کے
 بنیوں سے محاکمہ کے صورت و ناموس پر محض اس لئے حملہ کیا جا رہا ہے کہ امیرِ نجد
 کے گناہوں کا پڑا جاری کیا گیا ہے جس میں سوجا بنا کہ مدینہ کے وہ اشراف جنہوں
 نے قیصر و کسریٰ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھا تھا۔ چند سالوں میں اس قدر ہے

غیرت ہو گئے کہ ان کے ملنے ان کی ہوسٹیسوں کے ناموں سے رہے اور وہ مائوسی
تماثل بنے بیٹھے۔

اسامیل کا ظلم و غم جبر و استبداد، خند و بغاوت کا یہ جرم کیوں تاریخ کے صفحات سے
مٹا ہوا ہے۔ صرف اس لئے کہ وہ سیتا حسن کی لود سے تھا۔ ایسی اولاد کو
جو اپنے عظیم المرتبت اسلاف کے لئے باعث تنگ ہو گیا کتنا چاہیے؟

۱۷۔ **الاحضر محمد بن یوسف** اسامیل کے بھائی تھے ۲۵۶ میں مامیہ میں خروج
کیا یہ ذات شریف اسامیل سے بیس سال بڑے

تھے مامیہ میں خروج کیا اور کچھ علاقہ پر قابض ہو گئے جہاں مملکتوں نے ان کی حرکات کو نظر انداز
کئے رکھا۔ الخضر مہ ۳۳۱ کا متحرقہ یعنی مؤرخ مؤلف مدقہ اطالیا کہتا ہے اس نے ہسپان
میزی کی لود فناد ترک ذکیر المعتر باللہ نے تنگ اگر مخرج بردش کو سرکوی کے لئے بھیجا۔
الخضر مہ سے بجاک کر مہیہ چلا گیا۔ دہل حکومت قائم کر لی جو عرصہ تک اس کی اولاد میں
قام رہی۔

۱۸۔ محمد الفکر بن موسیٰ بن جبہ بن محمد بن موسیٰ بن عبد اللہ بن حسن مثنیٰ ۲۵۴ ہجری میں مہندی
باللہ کے نسل میں مہیہ میں خروج کیا اور قتل ہوا صاحب المدۃ مطالب نے اس کا نام التاشیر لکھا ہے

۱۹۔ محمد بن حسن بن محمد بن ہشیم بن حسن بن زبید بن الحسن نے ۲۵۶ میں محمد بن عبد اللہ
کے زمانے میں مدینہ میں خروج کیا جہرۃ ابن ہزم میں علامہ ابن ہزم لکھتے ہیں نہایت
دعوت فاسق تھا۔ دن کے وقت مسجد نبوی میں بیٹھ کر شراب پیتا تھا۔ بعض اہل مدینہ کی
چھوکیوں سے فسق و فجور کا تذکرہ کیا۔ سب کچھ اس نے لکھا۔ چونکہ مذہب امامیہ
میں ان لوگوں کو مسجد میں بھی حرام کرنے کی اجازت ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو ترجمہ تہران
موزی مقلل کا حاشیہ صفحہ ۴۳۳ سطر ۱۲ اہل مدینہ کو بھوک پیاس سے مدد کے لئے المعتمد
کے زمانے میں بغاوت پر کھڑا ہوا۔ اہل مدینہ کو قتل کیا۔ احساس تمام مدت میں ہوا لود فناد
جامعت مسجد نبوی میں لمانہ کی جاسکی۔ (ص ۴۳ سطر ۱۱) لشکر خلافت نے اسے جلد
جی بیکر کر لیا۔ کوئی نیلا یا۔

ابراہیم ابو سلالہ کے ساتھ تھے مگر ناکام رہے۔

۲۳۔ یحییٰ الہادی بن حسین بن القاسم السرسی بن ابراہیم بن ابراہیم بن حسن
مشتی نے ۳۵۲ ہجری میں یمن میں الحقد بابندہ کے زمانے میں حشد قائم
کیا جو اہل حشد کے القاسم کے فاضل اور فقیہ تھے۔ ابو حلیفہ کے مساک
سے ہمارے ان کا مسلک تھا۔ چند کتب بھی انہوں نے لکھیں۔ بعد
کو صدر مقام بنایا جاسیوں نے بے طرز سمجھ کر نظر انداز کر دیا۔ ان کے بعد
ان کی اولاد اس کے علاقہ پر حکومت کرتی رہی آل حسن میں یہ واحد شخص
میں جن کے کردار کی تعریف کی گئی ہے۔ صدر اس بنسٹا سے جو بھی نکلا۔ بالسن
گزر کا ہی نکلا۔

۲۴۔ جعفر بن محمد بن حسن بن محمد بن موسیٰ بن عبد اللہ المحم بن موسیٰ بن جعفر بن
المہدی نے ۳۵۲ ہجری میں جو دویم میں بطریق باشندہ سی کے زمانے میں خرم
کیا۔ دویم میں عروج حاصل کر کے مکہ پر چلا اور سوار ہوا۔ سوار ہوا اور خرم
میں کو شاکست دے کر مکہ پر قبضہ کر لیا۔ بن حزم کے زمانے تک اس کی اولاد
مکہ پر قابض رہی۔

صلوات اللہ علیہ میں خلافت موات کے خلاف خرم کرنے والے چوبیس افراد کا
ذکر کیا گیا ہے جو صرف اولاد حسن سے تھے۔ ان میں سے صرف یحییٰ الہادی واحد
شخص ہوا ہے جس کا ذکر ایک مسلمان کے کردار میں آیا تھا۔ اور باقی تیس کو حشد سولہ
میں لکھا ہے۔ ان مسلمان انسانیت کی صف میں کھرا کرنا ہی انسانیت کی توجی ہے۔

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ

ان سب فروج کرنے والوں میں ہمیں سیدنا حسینؑ کی ذات اس لحاظ سے منظور نظر آتی ہے کہ آپ کو کفر اور کوفہ کے درمیان تعلیقہ کے مقام پر اپنی ظہری کا احساس اور اپنے شیعوں کی بے وفائی کا علم ہو گیا تھا۔
اور آپ نے وہاں سے ہی واپسی کا ارادہ کر چکے تھے۔ ایسی کے لڑنے کا

آئے۔ ملا باقرؑ سیدنا معاویہؓ کے وفات کے وقت کے حالات میں لکھا ہے: چوں
ابن خنیسؑ کو کفر رسید شیعیان کو کفر و کفارہ مکمل بن ضرور حزامی جمع شدند و حمد ثنائے
حق لعلی فی زند و سبب موت معاویہؓ و بیعت یزیدؓ سخن ہی گفتند۔ سلیمانؑ نعمت
معاویہؓ بہا و بیعت حضرت حسینؑ از بیعت یزیدؓ مستنار نمود و یحیٰ اب گزشت است و شہا
ثیمانؑ از یزیدؓ بگولید و بیدار میدانید کہ اولیاری خواہد کرد و دشمنان او را خواہد بید کرد
ہمہ بازو سید اولیٰ اظہر چنانچہ سب نے مل کر خط لکھا۔

باجم اللہ الرحمن الرحیم ابن ہرماست ابوئے حسینؑ بن علیؑ بن ابی طالبؑ صلوات اللہ علیہ
وہابیہ سلیمان بن ضرور حزامی و مسیت ابن حجتہ و صفاحہ بن شداد و حبیب بن مظاہر و
سائر شیعیان و دلا و موستان و مسلمانان اہل کوفہ۔

دور و ز کے بعد ابی بن ابی سبغہ و حید بن عبد اللہؑ کو خط دیکر ان خطوں کی نصحت
میں بھیجا اب یہ بھی سن بوجہ کہ سیدنا حسینؑ لکھے لکھنے کے لئے یقین تھا چنانچہ آپ کے
باس ایک دیر صغیرہ تھا کہ جس میں قیامت تک کے شیعوں کے نام ادا اعلیٰ کے
نام و زحمت تھے۔ چنانچہ یوں میں صدق لکھا ہے۔

و یكون عنده صحيفة فيها أسماء شيعتنا التي نعوذ اليك و
صحيفة فيها أسماء أعدائنا التي نعوذ لك اليك بلفظ
یعنی حسینؑ کے پاس ایک کتاب تھی جس میں قیامت تک کے دشمنوں کا
نام تھے۔ اسی نے جواب میں آپؑ نے لکھا نامہ ایست از حسینؑ بن علیؑ رضی اللہ عنہ

صاف اور واضح مقصد فیفتہ المسلمین کے ہاتھ پر بیعت کرنا تھا۔ مگر پادشاہانِ مسلم آپ کے اس ارادہ کو عملی جامہ پہنانے میں سید ملہ جو کر آپ کو کٹان کٹان مضامین کو ذہن سے مٹے۔ آپ نے بھلے دانہ بکوفہ ہونے کے اپنا رخ دمشق کی طرف کر دیا۔ کہ جب کے مقام پر پہنچے اس خطہ کی سرسبز اور شادابی سے متاثر ہو کر وہیں قیاس کا لہرہ کو لیا اور ساتھ ہزار دہیم میں چار بیس میل کا تنوع ارضی ضروریہ یا بلکہ شیعہ ان کو نہ کہہ کسی طرح نہ قابو نہ خوب جاننے لے اگر آپ یہاں قیام جوئے تو حلیفتہ المسلمین سے جب بھی آپ کا بعد نام چار لاکھ آپ کو آمد و خروج کرنے کا ہمارا تمام حرم حلیفتہ المسلمین کے سامنے ظاہر ہوگا۔ اس وحدت میں معلوم نہیں ہمارے ساتھ کیا سلوک کیا جائے گا۔ اور اگر غیر مذہب محال ہیں مخالف بھی کر دیا جائے جس کے سو فیصدی امکانات تھے تو اس صورت میں بھی ان کو یہ سکیم فیل ہوئی نظر آئی کہ حسینؑ کا زینہ کے ہاتھ پر بیعت کرنا حق کا مفادینہ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کا وہ ہوگا اور ہم اپنی قرعہ سی سرزمینوں کو جاری نہیں رکھ سکیں گے۔ ان دونوں صورتوں کا کوٹھان کی نظر میں یہاں کہ حسینؑ

عشہ و مسلمان و شیعہ ائمہ تحفۃ الزلزلہ میں ہے کہ فرمایا حسینؑ نے بقدر جائزے پاد کو نہ نزد من بہتر زلف و ابرو مست اور مہلک از خلا کہ مددینہ داشتہ باشم۔ یعنی ہاتھ غیر کو نہ کی جلد مجھے مدینہ میں واپس اپنے گھر سے بہتر ہے۔

یہاں چہرہ جی تفسار جلو کر جوتایے چہا نہ ہی صاحب تلک و لایم میں ان خبروں پر اثر آئے ہیں اس کو ذہلہ منافقین بود و دعویٰ تشیع میگردند و با حضرت افسر نوین و امام حقیق امام حشیش اس ماجرا کو نہ کہ مدد ایدہ فاک طالعین دشمن نہوا میرہ نیزہ بودیم چہ خوش تنفروں کو نہ توانستہ۔

کو نہ کے۔ ب۔ لوگ منافق تھے شہل نے شیعیت کا دعویٰ کیا اور علیؑ دشمن اور حسینؑ سے جو کہ تم نے نہ کیا۔ جن لوگوں کو ہم مومن مسلمان اور شیعہ کہتے ہیں انہیں یہ لوگ طالعین اور منافق کہتے ہیں۔ پتہ ناسین طہ اپنے موقف سے جو کہ کے متعلق ظلم کا تاثر ہے۔ اور غلط ہے۔

کو فہم کر کے آپ کی شہادت کی آڑ میں ایک عالم کو گلوہ بھی کر سکیں گے۔ اور ایسی
خاندان چوکی کی طرح ڈالنے پر قادر ہو جائیں گے۔ جس کا نو قیامت تک ناممکن
ہو جائے گا۔

سیدنا حسینؑ کے سامنے جب ایسی صورت پیش آئی تو آپ اس نہ خیرہ قطعہ
ارضی کو چھوڑ کر چاہتے تھے کہ لازم و ملزوم ہو جائیں۔ مگر ان لوگوں نے آگے بڑھ کر حجاب کر دیا۔
اور جس نے خیوں سے باہر نکل کر داخلہ کی۔ وہ قتل کی دھار پر نہ گیا۔ سیدنا
علیؑ کی لڑائی سے اٹھ کر آئے اور آپ کے دیکھ کر ساتھیوں سے چار پانچ افراد بچ گئے۔ بیچارے
علیؑ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے۔

سیدنا حسینؑ کی یہ شہادت نہایت مظلومانہ انداز میں ہوئی۔ آپ فرات
سے کہ مجھے واپس جانے دو۔ مجھے اپنے چچا زاد بھائی (زیدؑ) کے پاس جانے دو۔ مجھے
سرحدت کی طرف نکل جانے دو۔ تاکہ وہاں جا کر جہاد کرنے وقتوں میں شامل ہو جائوں۔ مگر اپنی
ایک نہ سنی گئی۔

آزاد بن زیاد اور ابن سعد کو حسینؑ کا قاتل کہنے والوں کو شرم نہیں آتی کہ وہ کیسی
بے تکی، خلاف عقل اور خلاف واقعہ غلط بیانیوں سے کام لے رہے ہیں۔ کوئی میں نے
والے تمام تمام شیطان علیؑ نہیں سے ایک ابن زیاد اور ایک ابن سعد صرف دو آدمی باہر
کئے ہیں۔ اگر ہزاروں آدمی ان پر تھوکتا ہی شروع کر دیتے تو وہ ان کے تھوکتے ہیں
میں ڈوب کر مر جاتے۔ مگر انسان جب عقل و خرد سے عاری ہو جاتے، اور
بعض رجز و تعصب و عناد کی وجہ سے اندھا ہو جاتے تو اس کو کوئی ایسی بات
نہیں سمجھتی جس میں حقیقت کا شائبہ بھی ہو۔

سیدنا حسینؑ کی اولاد کی اولاد سے شروع کیے والے

پہلے تو یہ تھا کہ سیدنا حسینؑ کے رجوع کے بعد آپ کی مظلوم شہادت سے آپ کی اولاد ہجرت حاصل کر کے پناہ امن و زندگی گزارتی رہے مگر معلوم ان لوگوں کے ذہن میں یہ ۶۰ لاکھوں سالیاں گزریں کہ ان کی اولاد ہونے کی وجہ سے اس دنیا میں محبت کرنے کے قصور صرف ہم ہی ہیں۔ یہ سنا علیؑ (زین العابدین) نے تو تمام زندگی امیر مینہ اور موہن کی اطاعت میں گزاری۔ اور جہاں تک آپ سے بن پڑا۔ اگلا امیر بن مروان بن زہرہ نے دیا۔ آپ کو کئی بار شیعوں نے غزوہ کے لئے آمادہ کرنے کی کوششیں کیں مگر ہوا۔ آپ نے انہیں دھتاتا دیا۔ پھر واقعہ حرم کے جھگڑے سے پہلے آپ نے بن امیر بن زہرہ کو مظلوم دی۔ اور یہی وجہ تھی کہ بغاوت کے فرو ہونے کے بعد مسلم بن عقبہ سالار ہجرت خلافت سے آپ کی بڑی عزت و تکریم کی مگر آپ کی زندگی سے آپ کی اولاد نے کوئی سبق حاصل نہ کیا۔ کثیرا و حدیثے آپ کے آٹھ بیٹوں کے نام اسس وجہ سے تائین کے لفظ کی نزہت جس کہ ان آٹھ کی اولاد میں سے کسی نے کسی نے خرد و ح کیا۔ اور ان آٹھ میں سے نہی نے طوح کیا۔ اور باقی پانچ سن زندگی گزار کر دنیا سے رخصت ہو گئے۔ مکملہ صفحات میں سیدنا حسینؑ کی اولاد میں لوگوں کے حالات کا ایک سرسری جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔ جسے ایک نظر دیکھنے سے ہی معلوم ہو جائیگا کہ یہ لوگ کس قماش کے تھے۔ بنو ہاشم بن عبدالمطلب نے امیر مینہ کو پناہ دی کہ ان کے گھر آجائے۔ اور ان کے ساتھ

جلد ۱۰ صفحہ ۱۰۱

(۱۲) زبیر بن علی بن ابی طالبؑ نے ۱۱ھ میں کوفہ میں ساخہ کر کے باسٹھ سال حبشہ میں گئے۔ ان میں ہشام کے متعلق کلامتہ ابی اسیر نے نقل فرمائی ہے۔

مستحق ہیں کہ ان کے خلیفہ ہشام بن ابی طالبؑ کے لئے امن و سلام سے زندگی گزار رہے تھے۔ ہشام نے ہر جگہ سے۔

نہی مانوے۔ ملک کے بھاری بھر کم کوئی تھے۔ مدد و معاونت ہی تھی (مطالعہ ص ۴۴)۔

ہجری ۱۱ھ، ۱۲ھ، ۱۳ھ، ۱۴ھ، ۱۵ھ، ۱۶ھ، ۱۷ھ، ۱۸ھ، ۱۹ھ، ۲۰ھ، ۲۱ھ، ۲۲ھ، ۲۳ھ، ۲۴ھ، ۲۵ھ، ۲۶ھ، ۲۷ھ، ۲۸ھ، ۲۹ھ، ۳۰ھ، ۳۱ھ، ۳۲ھ، ۳۳ھ، ۳۴ھ، ۳۵ھ، ۳۶ھ، ۳۷ھ، ۳۸ھ، ۳۹ھ، ۴۰ھ، ۴۱ھ، ۴۲ھ، ۴۳ھ، ۴۴ھ، ۴۵ھ، ۴۶ھ، ۴۷ھ، ۴۸ھ، ۴۹ھ، ۵۰ھ، ۵۱ھ، ۵۲ھ، ۵۳ھ، ۵۴ھ، ۵۵ھ، ۵۶ھ، ۵۷ھ، ۵۸ھ، ۵۹ھ، ۶۰ھ، ۶۱ھ، ۶۲ھ، ۶۳ھ، ۶۴ھ، ۶۵ھ، ۶۶ھ، ۶۷ھ، ۶۸ھ، ۶۹ھ، ۷۰ھ، ۷۱ھ، ۷۲ھ، ۷۳ھ، ۷۴ھ، ۷۵ھ، ۷۶ھ، ۷۷ھ، ۷۸ھ، ۷۹ھ، ۸۰ھ، ۸۱ھ، ۸۲ھ، ۸۳ھ، ۸۴ھ، ۸۵ھ، ۸۶ھ، ۸۷ھ، ۸۸ھ، ۸۹ھ، ۹۰ھ، ۹۱ھ، ۹۲ھ، ۹۳ھ، ۹۴ھ، ۹۵ھ، ۹۶ھ، ۹۷ھ، ۹۸ھ، ۹۹ھ، ۱۰۰ھ، ۱۰۱ھ، ۱۰۲ھ، ۱۰۳ھ، ۱۰۴ھ، ۱۰۵ھ، ۱۰۶ھ، ۱۰۷ھ، ۱۰۸ھ، ۱۰۹ھ، ۱۱۰ھ، ۱۱۱ھ، ۱۱۲ھ، ۱۱۳ھ، ۱۱۴ھ، ۱۱۵ھ، ۱۱۶ھ، ۱۱۷ھ، ۱۱۸ھ، ۱۱۹ھ، ۱۲۰ھ، ۱۲۱ھ، ۱۲۲ھ، ۱۲۳ھ، ۱۲۴ھ، ۱۲۵ھ، ۱۲۶ھ، ۱۲۷ھ، ۱۲۸ھ، ۱۲۹ھ، ۱۳۰ھ، ۱۳۱ھ، ۱۳۲ھ، ۱۳۳ھ، ۱۳۴ھ، ۱۳۵ھ، ۱۳۶ھ، ۱۳۷ھ، ۱۳۸ھ، ۱۳۹ھ، ۱۴۰ھ، ۱۴۱ھ، ۱۴۲ھ، ۱۴۳ھ، ۱۴۴ھ، ۱۴۵ھ، ۱۴۶ھ، ۱۴۷ھ، ۱۴۸ھ، ۱۴۹ھ، ۱۵۰ھ، ۱۵۱ھ، ۱۵۲ھ، ۱۵۳ھ، ۱۵۴ھ، ۱۵۵ھ، ۱۵۶ھ، ۱۵۷ھ، ۱۵۸ھ، ۱۵۹ھ، ۱۶۰ھ، ۱۶۱ھ، ۱۶۲ھ، ۱۶۳ھ، ۱۶۴ھ، ۱۶۵ھ، ۱۶۶ھ، ۱۶۷ھ، ۱۶۸ھ، ۱۶۹ھ، ۱۷۰ھ، ۱۷۱ھ، ۱۷۲ھ، ۱۷۳ھ، ۱۷۴ھ، ۱۷۵ھ، ۱۷۶ھ، ۱۷۷ھ، ۱۷۸ھ، ۱۷۹ھ، ۱۸۰ھ، ۱۸۱ھ، ۱۸۲ھ، ۱۸۳ھ، ۱۸۴ھ، ۱۸۵ھ، ۱۸۶ھ، ۱۸۷ھ، ۱۸۸ھ، ۱۸۹ھ، ۱۹۰ھ، ۱۹۱ھ، ۱۹۲ھ، ۱۹۳ھ، ۱۹۴ھ، ۱۹۵ھ، ۱۹۶ھ، ۱۹۷ھ، ۱۹۸ھ، ۱۹۹ھ، ۲۰۰ھ، ۲۰۱ھ، ۲۰۲ھ، ۲۰۳ھ، ۲۰۴ھ، ۲۰۵ھ، ۲۰۶ھ، ۲۰۷ھ، ۲۰۸ھ، ۲۰۹ھ، ۲۱۰ھ، ۲۱۱ھ، ۲۱۲ھ، ۲۱۳ھ، ۲۱۴ھ، ۲۱۵ھ، ۲۱۶ھ، ۲۱۷ھ، ۲۱۸ھ، ۲۱۹ھ، ۲۲۰ھ، ۲۲۱ھ، ۲۲۲ھ، ۲۲۳ھ، ۲۲۴ھ، ۲۲۵ھ، ۲۲۶ھ، ۲۲۷ھ، ۲۲۸ھ، ۲۲۹ھ، ۲۳۰ھ، ۲۳۱ھ، ۲۳۲ھ، ۲۳۳ھ، ۲۳۴ھ، ۲۳۵ھ، ۲۳۶ھ، ۲۳۷ھ، ۲۳۸ھ، ۲۳۹ھ، ۲۴۰ھ، ۲۴۱ھ، ۲۴۲ھ، ۲۴۳ھ، ۲۴۴ھ، ۲۴۵ھ، ۲۴۶ھ، ۲۴۷ھ، ۲۴۸ھ، ۲۴۹ھ، ۲۵۰ھ، ۲۵۱ھ، ۲۵۲ھ، ۲۵۳ھ، ۲۵۴ھ، ۲۵۵ھ، ۲۵۶ھ، ۲۵۷ھ، ۲۵۸ھ، ۲۵۹ھ، ۲۶۰ھ، ۲۶۱ھ، ۲۶۲ھ، ۲۶۳ھ، ۲۶۴ھ، ۲۶۵ھ، ۲۶۶ھ، ۲۶۷ھ، ۲۶۸ھ، ۲۶۹ھ، ۲۷۰ھ، ۲۷۱ھ، ۲۷۲ھ، ۲۷۳ھ، ۲۷۴ھ، ۲۷۵ھ، ۲۷۶ھ، ۲۷۷ھ، ۲۷۸ھ، ۲۷۹ھ، ۲۸۰ھ، ۲۸۱ھ، ۲۸۲ھ، ۲۸۳ھ، ۲۸۴ھ، ۲۸۵ھ، ۲۸۶ھ، ۲۸۷ھ، ۲۸۸ھ، ۲۸۹ھ، ۲۹۰ھ، ۲۹۱ھ، ۲۹۲ھ، ۲۹۳ھ، ۲۹۴ھ، ۲۹۵ھ، ۲۹۶ھ، ۲۹۷ھ، ۲۹۸ھ، ۲۹۹ھ، ۳۰۰ھ، ۳۰۱ھ، ۳۰۲ھ، ۳۰۳ھ، ۳۰۴ھ، ۳۰۵ھ، ۳۰۶ھ، ۳۰۷ھ، ۳۰۸ھ، ۳۰۹ھ، ۳۱۰ھ، ۳۱۱ھ، ۳۱۲ھ، ۳۱۳ھ، ۳۱۴ھ، ۳۱۵ھ، ۳۱۶ھ، ۳۱۷ھ، ۳۱۸ھ، ۳۱۹ھ، ۳۲۰ھ، ۳۲۱ھ، ۳۲۲ھ، ۳۲۳ھ، ۳۲۴ھ، ۳۲۵ھ، ۳۲۶ھ، ۳۲۷ھ، ۳۲۸ھ، ۳۲۹ھ، ۳۳۰ھ، ۳۳۱ھ، ۳۳۲ھ، ۳۳۳ھ، ۳۳۴ھ، ۳۳۵ھ، ۳۳۶ھ، ۳۳۷ھ، ۳۳۸ھ، ۳۳۹ھ، ۳۴۰ھ، ۳۴۱ھ، ۳۴۲ھ، ۳۴۳ھ، ۳۴۴ھ، ۳۴۵ھ، ۳۴۶ھ، ۳۴۷ھ، ۳۴۸ھ، ۳۴۹ھ، ۳۵۰ھ، ۳۵۱ھ، ۳۵۲ھ، ۳۵۳ھ، ۳۵۴ھ، ۳۵۵ھ، ۳۵۶ھ، ۳۵۷ھ، ۳۵۸ھ، ۳۵۹ھ، ۳۶۰ھ، ۳۶۱ھ، ۳۶۲ھ، ۳۶۳ھ، ۳۶۴ھ، ۳۶۵ھ، ۳۶۶ھ، ۳۶۷ھ، ۳۶۸ھ، ۳۶۹ھ، ۳۷۰ھ، ۳۷۱ھ، ۳۷۲ھ، ۳۷۳ھ، ۳۷۴ھ، ۳۷۵ھ، ۳۷۶ھ، ۳۷۷ھ، ۳۷۸ھ، ۳۷۹ھ، ۳۸۰ھ، ۳۸۱ھ، ۳۸۲ھ، ۳۸۳ھ، ۳۸۴ھ، ۳۸۵ھ، ۳۸۶ھ، ۳۸۷ھ، ۳۸۸ھ، ۳۸۹ھ، ۳۹۰ھ، ۳۹۱ھ، ۳۹۲ھ، ۳۹۳ھ، ۳۹۴ھ، ۳۹۵ھ، ۳۹۶ھ، ۳۹۷ھ، ۳۹۸ھ، ۳۹۹ھ، ۴۰۰ھ، ۴۰۱ھ، ۴۰۲ھ، ۴۰۳ھ، ۴۰۴ھ، ۴۰۵ھ، ۴۰۶ھ، ۴۰۷ھ، ۴۰۸ھ، ۴۰۹ھ، ۴۱۰ھ، ۴۱۱ھ، ۴۱۲ھ، ۴۱۳ھ، ۴۱۴ھ، ۴۱۵ھ، ۴۱۶ھ، ۴۱۷ھ، ۴۱۸ھ، ۴۱۹ھ، ۴۲۰ھ، ۴۲۱ھ، ۴۲۲ھ، ۴۲۳ھ، ۴۲۴ھ، ۴۲۵ھ، ۴۲۶ھ، ۴۲۷ھ، ۴۲۸ھ، ۴۲۹ھ، ۴۳۰ھ، ۴۳۱ھ، ۴۳۲ھ، ۴۳۳ھ، ۴۳۴ھ، ۴۳۵ھ، ۴۳۶ھ، ۴۳۷ھ، ۴۳۸ھ، ۴۳۹ھ، ۴۴۰ھ، ۴۴۱ھ، ۴۴۲ھ، ۴۴۳ھ، ۴۴۴ھ، ۴۴۵ھ، ۴۴۶ھ، ۴۴۷ھ، ۴۴۸ھ، ۴۴۹ھ، ۴۵۰ھ، ۴۵۱ھ، ۴۵۲ھ، ۴۵۳ھ، ۴۵۴ھ، ۴۵۵ھ، ۴۵۶ھ، ۴۵۷ھ، ۴۵۸ھ، ۴۵۹ھ، ۴۶۰ھ، ۴۶۱ھ، ۴۶۲ھ، ۴۶۳ھ، ۴۶۴ھ، ۴۶۵ھ، ۴۶۶ھ، ۴۶۷ھ، ۴۶۸ھ، ۴۶۹ھ، ۴۷۰ھ، ۴۷۱ھ، ۴۷۲ھ، ۴۷۳ھ، ۴۷۴ھ، ۴۷۵ھ، ۴۷۶ھ، ۴۷۷ھ، ۴۷۸ھ، ۴۷۹ھ، ۴۸۰ھ، ۴۸۱ھ، ۴۸۲ھ، ۴۸۳ھ، ۴۸۴ھ، ۴۸۵ھ، ۴۸۶ھ، ۴۸۷ھ، ۴۸۸ھ، ۴۸۹ھ، ۴۹۰ھ، ۴۹۱ھ، ۴۹۲ھ، ۴۹۳ھ، ۴۹۴ھ، ۴۹۵ھ، ۴۹۶ھ، ۴۹۷ھ، ۴۹۸ھ، ۴۹۹ھ، ۵۰۰ھ، ۵۰۱ھ، ۵۰۲ھ، ۵۰۳ھ، ۵۰۴ھ، ۵۰۵ھ، ۵۰۶ھ، ۵۰۷ھ، ۵۰۸ھ، ۵۰۹ھ، ۵۱۰ھ، ۵۱۱ھ، ۵۱۲ھ، ۵۱۳ھ، ۵۱۴ھ، ۵۱۵ھ، ۵۱۶ھ، ۵۱۷ھ، ۵۱۸ھ، ۵۱۹ھ، ۵۲۰ھ، ۵۲۱ھ، ۵۲۲ھ، ۵۲۳ھ، ۵۲۴ھ، ۵۲۵ھ، ۵۲۶ھ، ۵۲۷ھ، ۵۲۸ھ، ۵۲۹ھ، ۵۳۰ھ، ۵۳۱ھ، ۵۳۲ھ، ۵۳۳ھ، ۵۳۴ھ، ۵۳۵ھ، ۵۳۶ھ، ۵۳۷ھ، ۵۳۸ھ، ۵۳۹ھ، ۵۴۰ھ، ۵۴۱ھ، ۵۴۲ھ، ۵۴۳ھ، ۵۴۴ھ، ۵۴۵ھ، ۵۴۶ھ، ۵۴۷ھ، ۵۴۸ھ، ۵۴۹ھ، ۵۵۰ھ، ۵۵۱ھ، ۵۵۲ھ، ۵۵۳ھ، ۵۵۴ھ، ۵۵۵ھ، ۵۵۶ھ، ۵۵۷ھ، ۵۵۸ھ، ۵۵۹ھ، ۵۶۰ھ، ۵۶۱ھ، ۵۶۲ھ، ۵۶۳ھ، ۵۶۴ھ، ۵۶۵ھ، ۵۶۶ھ، ۵۶۷ھ، ۵۶۸ھ، ۵۶۹ھ، ۵۷۰ھ، ۵۷۱ھ، ۵۷۲ھ، ۵۷۳ھ، ۵۷۴ھ، ۵۷۵ھ، ۵۷۶ھ، ۵۷۷ھ، ۵۷۸ھ، ۵۷۹ھ، ۵۸۰ھ، ۵۸۱ھ، ۵۸۲ھ، ۵۸۳ھ، ۵۸۴ھ، ۵۸۵ھ، ۵۸۶ھ، ۵۸۷ھ، ۵۸۸ھ، ۵۸۹ھ، ۵۹۰ھ، ۵۹۱ھ، ۵۹۲ھ، ۵۹۳ھ، ۵۹۴ھ، ۵۹۵ھ، ۵۹۶ھ، ۵۹۷ھ، ۵۹۸ھ، ۵۹۹ھ، ۶۰۰ھ، ۶۰۱ھ، ۶۰۲ھ، ۶۰۳ھ، ۶۰۴ھ، ۶۰۵ھ، ۶۰۶ھ، ۶۰۷ھ، ۶۰۸ھ، ۶۰۹ھ، ۶۱۰ھ، ۶۱۱ھ، ۶۱۲ھ، ۶۱۳ھ، ۶۱۴ھ، ۶۱۵ھ، ۶۱۶ھ، ۶۱۷ھ، ۶۱۸ھ، ۶۱۹ھ، ۶۲۰ھ، ۶۲۱ھ، ۶۲۲ھ، ۶۲۳ھ، ۶۲۴ھ، ۶۲۵ھ، ۶۲۶ھ، ۶۲۷ھ، ۶۲۸ھ، ۶۲۹ھ، ۶۳۰ھ، ۶۳۱ھ، ۶۳۲ھ، ۶۳۳ھ، ۶۳۴ھ، ۶۳۵ھ، ۶۳۶ھ، ۶۳۷ھ، ۶۳۸ھ، ۶۳۹ھ، ۶۴۰ھ، ۶۴۱ھ، ۶۴۲ھ، ۶۴۳ھ، ۶۴۴ھ، ۶۴۵ھ، ۶۴۶ھ، ۶۴۷ھ، ۶۴۸ھ، ۶۴۹ھ، ۶۵۰ھ، ۶۵۱ھ، ۶۵۲ھ، ۶۵۳ھ، ۶۵۴ھ، ۶۵۵ھ، ۶۵۶ھ، ۶۵۷ھ، ۶۵۸ھ، ۶۵۹ھ، ۶۶۰ھ، ۶۶۱ھ، ۶۶۲ھ، ۶۶۳ھ، ۶۶۴ھ، ۶۶۵ھ، ۶۶۶ھ، ۶۶۷ھ، ۶۶۸ھ، ۶۶۹ھ، ۶۷۰ھ، ۶۷۱ھ، ۶۷۲ھ، ۶۷۳ھ، ۶۷۴ھ، ۶۷۵ھ، ۶۷۶ھ، ۶۷۷ھ، ۶۷۸ھ، ۶۷۹ھ، ۶۸۰ھ، ۶۸۱ھ، ۶۸۲ھ، ۶۸۳ھ، ۶۸۴ھ، ۶۸۵ھ، ۶۸۶ھ، ۶۸۷ھ، ۶۸۸ھ، ۶۸۹ھ، ۶۹۰ھ، ۶۹۱ھ، ۶۹۲ھ، ۶۹۳ھ، ۶۹۴ھ، ۶۹۵ھ، ۶۹۶ھ، ۶۹۷ھ، ۶۹۸ھ، ۶۹۹ھ، ۷۰۰ھ، ۷۰۱ھ، ۷۰۲ھ، ۷۰۳ھ، ۷۰۴ھ، ۷۰۵ھ، ۷۰۶ھ، ۷۰۷ھ، ۷۰۸ھ، ۷۰۹ھ، ۷۱۰ھ، ۷۱۱ھ، ۷۱۲ھ، ۷۱۳ھ، ۷۱۴ھ، ۷۱۵ھ، ۷۱۶ھ، ۷۱۷ھ، ۷۱۸ھ، ۷۱۹ھ، ۷۲۰ھ، ۷۲۱ھ، ۷۲۲ھ، ۷۲۳ھ، ۷۲۴ھ، ۷۲۵ھ، ۷۲۶ھ، ۷۲۷ھ، ۷۲۸ھ، ۷۲۹ھ، ۷۳۰ھ، ۷۳۱ھ، ۷۳۲ھ، ۷۳۳ھ، ۷۳۴ھ، ۷۳۵ھ، ۷۳۶ھ، ۷۳۷ھ، ۷۳۸ھ، ۷۳۹ھ، ۷۴۰ھ، ۷۴۱ھ، ۷۴۲ھ، ۷۴۳ھ، ۷۴۴ھ، ۷۴۵ھ، ۷۴۶ھ، ۷۴۷ھ، ۷۴۸ھ، ۷۴۹ھ، ۷۵۰ھ، ۷۵۱ھ، ۷۵۲ھ، ۷۵۳ھ، ۷۵۴ھ، ۷۵۵ھ، ۷۵۶ھ، ۷۵۷ھ، ۷۵۸ھ، ۷۵۹ھ، ۷۶۰ھ، ۷۶۱ھ، ۷۶۲ھ، ۷۶۳ھ، ۷۶۴ھ، ۷۶۵ھ، ۷۶۶ھ، ۷۶۷ھ، ۷۶۸ھ، ۷۶۹ھ، ۷۷۰ھ، ۷۷۱ھ، ۷۷۲ھ، ۷۷۳ھ، ۷۷۴ھ، ۷۷۵ھ، ۷۷۶ھ، ۷۷۷ھ، ۷۷۸ھ، ۷۷۹ھ، ۷۸۰ھ، ۷۸۱ھ، ۷۸۲ھ، ۷۸۳ھ، ۷۸۴ھ، ۷۸۵ھ، ۷۸۶ھ، ۷۸۷ھ، ۷۸۸ھ، ۷۸۹ھ، ۷۹۰ھ، ۷۹۱ھ، ۷۹۲ھ، ۷۹۳ھ، ۷۹۴ھ، ۷۹۵ھ، ۷۹۶ھ، ۷۹۷ھ، ۷۹۸ھ، ۷۹۹ھ، ۸۰۰ھ، ۸۰۱ھ، ۸۰۲ھ، ۸۰۳ھ، ۸۰۴ھ، ۸۰۵ھ، ۸۰۶ھ، ۸۰۷ھ، ۸۰۸ھ، ۸۰۹ھ، ۸۱۰ھ، ۸۱۱ھ، ۸۱۲ھ، ۸۱۳ھ، ۸۱۴ھ، ۸۱۵ھ، ۸۱۶ھ، ۸۱۷ھ، ۸۱۸ھ، ۸۱۹ھ، ۸۲۰ھ، ۸۲۱ھ، ۸۲۲ھ، ۸۲۳ھ، ۸۲۴ھ، ۸۲۵ھ، ۸۲۶ھ، ۸۲۷ھ، ۸۲۸ھ، ۸۲۹ھ، ۸۳۰ھ، ۸۳۱ھ، ۸۳۲ھ، ۸۳۳ھ، ۸۳۴ھ، ۸۳۵ھ، ۸۳۶ھ، ۸۳۷ھ، ۸۳۸ھ، ۸۳۹ھ، ۸۴۰ھ، ۸۴۱ھ، ۸۴۲ھ، ۸۴۳ھ، ۸۴۴ھ، ۸۴۵ھ، ۸۴۶ھ، ۸۴۷ھ، ۸۴۸ھ، ۸۴۹ھ، ۸۵۰ھ، ۸۵۱ھ، ۸۵۲ھ، ۸۵۳ھ، ۸۵۴ھ، ۸۵۵ھ، ۸۵۶ھ، ۸۵۷ھ، ۸۵۸ھ، ۸۵۹ھ، ۸۶۰ھ، ۸۶۱ھ، ۸۶۲ھ، ۸۶۳ھ، ۸۶۴ھ، ۸۶۵ھ، ۸۶۶ھ، ۸۶۷ھ، ۸۶۸ھ، ۸۶۹ھ، ۸۷۰ھ، ۸۷۱ھ، ۸۷۲ھ، ۸۷۳ھ، ۸۷۴ھ، ۸۷۵ھ، ۸۷۶ھ، ۸۷۷ھ، ۸۷۸ھ، ۸۷۹ھ، ۸۸۰ھ، ۸۸۱ھ، ۸۸۲ھ، ۸۸۳ھ، ۸۸۴ھ، ۸۸۵ھ، ۸۸۶ھ، ۸۸۷ھ، ۸۸۸ھ، ۸۸۹ھ، ۸۹۰ھ، ۸۹۱ھ، ۸۹۲ھ، ۸۹۳ھ، ۸۹۴ھ، ۸۹۵ھ، ۸۹۶ھ، ۸۹۷ھ، ۸۹۸ھ، ۸۹۹ھ، ۹۰۰ھ، ۹۰۱ھ، ۹۰۲ھ، ۹۰۳ھ، ۹۰۴ھ، ۹۰۵ھ، ۹۰۶ھ، ۹۰۷ھ، ۹۰۸ھ، ۹۰۹ھ، ۹۱۰ھ، ۹۱۱ھ، ۹۱۲ھ، ۹۱۳ھ، ۹۱۴ھ، ۹۱۵ھ، ۹۱۶ھ، ۹۱۷ھ، ۹۱۸ھ، ۹۱۹ھ، ۹۲۰ھ، ۹۲۱ھ، ۹۲۲ھ، ۹۲۳ھ، ۹۲۴ھ، ۹۲۵ھ، ۹۲۶ھ، ۹۲۷ھ، ۹۲۸ھ، ۹۲۹ھ، ۹۳۰ھ، ۹۳۱ھ، ۹۳۲ھ، ۹۳۳ھ، ۹۳۴ھ، ۹۳۵ھ، ۹۳۶ھ، ۹۳۷ھ، ۹۳۸ھ، ۹۳۹ھ، ۹۴۰ھ، ۹۴۱ھ، ۹۴۲ھ، ۹۴۳ھ، ۹۴۴ھ، ۹۴۵ھ، ۹۴۶ھ، ۹۴۷ھ، ۹۴۸ھ، ۹۴۹ھ، ۹۵۰ھ، ۹۵۱ھ، ۹۵۲ھ، ۹۵۳ھ، ۹۵۴ھ، ۹۵۵ھ، ۹۵۶ھ، ۹۵۷ھ، ۹۵۸ھ، ۹۵۹ھ، ۹۶۰ھ، ۹۶۱ھ، ۹۶۲ھ، ۹۶۳ھ، ۹۶۴ھ، ۹۶۵ھ، ۹۶۶ھ، ۹۶۷ھ، ۹۶۸ھ، ۹۶۹ھ، ۹۷۰ھ، ۹۷۱ھ، ۹۷۲ھ، ۹۷۳ھ، ۹۷۴ھ، ۹۷۵ھ، ۹۷۶ھ، ۹۷۷ھ، ۹۷۸ھ، ۹۷۹ھ، ۹۸۰ھ، ۹۸۱ھ، ۹۸۲ھ، ۹۸۳ھ، ۹۸۴ھ، ۹۸۵ھ، ۹۸۶ھ، ۹۸۷ھ، ۹۸۸ھ، ۹۸۹ھ، ۹۹۰ھ، ۹۹۱ھ، ۹۹۲ھ، ۹۹۳ھ، ۹۹۴ھ، ۹۹۵ھ، ۹۹۶ھ، ۹۹۷ھ، ۹۹۸ھ، ۹۹۹ھ، ۱۰۰۰ھ، ۱۰۰۱ھ، ۱۰۰۲ھ، ۱۰۰۳ھ، ۱۰۰۴ھ، ۱۰۰۵ھ، ۱۰۰۶ھ، ۱۰۰۷ھ، ۱۰۰۸ھ، ۱۰۰۹ھ، ۱۰۱۰ھ، ۱۰۱۱ھ، ۱۰۱۲ھ، ۱۰۱۳ھ، ۱۰۱۴ھ، ۱۰۱۵ھ، ۱۰۱۶ھ، ۱۰۱۷ھ، ۱۰۱۸ھ، ۱۰۱۹ھ، ۱۰۲۰ھ، ۱۰۲۱ھ، ۱۰۲۲ھ، ۱۰۲۳ھ، ۱۰۲۴ھ، ۱۰۲۵ھ، ۱۰۲۶ھ، ۱۰۲۷ھ، ۱۰۲۸ھ، ۱۰۲۹ھ، ۱۰۳۰ھ، ۱۰۳۱ھ، ۱۰۳۲ھ، ۱۰۳۳ھ، ۱۰۳۴ھ، ۱۰۳۵ھ، ۱۰۳۶ھ، ۱۰۳۷ھ، ۱۰۳۸ھ، ۱۰۳۹ھ، ۱۰۴۰ھ، ۱۰۴۱ھ، ۱۰۴۲ھ، ۱۰۴۳ھ، ۱۰۴۴ھ، ۱۰۴۵ھ، ۱۰۴۶ھ، ۱۰۴۷ھ، ۱۰۴۸ھ، ۱۰۴۹ھ، ۱۰۵۰ھ، ۱۰۵۱ھ، ۱۰۵۲ھ، ۱۰۵۳ھ، ۱۰۵۴ھ، ۱۰۵۵ھ، ۱۰۵۶ھ، ۱۰۵۷ھ، ۱۰۵۸ھ، ۱۰۵۹ھ، ۱۰۶۰ھ، ۱۰۶۱ھ، ۱۰۶۲ھ، ۱۰۶۳ھ، ۱۰۶۴ھ، ۱۰۶۵ھ، ۱۰۶۶ھ، ۱۰۶۷ھ، ۱۰۶۸ھ، ۱۰۶۹ھ، ۱۰۷۰ھ، ۱۰۷۱ھ، ۱۰۷۲ھ، ۱۰۷۳ھ، ۱۰۷۴ھ، ۱۰۷۵ھ، ۱۰۷۶ھ، ۱۰۷۷ھ، ۱۰۷۸ھ، ۱۰۷۹ھ، ۱۰۸۰ھ، ۱۰۸۱ھ، ۱۰۸۲ھ، ۱۰۸۳ھ، ۱۰۸۴ھ، ۱۰۸۵ھ، ۱۰۸۶ھ، ۱۰۸۷ھ، ۱۰۸۸ھ، ۱۰۸۹ھ، ۱۰۹۰ھ، ۱۰۹۱ھ، ۱۰۹۲ھ، ۱۰۹۳ھ، ۱۰۹۴ھ، ۱۰۹۵ھ، ۱۰۹۶ھ، ۱۰۹۷ھ، ۱۰۹۸ھ، ۱۰۹۹ھ، ۱۱۰۰ھ، ۱۱۰۱ھ، ۱۱۰۲ھ، ۱۱۰۳ھ، ۱۱۰۴ھ، ۱۱۰۵ھ، ۱۱۰۶ھ، ۱۱۰۷ھ، ۱۱۰۸ھ، ۱۱۰۹ھ، ۱۱۱۰ھ، ۱۱۱۱ھ، ۱۱۱۲ھ، ۱۱۱۳ھ، ۱۱۱۴ھ، ۱۱۱۵ھ، ۱۱۱۶ھ، ۱۱۱۷ھ، ۱۱۱۸ھ، ۱۱۱۹ھ، ۱۱۲۰ھ، ۱۱۲۱ھ، ۱۱۲۲ھ، ۱۱۲۳ھ، ۱۱۲۴ھ، ۱۱۲۵ھ، ۱۱۲۶ھ، ۱۱۲۷ھ، ۱۱۲۸ھ، ۱۱۲۹ھ، ۱۱۳۰ھ، ۱۱۳۱ھ، ۱۱۳۲ھ، ۱۱۳۳ھ، ۱۱۳۴ھ، ۱۱۳۵ھ، ۱۱۳۶ھ، ۱۱۳۷ھ، ۱۱۳۸ھ، ۱۱۳۹ھ، ۱۱۴۰ھ، ۱۱۴۱ھ، ۱۱۴۲ھ، ۱۱۴۳ھ، ۱۱۴۴ھ، ۱۱۴۵ھ، ۱۱۴۶ھ، ۱۱۴۷ھ، ۱۱۴۸ھ، ۱۱۴۹ھ، ۱۱۵۰ھ، ۱۱۵۱ھ، ۱۱۵۲ھ، ۱۱۵۳ھ، ۱۱۵۴ھ، ۱۱۵۵ھ، ۱۱۵۶ھ، ۱۱۵۷ھ، ۱۱۵۸ھ، ۱۱۵۹ھ، ۱۱۶۰ھ، ۱۱۶۱ھ، ۱۱۶۲ھ، ۱۱۶۳ھ، ۱۱۶۴ھ، ۱۱۶۵ھ، ۱۱۶۶ھ، ۱۱۶۷ھ، ۱۱۶۸ھ، ۱۱۶۹ھ، ۱۱۷۰ھ، ۱۱۷۱ھ، ۱۱۷۲ھ، ۱۱۷۳ھ، ۱۱۷۴ھ، ۱۱۷۵ھ، ۱۱۷۶ھ، ۱۱۷۷ھ، ۱۱۷۸ھ، ۱۱۷۹ھ، ۱۱۸۰ھ، ۱۱۸۱ھ، ۱۱۸۲ھ، ۱۱۸۳ھ، ۱۱۸۴ھ، ۱۱۸۵ھ، ۱۱۸۶ھ، ۱۱۸۷ھ، ۱۱۸۸ھ، ۱۱۸۹ھ، ۱۱۹۰ھ، ۱۱۹۱ھ، ۱۱۹۲ھ، ۱۱۹۳ھ، ۱۱۹۴ھ، ۱۱۹۵ھ، ۱۱۹۶ھ، ۱۱۹۷ھ، ۱۱۹۸ھ، ۱۱۹۹ھ، ۱۲۰۰ھ، ۱۲۰۱ھ، ۱۲۰۲ھ، ۱۲۰۳ھ، ۱۲۰۴ھ، ۱۲۰۵ھ، ۱۲۰۶ھ، ۱۲۰۷ھ، ۱۲۰۸ھ، ۱۲۰۹ھ، ۱۲۱۰ھ، ۱۲۱۱ھ، ۱۲۱۲ھ، ۱۲۱۳ھ، ۱۲۱۴ھ، ۱۲۱۵ھ، ۱۲۱۶ھ، ۱۲۱۷ھ، ۱۲۱۸ھ، ۱۲۱۹ھ، ۱۲۲۰ھ، ۱۲۲۱ھ، ۱۲۲۲ھ، ۱۲۲۳ھ، ۱۲۲۴ھ، ۱۲۲۵ھ، ۱۲۲۶ھ، ۱۲۲۷ھ، ۱۲۲۸ھ، ۱۲۲۹ھ، ۱۲۳۰ھ، ۱۲۳۱ھ، ۱۲۳۲ھ، ۱۲۳۳ھ، ۱۲۳۴ھ، ۱۲۳۵ھ، ۱۲۳۶ھ، ۱۲۳۷ھ، ۱۲۳۸ھ، ۱۲۳۹ھ، ۱۲۴۰ھ، ۱۲۴۱ھ، ۱۲۴۲ھ، ۱۲۴۳ھ، ۱۲۴۴ھ، ۱۲۴۵ھ، ۱۲۴۶ھ، ۱۲۴۷ھ، ۱۲۴۸ھ، ۱۲۴۹ھ، ۱۲۵۰ھ، ۱۲۵۱ھ، ۱۲۵۲ھ، ۱۲۵۳ھ، ۱۲۵۴ھ، ۱۲۵۵ھ، ۱۲

گیا خلیفہ نے ہر ہی حوت و تکریم سے اپنے پیلوں میں جگہ دی۔ ابو ذریفہ کے طور پر
معتقل و قسم دی۔ زید نے ابو تھا ضا کیا۔ تو خلیفہ نے انکار کر دیا۔ پس ول میں بعض
پیدا ہو گیا۔ اس کے علاوہ سینا علی کے اوقاف کے متعلق عبداللہ بن حسن
مثنیٰ سے بھی جھگڑا تھا جس بارلی کے قائد جعفر بن حسن مثنیٰ تھے۔ ماورجینی پارلی کے
قائد زید تھے جھگڑے سے غول کھینچا۔ اور مقدمہ سپر فلاسٹک پہنچا خلیفہ کے فیصلہ
پر بھی مطمئن نہ ہوئے۔ ان پاس میں کوفیوں نے آپ کو اسی طرح قصور۔ بکھنے شروع
کئے۔ جس طرح تینا حسین کو نکال کر تھے۔

پسین کا آپ کے بن عم ابو علی دوست اور ذوق بن علی بن عبد اللہ بن عباس نے
مکالمہ منع کیا۔ کید لوگ بنے بیان ہیں۔ ان کا کام شروع سے آگ نکالنا ہے۔ ان کے
بہکانے میں دھاؤ۔ چنانچہ مظہر سید رضی مؤرخ طبری نے خطابہ سید داؤد نے کیا ہے بھائی
یہ آپ کو دھوکہ دے کر آپ کی جان خطرے میں ڈال رہے ہیں۔ کیا تم نہیں جانتے کہ
یہ وہی فتنہ پرورد لوگ ہیں جنہوں نے لہجہ سے ہڈیاں اچھی۔ علی بن ابی طالب کا بوم
سے بدیہ ہا بہتر تھے۔ ساتھ چھوڑ دیا۔ ابو تھوکار۔ ان کو قتل کر دیا۔ کیا یہ وہی لوگ ہیں
جنہوں نے خود تمہارے دادا حسین بن علی کو تھوکر سے بھیج کر قہر میں کھا کر بیعت کی اور
پھر ان پر غلامانہ جوئے۔ ان کی گردن سے چادر گھسیٹ لی۔ اور ان کا خیمہ ٹوٹ گیا۔ اور
ان کو زخمی کر دیا۔ کیا یہ وہی لوگ نہیں جنہوں نے خود تمہارے دادا حسین بن علی
کو تھریں بھیج کر قہر میں کھا کر اپنی فطاری کے حلف اٹھاؤ۔ تھوکر سے پہنچا۔ اور کہا
چراغ ہی سے فطاری کی بیان تک کہ دن کو موہن کے ساتھیوں کے قتل کر دیا۔ پس
تم ایسا مت کرو (ہری جلد ۲ ص ۲۸۲ طبع دکن) مگر زید نے پہنچا۔ اور اسے بڑا کر
فلپوں پر فلپیاں کیں۔ غلط عزیزوں اور دوستوں نے ہر چند سمجھا مگر عدنان
سہنت کے نشہ کو جہوں کی لعل کی ترشی دے کر کی زید نے کو فر پہنچ کر نصرت کر
دیا۔ خلیفہ شام غزیری۔ ۷۱۱ (ابتداء جلد ۹ ص ۲۵۲) آخر مجبور ہو کر اس
عراق کو نبات کے فرو کرنے کے لئے لکھا۔ مگر طبیعت کی نکران پرانہ ہو جھوٹا لڑکھائیں

کے کسی اور طرف نکل جائیں خون نہ بہے عوام کے امن میں خلل نہ پڑے، یہاں بیوں کو منع کر دینا کہ باغیوں کے گھروں میں داخل نہ ہوں منید کی فوج نے حملہ کر دیا مگر عسکر خلافت کی طرف سے ایک تیسرا اور زید کی پیشانی میں پوست ہو گیا۔ جس کے زخم سے مجاہد ہوسکے۔ ان صاحب کے ٹھوہن ایک حدیث گھڑی گئی۔

حافظ نے خلیفہ بن یاسمان سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ زید بن حاشہ پر پڑی تو فرمایا۔ میرے اہلبیت میں سے ایک مظلوم کا نام یہی ہو گا۔ اللہ کی راہ میں قتل ہونے والے احمد میری امت (مظلوم نہیں ہیں یہاں داستان گو نے زید کے لئے امتی کا لفظ کیوں استعمال کیا۔) میں سے سولی پر جانے والے کا یہی نام ہو گا۔ پھر زید بن حاشہ کو کہا مجھ سے قریب ہو جاؤ۔ کہہ دی محبت اللہ اور دنیا دہ کرے کیونکہ تمہارا نام میری اولاد میں سے میرے ایک پیارے بیٹے زید کا نام ہے۔

زید بن حاشہ کچھ عرصہ زید بن محمد کے ملائے یہ بات قابل غور ہے کہ زید کا خروج کسی دینی غرض کے لئے نہ تھا۔ بلکہ ذاتی بخش اور حصولِ اقبال کے لئے تھا۔

زید کے بیٹے حسین کی ایک بیٹی خدیجہ نام محمد بن ابراہیم عباسی کے نکاح میں تھی۔ و کتاب نسب قریش ص ۳۷۱ یہ حضرات شیخین کی زندگی اور فضیلت کے قائل تھے۔ ان کی ایک جماعت نے ان کا ساتھ چھوڑ دیا۔ جنہیں انہیں نے خود رافضی کہا۔

۳۔ یحییٰ بن زید نے ۱۲۶ ہجری میں خراسان میں ولید اموی کے زمانے میں خروج کیا باپ کے خروج کے وقت میں سال عمر تھی بہت کم قتل ہوئے

ہونے پر الحکم بن یحییٰ بن مروان نے پناہ دی۔ د جہرۃ الانساب ابن حزم ص ۹۰ یہاں یحییٰ نے انہیں بھی بہکایا خراسان میں پہنچ کر قندھار گیزاں شروع کیں۔ نسوین یاد کو گورنر خراسان نے گرفتار کر لیا مگر خلیفہ ولید نے حکم دیا کہ رگروہ حد میں خروج کر کے قتل ہوا۔

فدا طوطا کچھ بہت بپ کی بناوت کے علاوہ پر پناہ دیتی ہے۔ تو خاندان خلافت کے ایک فرد کے ان خود کش حملے پر گورنر متعلقہ گرفتار کرتا ہے تو خلیفہ حکم دیتا

بے چارے محمدؐ اور آخری مہاجرین کے خلاف بغاوت کرتا ہے یہ بے کردار ان بدنام
کفر اسلام کا جن کے متعلق کہا جاتا ہے کہ تمک بہ لغرت "نہیں کیا جاتا۔
یعنی اللہ کا۔

۴۔ عبدی بن زید عیسائی نے ۱۳۸ ہجری میں ابو جعفر منصور کے زمانہ
قتل جو اتوار کے ساڑھے نو بجے عیسائیوں نے بغاوت پر اعلان کیا۔ ابو مسلم خراسانی جو باہن حملوں
کا خیر خواہ تھا اور عیسائیوں کے خلاف کامیاب نہ ہو سکے اس کے ساتھیوں کی تعداد
کئی ہزار تھی۔ عیسائیوں کو شکست ہوئی۔ چونکہ محمد لا قوطہ اور ابراہیم کی بغاوتوں میں ان
کے شریک رہ چکے تھے۔ اس لئے روپوش ہو گئے۔ موسیٰ ہمدانی کے زمانہ میں نوٹ
ہوئے اور دو سال بعد سالوں کے لئے وصیت کر گئے کہ انہیں عباسی خلیفہ کے
دبار میں پہنچا دینا۔ چنانچہ عیسائی کا خادم خاص حاضر ہو کر ان کے بچوں کو لے کر خلیفہ کے
دبار میں پہنچا اور کہہ کر عیسائی کے بچے ہیں۔ باپ نے ان کے لئے کئی چیزیں بھیجی
انہوں نے مرتے دم تک بھروسہ کیا کہ انہیں باپ کے پاس پہنچا دوں۔ خلیفہ
نے بچوں کو بلا کر اپنے زانو پر بٹھایا اور بھائی کی صحت پر گریہ کیا۔ بچوں کا وظیفہ مقرر
کر کے ان کے خاندان والوں کے پاس بھیج دیا۔

اگر دل میں خدا کا خوف اور ایمان کی ایک ریق بھی ہو۔ تو ایسے نیک دل خلفاء کو
دشنام دینے اور حق بنام کرنے کی جرأت و حرکت کا خیال تک بھی دن میں پیدا
نہ ہوتا اپنے ماہیوں کے دشمن کے بیٹوں کو زور پر بٹھا کر ان کے وظائف مقرر
کرنے والوں کے متعلق یہ بکواس کرنا کہ وہ علویوں کے بچوں کو زندہ دیوانوں میں
چنایا کرتے تھے۔ کتابت بہت تیز اور آفرینے اور ایسے کاموں میں صرف شیعوں کو
ہی زبردست تھے۔

۵۔ محمد اکبر بن جعفر بن محمد بن زید بن علی بن ابی طالب نے ۱۶۲ میں کوفہ میں مامون الرشید
کے خلاف فتنہ مچایا۔ ان کا ذکر اس سے پہلے ہمارے مضمون میں
ہو چکا ہے۔

حضرت علی و محمد بنان حسین الافطس بن حسن بن زین العابدین اور محمد بن جعفر بن
 محمد بن زین العابدین نے مل کر ۱۹۹ ہجری میں کرب میں مامون الرشید کے نانہ میں
 خورج کیا۔ حسین الافطس اس لئے کہتے ہیں کہ وہ چھٹی ناک والا تھا۔ تینوں باپ
 بیٹے نہایت قریح سیرت اور بڑا عمل تھے۔ حسین الافطس کو اکثر مؤرخین نے احمد
 المفہین فی الارض کہا ہے۔ رجمہ انساب ص ۴۷۲ کہ معظمہ کی تاریخ میں انہیں
 ہتھکین سیرتوں والا بیان کیا گیا ہے۔ حسین الافطس نے کعبہ سے خلافت لے لیا۔ اور
 اس کی بجائے ہوا سرا کا بھیجا جو اخلاف چڑھایا۔ لوگوں کے ان بھروسے پر چھیننے
 لگا۔ اکثر لوگ خوف جان و مال کہ چھوڑ کر جاگ گئے اس کے ہمراہوں نے حرم شریف
 کہا بیوں کو توڑ دیا۔ خود الافطس نے کعبہ شریف کے ستونوں پر چڑھا دیا۔ سدا کا ر لیا۔ کعبہ
 کا تمام خزانہ لوٹ کر ہیرائوں میں تقسیم کر دیا۔ شہر و شیعہ مولف احمدہ الطائب میں لکھا ہے
 کہ اس نے کعبہ کا مال لوٹ لیا۔ جب اسے ہوا سرا کے مرنے کی اطلاع ملی تو بہت گھبرا
 جانا۔ جعفر الصادق کے بیٹے محمد کے پاس گیا جو ایک سیرت، عالم فاضل تھے۔ کہ
 میں آپ کے بیٹے اتم پر رجعت کرتا ہوں۔ چلے آؤ۔ انہوں نے انکار کیا۔ انھرا پنے بیٹے
 علی کے کہنے پر نہاں ہو گیا۔ اب لوگ انہیں امیر المومنین کہنے لگے۔ علی محمد بن محمد اور
 حسین الافطس نے محمد کی آڑ میں اتم پاگوں نکالنے شروع کر دیئے۔ نوبت یہاں تک
 پہنچی کہ جہاں کسی خبیث صومست اور پلٹری سیٹھا کیے گئے۔ نیک کے قاضی کے
 دے کو منسکالا کرنے کے لئے پکڑ لکے گئے۔ آخر کار تنگ آ کر مکہ کے لوگوں نے
 ایک جلسہ کیا۔ ہر متعلقہ طور پر فیصلہ کیا۔ کہ محمد بن جعفر کے مکان سے مکہ کے قاضی کا لڑکا
 رہا کر لیا جائے۔ تاریخ کامل بن کثیر کے حوالے سے بن خلدون لکھا ہے کہ قاضی کا نام
 احمد اور اس کے لڑکے کا نام اسحاق ہے جو بڑا خوب صورت تھا۔ اس کے دیکھتے ہی
 ان شیطانوں کی دال ٹپک پڑی۔ (ص ۱۱۰)
 یہی کہ سنے محمد کے مکان کو گھیر لیا۔ محمد لوگوں کو ہیرا سے کر اپنے بیٹے علی کے
 مکان پر پہنچے۔ اور اس سے لڑکے کو لوگوں کے حوالے کیا۔

مکہ میں بخشیہان کیل کیل کیل کیا ہوا تھا کہ دار الخلافہ سے سرکاری فوجیں آئیں۔
 ۱۰ امیر المومنین کو بوشن آیا اور ملان کی درخواست پیش کی جو قبول کر لی تھی۔ مگر
 بعد میں جعفر کی جانب بھاگ نکلا۔ وہاں چند روز کے بعد مدینہ پہنچا۔ وہاں دوسرے
 مگر ہر شکست کھائی اور ایک آنکھ جاتی رہی۔ پھر جو کہ حج کے موقع پہنچا۔
 پہنچے اور مدینہ ملان طالب کی رہائش پر حضرت کی کہ مجھے معلوم ہوا تھا کہ ہامون
 الرضیہ کی وفات ہو گئی ہے۔ انہیں حج کے بعد ہامون کے پاس بھیج دیا گیا ہے۔
 خلیفہ نے ان کا قصور معاف فرمایا۔

حسین الانفس کے بیٹے گرفتار ہو کر قتل ہوئے۔ اس قتل کے بد فطرتہ بکڑے
 اور شیطانیہ کے حال بھی ہامون جیسے فیاض اور رحمدل خلیفہ کے مدبار سے معاف
 کر دیئے گئے۔ مگر شیعہ اپنی کتب میں لکھتے ہیں کہ ہامون نے علی کو قتل
 کیا اور اپنی پاگل بن کر دیوانی اور بہتان کی انتہا ہے اور شیعہ اس میں
 میں اپنا کوئی ثبوت نہیں رکھتی۔

۱۱۔ علی بن ابدان نے ۶۹۹ میں بصرہ میں ہامون کے خلاف خروج کیا۔ یہ
 حضرت گینزاد سے تھے۔ گرفتار ہو کر رحمدل خلیفہ کے سامنے پیش ہوئے
 اور خلیفہ نے معاف کر دیا۔ اس کے لئے جہاں عبداللہ بن جعفر کی بیٹی تھیں،
 عباس بن عیینہ بن موسیٰ بن محمد العامر بن علی بن عبداللہ بن عباس کے نکاح میں
 تھی۔ (مجموعۃ النسب ص ۵۳ و نسب قریش ص ۶۳) عباسی شوہر کے مرنے
 کے بعد علی بن اسماعیل بن جعفر کے نکاح میں آئے۔

زید النار بن موسیٰ کاظم نے ۹۰۹ ہجری میں بصرہ میں ہامون کے خلاف
 خروج کیا۔ اس نے زید کو ابو اسریانے اپنی حکومت
 کے دوران اس کا حال متعین کیا تھا۔ بعد میں اس نے بصرہ پر قبضہ کر
 کے لوٹ مار اور قتل و غارت گاہ بازار گرم کر دیا۔ مشہور شیعہ مؤرخ
 حمادہ الطالبین میں لکھا ہے کہ اس نے عباسیوں کے مکان جہاں انے

اسپانخ بھی جلا دیئے، اسی لئے اسے زید النہاس کہتے ہیں۔ (ص ۲۰۹)
 بالآخر گرفتار ہو کر خلیفہ کے سامنے پیش ہوا، لیکن بدتماش اور بد فہمت
 باغی کو بھی خلیفہ نے معاف کر دیا۔ حالانکہ اس نے چند روزہ بغاوت کے قیام میں
 عباسیوں کی لاکھوں کی جائیداد تباہ ویراں کر دی تھی۔ خود شیخہ مؤلف لکھتا ہے۔
 زید النہاس گرفتار ہو کر مروہ کے مقام پر خلیفہ تہ المسلمین کے حضور میں پیش کیا گیا خلیفہ نے
 اکتفا کر کے اسے حل رہا۔ (کے پاس بھیج دیا۔ مگر بجائی نے تمام زندگی اس
 سے بات نہ کی) (عمدة الطالب ص ۱۱) اس قسم کی خلافت دشمن سرگرمیوں کے
 باوجود ان لوگوں کو عباسی خلفاء معاف کر دیتے رہے۔ مگر محبوس اور بیوی
 زینیت کے ملا باقر عباسی جیسے دروغ گو ایسے بدشمن اور عیاں واقعات
 کے باوجود ان لوگوں کو یہ کہتے ہوئے نہیں قہقہے کہ عباسیوں نے علویوں پر بڑے
 ظلم کئے۔ ایسے حقوق سے کوئی پوچھے، تبارہی اس ہرزہ سرائی کا ثبوت۔ معتبر
 روایات سے معلوم ہوا ہے کہ بغیر کچھ اور بھی ہے؟

۱۲۔ ابراہیم ابن ہزاع بن موسیٰ کاظمؑ نے ۱۹۹ ہجری میں مین میں مامون
 کے خلاف خروج کیا۔ یہ ابراہیم بھی
 ابو اسحاق کی جانب سے مین کا عامل مقرر کیا گیا تھا۔ اہل مین کو کثرت سے قتل کرنے
 اور ان کے اموال لوٹ لینے کے وجہ سے قصاص مشہور ہوا۔ (البدایہ جلد ۱ ص ۲۹۶)
 اس کے ٹھہریٹے جن میں سے جعفر بن مین میں بغاوت کی تھی۔ دوسرے بیٹے
 کا نام موسیٰ تھا۔ جس کی امداد سے محمد الرضی اور علی الرضی مؤلفین پنج اہل بیت ہوئے۔
 ابراہیم ابن ہزاع بن موسیٰ کاظم کے بیٹے کا نام موان تھا۔ اس نام سے معلوم ہوتا ہے کہ
 علویوں کے خروج محض سیاسی اور حبیب جاد کے پیچھے کے طور پر تھے۔ گنہگار بھی
 طور پر وہ ایسی حرکات کا ارتکاب کرتے تو اپنی اولاد کے نام مردان و غیرہ کے
 ناموں پر نہ رکھتے۔

گیا ۱۹۹ ہجری تک مردان علویوں کے ہاں تعظیم کے قابل ہستی تھی۔

۱۲۔ جعفر بن ابیہم الجزار نے ۲۰ ہجری میں یمن میں امون الرشید کے خلاف خروج کیا۔ مگر ناکام ہو کر غالب معالیٰ ہوا۔ اور کریم الطبع خلیفہ نے معاف کر دیا۔

۱۳۔ محمد بن قاسم بن علی بن عمر بن زین العابدین نے ۲۱۹ ہجری میں خاندان میں المعتز بن جاسی کے خلاف خروج کیا۔

سیدنا علیؑ کے بیٹے کا نام مسرت بن زین العابدین کے بیٹے کا نام لڑا۔ ان دونوں کے نزدیک مسرت بن زین طاغوت ہے۔ ان حملوں کے امدادوں سے کوئی پوچھے کہ تمہاری صرح تمہارے آئمہ کے نزدیک کدوڑا کی گئی ہے اور تمہارا تودہ اپنی اولاد کا نام۔ ان کے نام پر کیوں کہتے تھے حقیقت یہ ہے کہ شیعہ مذہب کی کوئی کمی نہیں۔ ان کے آئمہ جو کچھ کہتے۔ بے وہ سراسر ان کے خلاف حمل کرنے کو ہی اپنا مذہب کہتے رہے۔ اب سمجھتے ہیں۔ محمد بن قاسم ایک عالم فاضل شخص تھا۔ ان کے پروردگار علیؑ خدیجہ محمد بن ابیہم بن محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس کے نکاح میں تھے۔ ایک بھول لاشم رافضی نے انہیں دغلا نا شروع کر دیا۔ اور حج کے موقع پر ان کے واسے خرامانیوں سے ان کے لئے پوشیدہ لوہے پر حیت لینا شروع کر دی۔ محمد بن قاسم ان لوگوں کے چنگ میں آکر خرامان چلے گئے۔ اور خاندان میں خروج کر بیٹھے۔ گرفتار ہو کر پیش ہوئے اور عید کے موقع پر فرار ہو کر روپوش ہو گئے۔ وہ اسی حالت میں مر گئے۔ علامہ ابن حزم نے ان کے حالات تفصیل سے لکھے ہیں۔ (جمہور الطالب ص ۴۸) شیعی مؤلف عبد الطالب نے لکھا ہے کہ صوفی بھی تھے اور صوف کا لباس پہنتے تھے۔ یہی مؤلف لکھتا ہے کہ قتل کے بعد گرفتار ہو کر قتل ہوئے۔ مگر ان کا قتل ہونا محل نظر ہے۔

۱۵۔ یحییٰ بن عمر بن زید بن علی بن زین العابدین یہاں زین العابدین کا پوتا مسرت شیعوں کے سینوں پر ملک دہلے کے لئے آگیا۔ ان حملوں سے یہ پوچھے بغیر نہیں رہا۔ مگر کہ اس نے دشمن تھا۔ اور علی بن زین العابدین کا ایک بیٹا تھا۔ ایک فرستے کا یہاں گیا۔ اس کا نام جاسی تھا۔ بعض متعصب اور غالی قسم کے شیعہ مکران جب اپنی

کتابوں میں لکھتے ہیں تو اس طرح کہ ”اٹا کر کے لکھتے ہیں اور کوئی خیرات تانی
شیطان اٹھام دیکل اپنی تالیف نو بابیان میں بڑی دور کی کوڑی لایا ہے۔ چنانچہ
لکھا ہے کہ:-

قامہ بحکمہ پانچ حرفی الفاظ کا دسلی حرف اس کا دل جوتا ہے۔ اب دیکھو کہ
فروغ، املن، قادن کے دسلی حرف کیا ہیں مگر سرینے کرتا، تم، تر، میں۔ اور
ان کے ظن سے مستر ہوتا ہے۔ گویا عمر فروغ، املن اور قادن کا دل سب سے
(۳۲۲) عباد خیرات دیکل صاحب! عمر کو بڑا کچھ کہتے تمام علویوں پر یہ بھی اتھ
صاف کر دو۔

وہ زبان بگڑی تو بگڑی تھی لہر لیجئے ذہین بگڑا۔

یہ ایک جہد معترضہ سادہ میان میں آگیا تھا۔ ان یحییٰ بن عمر صاحب نے ۱۲۵ ہجری
میں: التوکل کے خلاف بصویریں خردن کیا یہ بھی عقل کے کو دن تھے۔ چند مفسدہ پرانوں
کے چنڈے میں پھنس کر فروغ کر دیکھے۔ پکڑے گئے اور اعطاء کوڑے کا کر قیہ ہوئے۔
۱۲۵ ہجری میں یحییٰ بن عمرو بن یحییٰ بن حسین بن زید بن زین العابدین نے ۵۰ ہجری
میں کو فر میں المستعین باللہ کے خلاف طعون کیا۔

ابے و اتھ۔ میرے ہمار۔ خیرات دیکل!۔ یہاں ایک اور طرآ

گیا۔ گویا زین العابدین کے پوتے کا پتا عمر۔

پس فرمایا تھا: نبی علیہ السلام نے کہ تریک ہار جس راستے سے گزر گیا قیامت
مک اس راستے سے شیعہ ہاں نہیں گزرے گا۔ میں نے کئی روز اس بات پر
خو رکھا اور ساتھ ہی اس بات پر بھی شور مچا۔ کہ علویوں میں تقریباً دو صد ہجری
سے بھی کچھ عتک مزام کے لوگ رہتے تھے۔ اس کی کیا وجہ ہو سکتی ہے۔
آخر ایک دن میرے وجدان نے میری رہنمائی کی کہ علویوں کی برائیاں اور بیجا نیائیاں
جب حد سے بڑھ جاتی رہیں تو ان میں کوئی نہ کوئی مزام کا علوی اللہ تعالیٰ اس
لئے پیدا کرتا ہے کہ یہ لوگ کسی ملک شیطان کے سب سے بچے نہیں رہیں۔ اگر ان میں عمر

نے رجم کر کے بخت پرور کی طرف بھیج دیا۔ دوسری جلد ۱۵۲ء

۱۹۔ حسن کو کب بن احمد بن اسماعیل ملا قط بن محمد بن عبد اللہ بن زین العابدین بن احمد بن عیسیٰ کا شریک کار تھا۔

۲۰۔ حسین المزدون محمد بن حمزہ بن عبد اللہ بن حسن بن زین العابدین نے ۲۵۱ ہجری میں کوفہ میں ہستیوں کے خلاف خروج کیا۔ اس کے بعد ابجد جہدہ کا جگہ الہیہ چا جعفر کے ساتھ تھا۔ کہتے ہیں جعفر کی بد دعا سے اس کا چہرہ بگڑ گیا تھا۔ وجمۃ الطالب ۱۲۴۱ ان کی عباسیوں سے بہت سی رشتہ داریاں تھیں۔
۱۔ ام الحسن بنت زین العابدین داؤد بن عبد اللہ بن الجاسس کے نکاح میں تھیں۔

۲۔ زین العابدین کی دوسری بیٹی فاطمہ اپنی بہن ام الحسن کے مرنے کے بعد داؤد کے نکاح میں آئیں۔

۳۔ ام الحسین بنت زین العابدین ابراہیم بن محمد بن عبد اللہ بن الجاسس کے نکاح میں تھیں۔

۴۔ کلثوم بنت عبد اللہ قط اسماعیل بن علی بن عبد اللہ بن الجاسس کے نکاح میں تھیں۔

اس قدر تعلقات کے باوجود حسین بن احمد مذکورہ نے بغاوت کی اور قتل ہوا۔ اسی بغاوت میں ابراہیم بن محمد بھی تھے جو جاس بن علی کی ولادت میں سے تھے ان کے دادا عبید اللہ بن اسلم کے ناندر میں کھدائی کے گھر آباد تھے۔ حسین المزدون اور ابراہیم محمد نے کوفہ میں خروج کیا اور معاہدہ اپنے ساتھیوں کے مارے گئے۔

۵۱۔ عبد اللہ بن احمد بن ابراہیم ملا محمد بن زین العابدین نے ۲۵۶ ہجری میں کوفہ میں العتدلی اللہ کے زمانے میں خروج کیا اور مارے گئے۔ مقطوع النسل تھے۔

۲۱۔ علی بن محمد بن احمد بن عیسیٰ بن زین العابدین نے ۲۵۶ ہجری میں کوفہ میں
 المعتمد علی اللہ کے ماموں میں خروج کیا یہ شخص علوی نہیں تھا۔ مگر
 یار ابن مرقیہ نے اسے علوی بنکر اس سے خروج کر دیا۔ اور حاکم خلافت
 کے ساتھ اسے کیفر کو دل کو پہنچا۔

۲۲۔ علی بن حمید بن حسین بن حمید بن زین العابدین نے ۲۵۶ ہجری میں کوفہ
 میں المعتمد علی اللہ کے خلاف خروج کیا۔ جب اس کی فوج ماری گئی تو خود
 بھاگ کر جیشوں کے سردار صاحب الزبج کے پاس پہنچ گیا۔ مگر اس جیش
 سردار نے مدد نہ کی بلکہ اسے قتل کر کے اس کی محبوبہ ثائب کو اپنے گھر ڈال دیا۔
 (جمہور ابن حزم ص ۵۲)

۳۔ واپسی وہاں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا۔

۲۳۔ حسن بن محمد بن جعفر بن عبد اللہ القیسقی بن حسین بن زین العابدین
 ۲۵۶ ہجری میں بصروہ میں المعتمد علی اللہ کے خلاف خروج کیا۔ مگر حاکم
 خلافت کے پہنچنے سے پہلے ہی حسین بن حمید نے اسے قتل کر دیا۔
 ۴۔ اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چرنے

ذیبت بنت حسین بن زین العابدین یعنی اس کے دادا کی بیوی اس
 کے یعنی ہارون کے نکاح میں تھی۔ عباسی صفت میں ہنام کئے جا رہے تھے۔ مگر علویوں
 کی خانہ جنگیوں کی طرف ان نام نہاد "مجاہدین" کی نظر کھیں نہیں جاتی۔ شاید اس
 لئے کہ ان کی نظروں میں یہ لوگ حق و عدل میں اور حق و عدل کو نہ مانا کرتے، شراب
 خوری، لواطت اور فساد کی گلی چلتے تھے۔

۲۵۔ ابراہیم بن محمد بن جعفر بن عبد اللہ القیسقی نے حسن بن محمد بن جعفر بن عبد اللہ
 القیسقی نے اسے خروج کیا۔ اور جلد ہی اپنے کیفر کو دل کو پہنچ گئے۔

۲۶۔ محمد بن حسین بن جعفر بن موسیٰ کاظم علی بن حسین بن جعفر بن موسیٰ کاظم
 ددوں بھائیوں نے مل کر ۲۷۱ ہجری میں المعتمد عباسی کے ساتھ میں خروج کیا۔

یہ دونوں بھائی شیطانیت، فحاشت، بے چلانی اور ظلم و جور کے مجسمے تھے۔
چند روزانہ کا بدینہ منورہ پر قبضہ رہا۔ ان کے بن کثیر لکھتے ہیں۔ بدینہ کے
ہاشمندیوں کی ٹبری تعداد کو قتل کر ڈالا۔ ان کا مال و اسباب چھین لیا۔
پہلے چار چھتے مسجد نبوی میں نماز نہ ہو سکی۔ بدینہ کے علاوہ مکہ پر
بھی یہی فتنہ برپا کیا۔ مسجد حرام کے دروازے پر لوگوں کو قتل کیا۔
(جلد ۱ صفحہ نمبر ۴۹)

علاء الدین حرم لکھتے ہیں۔ یہی وہ اشخاص ہیں جو ۱۲۰۰ھ میں بدینہ منورہ
میں طلب خلافت کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ لوگوں کو قتل کیا۔ ان سے مال چھین
لئے۔ کابل ایک ماہ تک مسجد نبوی میں کوئی شخص نماز نہ پڑھ سکا۔ محمد بن حسین نے
جعفر بن ابی طالب کی اولاد سے تیرے افراد کو قتل کیا۔ اس کا لقب البلیط یعنی ڈاکو
تھا۔ (جمہورۃ الناس ص ۵۸)

مشہور شیعہ مؤرخ طبری نے بھی اسی قسم کے الفاظ لکھے ہیں۔ انہوں نے
ان ہی کے خاندان کے ایک علوی شاعر کا قطعہ بھی درج کیا ہے جس کا ترجمہ
یہ ہے۔

پاک فوج کو ہجرت بہادر ہو گیا۔ اس کی بیادیں ہر مسلمان گریہ و بکا کرتے
ہیں۔ اسے اٹکھ مقام جبر شیل اور محمد مصطفیٰ پر دوا دیا۔ پاک منہر
بھی بکا کرتا ہے۔ اور وہ مسجد میں کیڑا سیارہ پاکی پر کھڑی گئی۔ حق تعالیٰ کی
کرنے والوں سے خالی ہو گئی۔ انہوں نے اس پاک بیتی پر بکا کر جس کو مبارک کہا
اللہ نے رسولوں کے خاتمہ کرنے والے کے ذریعے سے ان لوگوں کا ہلاک
ہو جنہوں نے اس کو بہادر کہا۔ اور ایک ملعون ظلم ڈھالنے والے کی باق
عزت اور کھسکی بے عزتی کی طرف سے داستانیں اس کے سامنے گر رہیں۔
(طبری جلد ۱ ص ۲۲۹)

محمد اور علی کی بغاوت کے خلاف یہی شخصیتوں کے ماتھے پر شاعر کا واقعہ عروہ

کے متعلق زبان اس بات کا پکا شاہد ہے کہ میرا ہومین امیر نیریز کو محض بدنام کرنے کے لئے سمائیڈوں نے محض مدسغ وافرار کی جو داستان قمار کی لئے لڑھا چڑھا کر بیان کرنے والوں کے دماغ صرف سوچو بوجھ سے ہی خالی نہیں بلکہ وہ لوگ پرلے درجے کے جاہل ہونے کے علاوہ نسلی مصیبت کے کاؤس کا ہتھیار ہیں جس بڑی طرحت گرفتار ہو چکے ہیں مگر اب ان کا اس ذات اللہ لعنت سے چھٹکارا حاصل کرنا ناممکن ہو کر رہ گیا ہے۔ شیعوں کے مزاج امام کے ان پڑتوں کو اگر حقیقت پر مبنی "جوشن کی شہادت" کی بنا پر کسی تحقیق کو ان کے ہر سے میں سمجھنے کی ذمہ داری نہیں تو پھر یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ واقعہ حرقہ کا ایک معمولی سا پولیس ریکشن کیوں نے اس حد تک ناگوار کیا ہے۔ کدہ ایسے لفظ لکھنے پر فدا بھر شرم محسوس نہیں کرتا کہ تین دن تک مدینہ منورہ میں افواج کے لئے جناح رہا۔ کاشش کو موجودہ صدی کے یہ حق اعظم چاہے کہہ دے کہ اللہ کو دیکھ چکے کے بعد موت کا لائق چکے چکے ہیں۔

خلافت اللہ ملکیت میں جس طرح انہوں نے تاریخ کے حقائق کا علیہ بظاہر ہے۔ مرنے سے پہلے اس سے رجوع کر لیتے۔ اور افسوس کہ رحم آگاہ ہے ان لوگوں پر یہ مہربان کو اپنے مرشد کی آنکھ سے دیکھ کر مرشد کے کان سے سننے کے اس انداز کا ہوتے ہیں۔ اور اپنے قوائے عقیدہ سے دست بردار ہو چکے ہوتے ہیں۔ کان کے سوچنے سمجھنے کی تمام صلاحیتیں منظور ہو چکی ہیں۔

میں جبہ حترت رسول کی بنیاد لایوں پر ایک نظر ڈالتا ہوں۔ تو حیرانی ہوتی ہے کہ یہ لوگ غدر و سرکشی، علم و تعہد، اقتدار و فساد، نا فرمانی و بے حیائی، قسوت و سنگدلی اور ملامت و منکر کے جس مقام پر پہنچے ہوئے دیکھتا ہوں تو معلوم ہوتا ہے کہ اس کے آگے ذات و پستی کا کوئی مقام نہیں۔

حرمین شریفین کی بے حرمتی اللہ سے اہل کے جس قدر منہا ہر آنکھوں کے سامنے

آتے ہیں۔ ان کے کڑا دھڑا صرف یہی لوگ ہیں۔ جو "عترت رسول" ہیں۔
اور آج بھی جس قدر بڑا عالمیاں ان لوگوں میں ہیں۔ دوسرے لوگوں میں اس کا
عشر شبیر ہی نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ کو ملایہ دکھانا مطلوب تھا۔ کہہ۔
دیں راہ فلاں ابن فلاں چیز سے نیست۔

ایک چشم دید واقعہ۔

میں نے اپنی سیاحت کے دوران جالندھر اور کپور تھلہ کی سرحد
پر ایک گاؤں میں دیکھا کہ مسجد اور دلا یعنی اہل دیہہ کی نشست گاہ قریب قریب
تھے۔ مسجد میں ایک مسکین طبع درویش صفت بندہ گنا معلوم کب سے
مقیم تھے۔ اکثر قرب و جوار تک کے دیہات کے لوگ ان کے پاس جھڑ
پھنگ اور تعویذ وغیرہ کے لئے آتے۔ اس وقت میں ان کے متعلق جو اندازہ
کر سکا وہ کچھ اس قسم کا تھا کہ وہ اللہ کے بندے ہیں۔ دوسری طرف دلا کے مکان کی
ایک طرف ملحقہ کوٹھری میں ایک سیاہ فام جھانٹا مٹا گھڑا پڑی پڑی موٹھوں والا
مٹنگ قیاس پندیر تھا۔ دن رات بھنگ کار گڑا لگ رہا ہے جس کے فسطے بلند
ہوئے ہیں جلی دلی کے نعرے لگ رہے ہیں۔ میری نظروں میں وہ
شخص مجھ پر ہلکے تھا۔

برسات کا موسم تھا۔ اندھارا کے سایدارہ فصول کے پنچہ چند چاہا پان بھی تھیں
میں ایک چاہ پانی پر دراز تھا۔ مسجد سے وہ درویش صفت کسی ضرورت کے تحت اہر
تشریف لانے اندھارا کے سایدارہ فصول کے پنچے گزرتے ہوئے ایک طرف
نکل گئے۔ اس وقت تقریباً پندرہ بیس آدمی وہاں موجود تھے۔ کس نے ان کے
گزرنے کا نوٹس دیا۔ کچھ وقت گزرا کہ وہ ملنگ کی طرف سے نکلا۔ اپنے قبضہ میں
دھنچے مکے لے اے بھی اسی راستے سے گزرتا تھا۔ چہ نہ وہ سامنے ہوا سب لوگ
بسرود تعظیم کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے اور جھک جھک کر اسے سلام کرنے لگے۔

چند ایک نے "یا علی مدد" کے الفاظ سے اس کی پیشوائی کی اور وہ پیر مولانا علی مدد
 کہتا ہوا نہایت معروفہ انداز میں اپنے تجربے میں گھس گیا۔
 میں یہ منظر دیکھ کر یہ نہ سکا اور وہاں جتنے افراد موجود تھے، انہیں مخاطب کر کے
 مدد بخش اور ملک کے ساتھ ان کے مدتیہ کے متعلق تسکیت کی تو انہوں نے جو
 جواب دیے اس کا مفہوم ہی نہیں بلکہ اصل لفظ یہ تھے کہ "سائیں بابا تو آئی ہی ہو اور مدد علی"
 سے میں اندیہ صوفی صاحب نام معلوم ہوا ہے پس یا کھڑے، یہاں یہ بھی تبادوں
 کہ تمام گاؤں میں سوائے اس ملک کے کوئی رخصتی نہیں تھا تمام گاؤں ہیریوں
 کا تھا۔ اور وہ مدد بخش بھی غالباً ہیریوں ہوں گے۔ مگر اکثر انہیں مشرکانہ حرکات و افعال
 سے متفرق رہا۔

ایسے لوگوں کو یہ سب کس نے پوچھا ہے پس کہاں بنی لاولد علی؟ "جہونے کا دھنی کوٹنے
 والے گٹر جھڑ میں منہ میں ہوں تب بھی قدرت رسول" ہیں۔

یہاں ایک اور بات کو بھی ذہن میں رکھئے آج دنیا بھر میں صدیقی، فاروقی، عثمانی، زہری،
 جاسمی، ماموں کی لاکھوں کی تعداد میں موجود ہیں ان خاندانوں کے اکثر افراد کبھی صدیقیں تک کہیں
 مقامات پر حکمران بھی رہے ہیں لیکن تاریخ اس قسم کی نظموں کو کتنے سے قاصد ہے۔ کہ ان
 خاندانوں کے کسی ماموں سے اس قسم کی کوئی حرکت سر نہ ہوئی ہو۔ ان خاندانوں میں سے
 بڑے فقیہ، محدث، لدولی، شہ گز سے ہیں۔ مگر مدعیانِ آبل رسول ہیں ہمیں اس قسم
 کا کوئی فرد بھی نظر نہ آیا۔ دلایں خاندان، احمد فاروقی سریندی، نارڈن تھے شیخ جیلانی،
 خواجہ جمیر، امجد علی، جویری جیسے بزرگین دین جو صراطِ مستقیم سے متسلک رہ کر ایک عالم
 کے لئے باعثِ ہدایت اور رحمت رہے۔ ان کو تیر نام "آدابِ رسول" لکھ یوں سے
 خواہتے ہیں۔

دورِ جاوید کے بزرگ جویش محقق، انجمن اس کی قیادت کے ان کے مدد عانی اسلاف کے منہ پر
 کی طرف سے ایک زمانے کا چیر سچا۔ نبی و نماز گو گیا کہ دنیا امویوں نے باسیوں کے لئے
 کی فرض و سنانوں کو ہر آقا اللہ شفیق، حبیبی، اب اسفند اللہ کی ان کے بندوں کے تباہی و بربادی

کے فریضہ کی مائیگی کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دیا اور وہ دن قیوم سحرزب
ترک ہے جس جب دنیا حقیقت سے واقف ہو کر یہ سب کچھ اس بند کیا محسوس ہوگا
محققین کا

۲۸۔ محمد بن جعفر بن علی لقی شیعوں کے مروجہ امام دہم کے اس پوتے نے ۵۲۰ میں
وشتی میں المتعد کے خلاف خروج کیا۔ محمد کے والد جعفر کو شیعوں نے جعفر کذاب کہتے ہیں۔
یہ وہی جعفر ہیں جس کے متعلق جعفر صادق کے ضمن میں ایک کلمہ بروایت ابن
مسلمہ لکھتے ہیں یہ بیان کی جا چکی ہے۔ اس جعفر شیعوں نے اس کے کذاب کہتے ہیں
کہ وہ اپنے بھائی حسن عسکری کے والد فوت ہونے کا جھوٹا چھوڑ کر ان کے باہریں امام کی
پیدائش کے جھوٹ کا تذکرہ کیا تھا کہ امام نے کامو جب بند حسن عسکری کی کئی کنیزیں تھیں شیعوں
تحتہ میں کہ عقیل نامی کنیز کے بطن سے بہ دی موٹو پیدا ہوئے ملا غائب ہو گئے۔ تا
۱۰۰ قمری ہجری کنیز کا نام تھیں لکھتا ہے ابھی تک یہ لوگ اپنے بارہویں امام کی ماں کا
فیصلہ ہی نہیں کر سکے۔ جعفر کذاب نے حسن عسکری کے والد مرثعہ پر اس کے ترکہ
کا دعویٰ کیا تھا۔ ترکہ قبول کیا۔ حکومت رسول کے یقین نے اسے کذاب بنا کر کھڑا رکھا۔
قیاس کن زنگستان من ہمارا

۲۹۔ حسن العاصی و شریح بن علی بن حسن بن علی بن محمد بن زین العابدین نے ۵۳۰ میں ولیم بن المتعد
ہاشم کے خلاف خروج کیا جس کا مقولہ ہے نیک فصال ما مالنا من شخص تھے۔ آئندہ میں انکا
تدار جوتا ہے۔ بعدوں تک بلا ولیم میں فنا ہو گیا۔ نام سے تبلیغ ہلا شاد میں ہلک
ہے۔ محمد بن زین بن علی بن حسن بن علی بن محمد بن زین العابدین نے ۵۳۰ میں ولیم بن المتعد
اصغیر کے درمیان بڑی جھڑپیں جوئیں ۵۳۰ میں مقتول ہوئے۔

۳۰۔ حسن بن محمد بن علی بن حسن بن علی بن محمد بن زین العابدین نے ۵۳۱ میں طبرستان میں
المتعدی ہاشم کے لئے میں خروج کیا۔ خروج کرتے ہی طوں کے ولای نصیری احمد کی فوجوں
نے قتل کر دیا۔

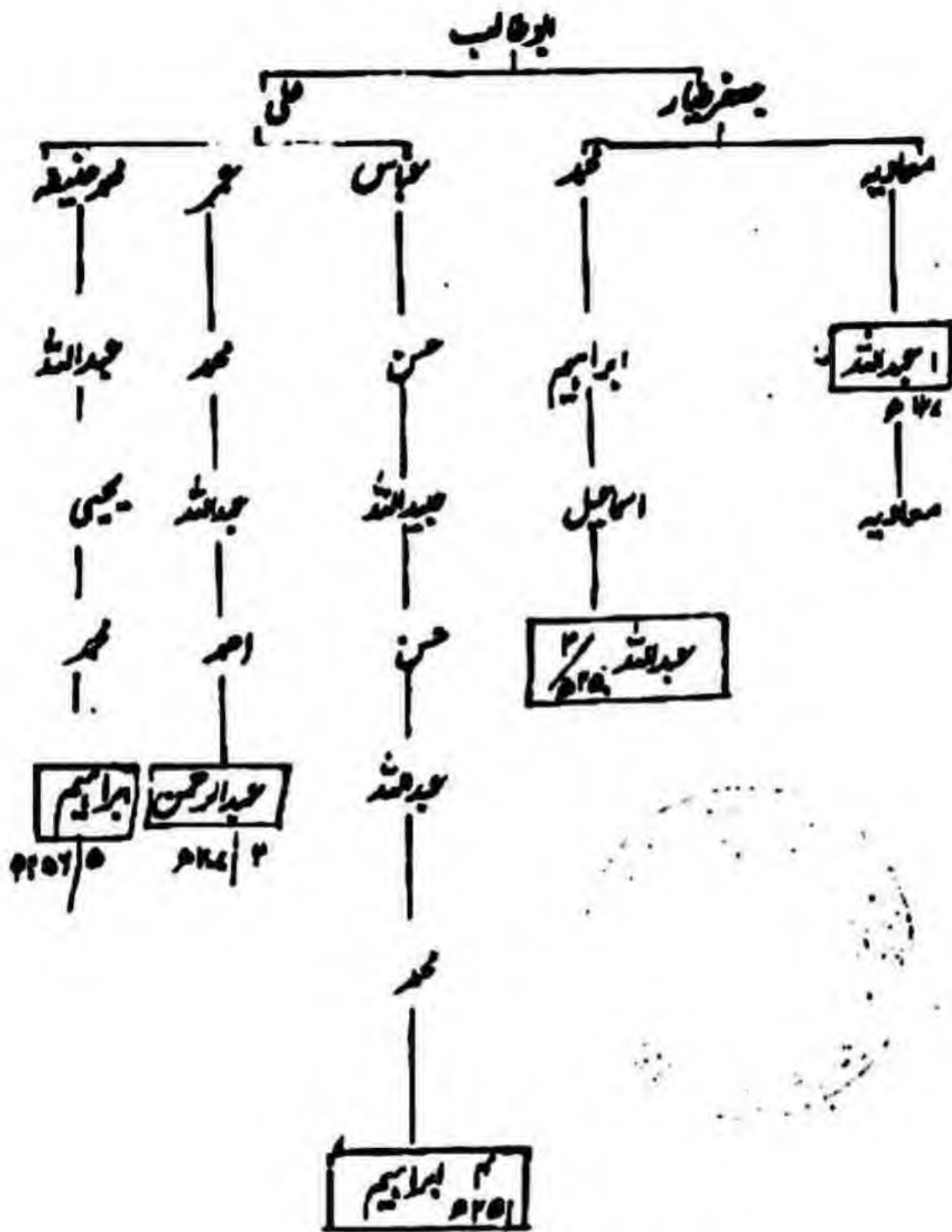
۳۱۔ محمد بن عبید اللہ بن علی بن حسین بن علی بن حسین بن زین العابدین نے ۵۳۸ میں

شام میں خروج کیا اس بعد اٹھنے میں بہت سی ہونیکلاوی کو کے ٹائون کلابن کی صف
 میں شامل ہونے کی محنت کا طوق اپنے گلے میں ڈالا اس نے قریبیوں سے مدد یہ کہ خروج
 کیا اس صبح ہم جو اس قماش کے لوگوں کو بھی بلا ملین طریقہ تہ قوت رسول میں شامل کرتے
 ہیں یہ تھا بلکہ ساخاکہ آج میں میں سے خروج کرنے والوں ان میں سے سولہ ایک
 حسن الاطوار کے جو باوجود حکومت موقتہ کے باغی ہونے کے صاحب علم و فضل تھے۔
 باقی تمام کے تمام ملک بنو فہر بلکہ ننگ انسانیت تھے اور بعض اپنی بدکرداریوں میں
 اپنی مثال آپ تھے کیا فواتے میں مہمان مسکتم یہ لن فضلوا کتاب اللہ و حقائق
 کے جان نثار کیا وہ ایسے بدکرداروں کو حضرت رسول میں سمجھتے ہوئے لوگوں کو اس بات
 کی بدیہت کرتے ہیں کہ باری نہایت کی ہی صورت ہے کہ کعبہ میں قتل عام کرو سجد نبوی میں
 نہ نہیں لو کر کے سے روک دو کعبہ کے پردے اٹھ لو اس کے داخلہ خزانے لوٹ لو اس
 کے ستونوں سے سناٹا مار لو قتل عام شروع کرو لوگوں کی عورتیں خیرا چھین کر اپنے گھروں میں
 ڈال لو خوبصورت چھو کر دیں کو اٹھا کر گھروں میں لے جاؤ اور اپنے منہ کا لے کر بھاننے
 تو کھنڈر اپنے خاندان کے لوگوں کو قتل کرو کعبہ اقدس سجد نبوی میں بیٹھ کر شراب
 پو پو۔ پھر یقیناً لن فضلوا کا مصداق بن جاؤ گے۔

اللہ تعالیٰ ان لن فضلوا مصداق کے گرد و کوبی ایسے افعال شنیعہ مبارک کھے
 اور لطف یکدواقی و ملاک آج میں ان افعال شنیعہ کے تذکب میں پانچ مثال آپ میں۔



خروج کرنے والے پگڑالی



یاد رہے کہ نام کے وحضریٰ اور سر کے نام کا ایک ملوث ہے۔

لوٹ لیا۔ تو ابوعلوی حماس مولیٰ نے اس کے شرے لوگوں کو نجات دلائی۔
ابو بکر بن صولہ کے نام سے مشہور تھا۔ اس کا مصر کے پہلے بادشاہ کو شکست
دے کر قتل ہوا۔ دوسرے لشکر سے شکست کھائی۔ (ترجمہ ابن خلدون جلد نمبر ۱،
کتاب ۱۱ ص ۱۲)

۵۔ حسن بن قاسم بن الحسن نے ۳۱۶ ہجری میں المقتدر کے خلاف
خروج کیا۔ ۳۱۷ ہجری میں کسکادی فوجوں سے ہزیمت اٹھا کر
قتل ہوا۔

۶۔ ایک علوی بڑا اظہار نام کے ۳۲۹ھ میں مدینہ میں الارضی باللہ
کے خلاف خروج کیا۔ اس کے خروج کے زمانہ میں لوگ اس
کے ذریعے سے غریبوں کو بھی داد دے سکے۔ آخر اس کا حشر بھی اپنے پیٹروں
جیسا ہوا۔

۷۔ ابو عبد اللہ محمد بن الحسین بن الراسی من ولاد حسین نے ۳۳۰ ہجری میں اہل طبع
بالشع کے خلاف بڑا دعویم میں خروج کیا۔ اس نے بھی مدیہ جوئے کا دلوٹی کیا۔
آخر یہ بھی راسل بکھتم ہوا۔

۸۔ البرقع علوی نے ۳۵۳ ہجری میں کوفہ میں اہل طبع باللہ کے خلاف خروج کیا۔
بہ شخص نقاب پوش رہتا تھا۔ اس نے بھی بڑا فتنہ و فساد مچایا۔ آخری سکاری
فوجیں کسے پکبیں مد پکبیں ہو گیا۔

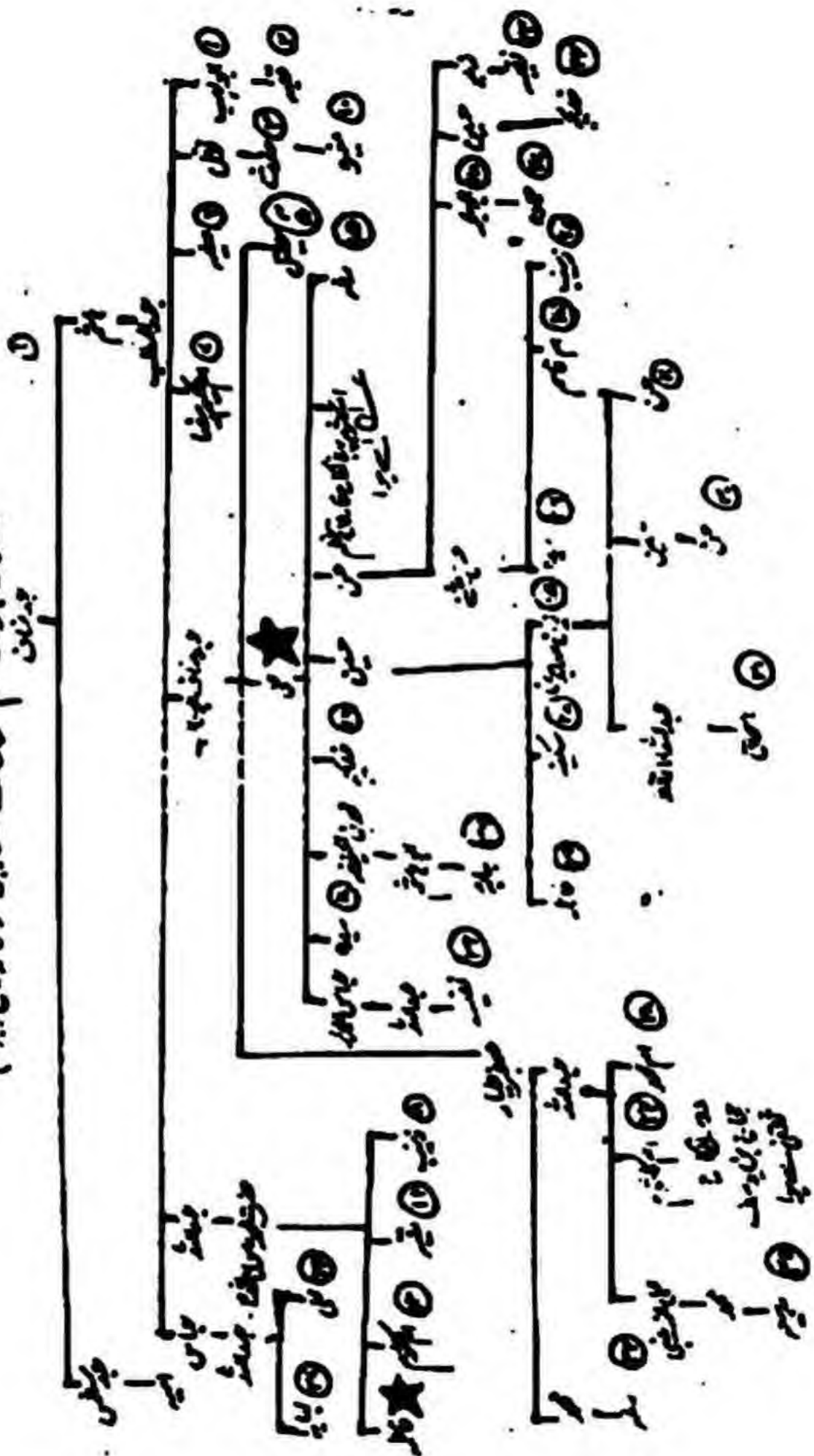
اور ان سب کا تتمہ شریف مکہ شریف کہنے اس وقت خدہ لوانہ
فتح ملی شیو شریف کے خلاف انگریزوں کے ساتھ مضبوط کئے جب تاج نامہ سن میں
لیک نئی انگریزوں کے کرائے کے احساس پیدا ہو رہا تھا۔ پولین نے مصر کے سلطان
پہلو کو رو خط لکھے۔ اس نے شریف کو کہ سلطان کے حکم کے تحت ایک خاص معتمد کے ساتھ اس کو
پہنچائے۔ کہ سلطان کے حکم کو پہنچائے جائیں مگر اس بد اہل علوی حکمران نے

دونوں خطا انگیزوں کے سفیر کے حوالے کر دیئے۔ مرزا پٹم کے سقوط میں بالواسطہ شریف کہ حصہ دار ہے۔ دوسرے شریف مکہ نے ہمارے سامنے میں ترکانِ احرار کے خلاف جو اس سے ہوسکا اس میں بھرپور بھیجی کی زبردستی کی۔ اللہ مسلمانوں کی پیٹھ میں خنجر گھونسنے والا یہ بظاہر شریف مگر باطن شیطان اس دنیا سے ہر اردو کا ہم زحمت جو اللہ انگریز بہادر نے اس کی غداری کے صلہ میں اسے یہ دیا اس پندارت داد باد کے سامنے منکارتے لگے تو انہوں نے ایسے آنکھیں پھیریں جیسے کبھی سے دیکھا ہی نہیں تھا۔

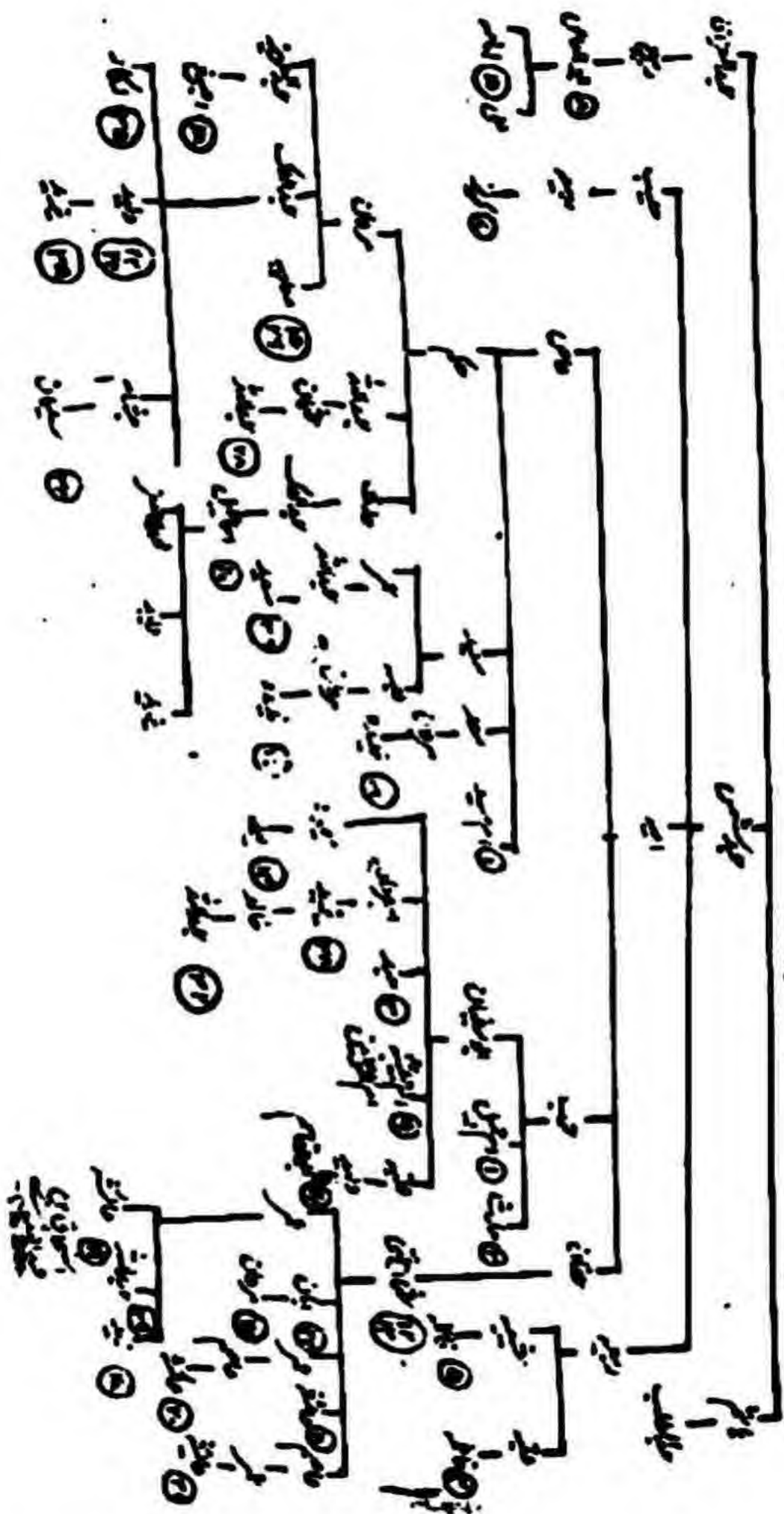
ہاشمیوں اور امویوں کی زشتہ طریاں

جد مناف کے دو بیٹے تھے ہاشم اور عبد شمس۔ امیہ عبد شمس کا بیٹا ہونے کے رشتہ سے ہاشم کا بھتیجا تھا۔ آج ہاشمی اموی اصطلاحات زبانِ زود خاص و عام ہیں۔ معلوم نہیں اس اختراع کا بانی کون ہے۔ حالانکہ ہاشم اور عبد شمس کی نسبت سے ہاشمی اور عبد شمس یا حبشی ہونا چاہیئے تھا۔ اب کچھ عرصہ سے بعض محققین نے ہاشمی اور حبشی کی اصطلاحات کا استعمال شروع کر دیا ہے۔ امیہ ہی بدست بھی ہے۔ شاید ہاشمی اموی اصطلاحات میں "امامت" کا کوئی ملحد پسندہ ہو۔ کیا بچ کر مستقبل کا کوئی مؤرخ یا محقق اس گفتی کو سلجھا سکے۔ آئندہ صلحات میں من ہاشمی اور حبشی فکر و لٹاٹ کے شجرہ جات پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ کس قدر ہاشمی خواتین حبشیوں کے نکاح میں تھیں۔ اور کس قدر حبشی خاتین ہاشمیوں کے نکاح میں۔

مسادات بنوہا ششم
جید زلف



سادات، بنو ابي طالب کے گناح یہ صحابہؓ مخالفین تھے
مہمان



قیل از اسلام ہاشمیوں کے عقد میں اموی خواتین

- (۱) ام حلیل بنت حرب بن امیہ بن عبد شمس یعنی سیدنا ابوسفیانؓ کی بہن ابولہب
ابن عبد المطلب کے نکاح میں تھی۔ (بخاری ۱۱، نسب قریش ۳۶، طبقات ۱۵۴)
ابن قتیبہ ۱، بنو ہاشم و بنو امیہ کے تعلقات ۱۱
- (۲) ام سعید بنت عاص بن امیہ، عقبہ بن ابولہب سے منسوب تھی۔ (ابن ہشام ۱۱)
بنو ہاشم و بنو امیہ کے تعلقات ۹۸
- (۳) ہند بن ابوسفیان بن حرب بن امیہ یعنی سیدنا امیر معاویہؓ کی بہن، حاجت بن
نوفل یعنی علیؓ کے چچا کے بھائی کے عقد میں تھی۔ (اسد الغابہ ۱۴، بنو ہاشم
و بنو امیہ ۱۹۸)
- (۴) فاطمہ بنت عقبہ بنت ربیعہ بن عبد شمس (امیر حلائیہ کی خالہ) علیؓ کے چچا
بھائی عقیل کے نکاح میں تھیں۔ (طبقات ابن سعد ۱۴، ۱۵، اصحابہ ۱۴۴)
بنو ہاشم و بنو امیہ ۹۸
- (۵) فاطمہ بنت شیبہ بن ربیعہ بن عبد شمس۔ یہ بھی عقیل کے نکاح میں

تھیں۔ (ایضاً)

قیل از اسلام۔ امویوں کے عقد میں ہاشمی خواتین

- (۶) سیدہ صفیہ بنت عبد المطلب، حاجت بن حرب بن امیہ بن عبد شمس کے
نکاح میں تھیں۔ (اصحاب الاشراف ۱۱، کتاب المعارف ۱۲، اسد الغابہ ۱۴، طبقات ابن سعد ۱۴)
بنو ہاشم و بنو امیہ ۱۱
- (۷) ام حکیم بیضا بنت عبد المطلب، کرنیہ بن ربیعہ بن جلیب بن عبد شمس،
(کتابہ معلوف ۱۲، مودۃ القریب ۳، بنو ہاشم و بنو امیہ ۱۱)
- (۸) سیدہ زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ابوالعاص بن ربیعہ بن
عبد العزیٰ بن عبد مناف کے نکاح میں تھیں۔ (سمیۃ النبیؐ ۱۲، ابن ہشام ۱۱)
اسد الغابہ ۱۴، مودۃ القریب ۲، بنو ہاشم و بنو امیہ ۱۱

عہد اسلام

- (۹) ۱۔ حبیبہ ام المؤمنین (بنت ابی سفیان) یعنی امیر معاویہ کی بہن قبل از اسلام
 حبیبہ بنت جہش (حضور مکرم کے چچو چچی زاد) سے بیاہی گئیں۔ حبیبہ اللہ کی وفات
 کے بعد اس میں حضور مکرم کے نکاح میں تاگرام المؤمنین کے مقام پر فائز ہوئیں۔
- (۱۰) ۲۔ بنت ابی العاص بن ربیعہ جینی حضور مکرم کی جیسی نواسی چچیں ہمارا حضور مکرم نے
 اپنے دو شہس مہر کے سوار لڑا۔ سیدہ فاطمہ کے انتقال کے بعد سیدنا علیؑ کے
 نکاح میں آئیں۔ (جلال الاعیون) سیدنا علیؑ کے بعد مغیرہ بن نوفل
 بن عبدالمطلب کے نکاح میں آئیں۔ (کتاب الصارف)۔ موقوفہ القصبہ۔
 بنو ہاشم و بنو ایتہ ۱۰۰۰ (فدا اسلام کی خیال دہاویا)
- (۱۱) ۳۔ بنت عثمان غنی، حسن بن علیؑ کے نکاح میں آئیں۔ (کتاب الصارف)۔
 موقوفہ القصبہ۔ بنو ہاشم و ایتہ ۱۰۰۰ (فدا اسلام کی خیال دہاویا)
- (۱۲) ۴۔ سیدہ رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سیدنا عثمانؓ کے نکاح میں آئیں۔
 (حیات القلوب)۔ جمال المؤمنین ۸۹۔ بنو ہاشم و بنو ایتہ ۱۰۰۰
 ان سے لیکر کا عبد اللہ پیدا ہوا جس کی اولاد آج کل بالائی ہزارہ۔ ضلع مظفر آباد
 مقبوضہ کشمیر کے ضلع بارہ مولہ اور حبشہ کے صوبہات جبرائی کے نام سے لکھوں
 کی تعداد میں موجود ہے۔ (تفصیل کے لئے ماقم کی تالیف مآدات بنی موقوفہ
 دیکھئے)
- (۱۳) ۵۔ سیدہ ام کلثوم بنت حضور مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سیدہ رقیہؓ کی وفات
 کے بعد حضور مکرم نے سیدنا عثمانؓ سے آپ کا نکاح کر دیا۔
- (۱۴) ۶۔ بنت میمونہ بنت ابو سفیان بن حرب (امیر معاویہ کی حقیقی بھانجی) حسین بن علیؑ
 کے نکاح میں آئی۔ علی اکبرؑ کے بطن سے تھے۔ علی نقیؑ لکھنؤی نے امیر معاویہؓ
 کا یہ نقل نقل کیا ہے۔ علی اکبرؑ میں بنو ہاشم کی شجاعت، بنو امیہ کی کثرت
 ثقیف کی ہوشیاری کی صفات موجود تھیں۔ مگر بالائیں شہید ہوئے۔ (شہادت)

کے بنو اسد سے کہ جیسا کہ پہلے مذکور ہے کہ بنو اسد میں سے تھے جو بنو قیس

کی طرف سے پہلے امیر زبیرؓ کی چچو چچی زاد تھیں خود علی اکبرؑ کی حقیقی بہن تھیں

سیدنا علیؑ کی تین بیٹیاں امویوں کے نکاح میں

- (۱۵) رکن بنت علیؑ بن مروان بن حکم کے نکاح میں تھیں۔ (جمہور الانساب، ۱: ۸۰)
 مقام بنو امیہ پر، بنو ہاشم اور بنو امیہ کے تعلقات، ۱: ۱۰۳
 (۱۶) خدیجہ بنت علیؑ اموی خلیفہ عبدالملک بن مروان کے نکاح میں تھیں۔
 (جد امیہ پر، تاریخ الامم، ۱: ۱۰۳) بنو ہاشم و بنو امیہ (۱۰۳)
 (۱۷) سیدہ بنت علیؑ، عبدالرحمن بن عبداللہ بن حارث بن عبد شمس اموی کے
 نکاح میں تھیں۔ (جمہور الانساب، ۲: بنو ہاشم و بنو امیہ، ۱۰۳)

سیدنا حسینؑ کے نکاح میں اموی شہزادیؑ

- (۱۸) ہند بنت عبداللہ بن حارث بن عبد شمس یعنی سیدہ بنت علیؑ کے شوہر
 عبدالرحمن کی بہن سیدنا حسینؑ کے نکاح میں تھیں۔ (جلد العیون)
 ہند کے والد جل و صفین کے معاک میں سیدنا علیؑ کے خلاف طرے
 مگر متابعد اپنی بیٹی سیدنا حسینؑ کے نکاح میں دے دی۔

کربلا کے برعکس

اموی شہزادیاں ہاشمیوں کے نکاح میں

- (۱۹) عائشہ بنت مسرور بن عثمان غنیؓ، اسحاق بن عبداللہ سے بیاہی گئی۔ ان
 سے یحییٰ ولد ہوا۔ (نسب قرطب، ۶۵۔ جمہور الانساب، ۲: ۱۰۳)
 ہاشم و بنو امیہ (۱۰۳، ۱۰۴)
 (۲۰) عائشہ بنت قاسم بن مسرور بن عثمان غنیؓ، حسن بن علی بن حسینؑ سے
 بیاہی گئی۔ محمد اور عبداللہ بن مسرور سے۔ (نسب قرطب، ۶۵۔ جمہور الانساب، ۲: ۱۰۳)
 بنو ہاشم و بنو امیہ (۱۰۳)
 (۲۱) خلیفہ بن مروان بن سعد بن قاسم بن امیہ، سیدنا حسینؑ کے چچا تھے
 حسن کے نکاح میں آئیں۔ (ایضاً)

علوی شہزادیاں اموی شہزادوں کے نکاح میں

(۲۲) ثقیف بنت نذیر بن حسن کا نکاح ولید بن عبد الملک بن مروان سے ہوا۔
اس نکاح کے متعلق حبشہرت بولی: تو شیعہ مؤرخ و نسابہ ثولف
عمدۃ الطالب فی النساب لہی طالب نے: خرجت الی الولید کی پیدتی
اثرانی، اصل عبارت ملاحظہ ہو۔ کان لولید بن حسن بن علی، بنت
اسمھا ثقیفہ، خرجت الی الولید بن عبد الملک، یعنی ثقیفہ
بھاگ کر عبد الملک کے پاس چلی گئی۔ (عمدۃ الطالب ص ۷ طبع اولہ مطبع
جعفریہ مکہ ص ۷۰)

(۲۳) خدیجہ بنت حنین بن حسن، اسماعیل بن عبد الملک سے یا ہی مملیٰ ان سے
محمد بن کبر، حنین، اسلمی اور مسلم پیدا ہوئے۔ (جمہرۃ النساب ص ۱۱، مقام
بنو امیہ ص ۶، بنو ہاشم بنو امیہ ص ۷)

(۲۴) زینب بنت حسن مثنیٰ بن حسن، ولید بن عبد الملک، بصری المؤمنین سے
یا ہی گئی۔ (جمہرۃ النساب ص ۳۶، بنو ہاشم بنو امیہ ص ۱۰۵)
حسن مثنیٰ نے خسر سیدنا حنین بن کے ساتھ کربلا میں موجود تھے۔ اور شدید
زخمی ہوئے تھے۔

(۲۵) ام قاسم بنت حسن مثنیٰ، مروان بن بلال بن عثمان بن عفان کے نکاح میں
مقی۔ مروان کی وفات کے بعد علی (زین العابدین) بن حسین سے نکاح
ہوا۔ (کتاب الجواز، مجہد و نساب ص ۳۹، بنو ہاشم بنو امیہ ص ۱۰۵)
۲۶۔ سیدہ بنت حسن مثنیٰ، حادیر بن مروان کے نکاح میں تھیں، (جمہرۃ النساب ص ۱۱،
بنو ہاشم بنو امیہ ص ۱۰۵)

(۲۷) حادہ بنت حسن مثنیٰ، اسماعیل بن عبد الملک بن عمار بن حکم سے یا ہی گئی
ان کے محمد الاصل و ولید اللہ نیز پیدا ہوئے۔ (جمہرۃ النساب ص ۱۰۱)
مقام بنو امیہ ص ۱۱۲، بنو ہاشم بنو امیہ ص ۱۰۵)

(۲۸) سکنہ بنت حسین کربلا میں موجود تھیں۔

پہلا نکاح، ابو بکر عبد اللہ بن حسن سے ہوا۔ بقول علی نقی نقوی عبد اللہ کے ہاتھ سے
چھوٹا شیطان کو قتل ہوئے۔ آخر ان بن حبیب حضری کے ہاتھوں مقتول
ہوئے۔ (تہذیب النکاح)

دوسرا نکاح مصعب بن زبیر سے ہوا۔ جو حسین کے سب سے حریف تینا
عبد اللہ بن زبیر کے بھائی تھے۔ ایک لشکر بباب پیدا ہوئی۔ جس کا نکاح عثمان بن
عروہ بن زبیر سے ہوا۔

تیسرا نکاح عبد اللہ بن عثمان بن عبد اللہ بن حکم سے ہوا۔ ایک لڑکا قرینہ ایک
لڑکی پیدا ہوئے۔ ربیعہ کا نکاح عباس بن ولید بن عبد الملک بن حواری سے ہوا۔
چوتھا نکاح، اصمغ بن عبد العزیز بن مرداس سے ہوا۔ اصمغ لڑکا عبد اللہ بن
بھائی تھے۔ اور سکنہ سے پہلے ان کا نکاح زید کی بیٹی اسمٰئیلہ سے ہو چکا تھا۔
سکنہ جبوں نے خائف اپنے باپ کے قاتل کی بیٹی کی سونہ نہیں۔

اصمغ کے چچا عبد الملک کے گھر سینا غسل کی بیٹی ندیکہ تھی۔ اس نے اس سے
عبد الملک میر المؤمنین دوسرے رشتہ سے سکنہ کے چچا سے تھے۔ کتاب العرب
پر کے قول کے مطابق عبد الملک نے حلاق ولدی۔

پانچواں نکاح، زید بن عمرو بن عثمان غنی سے ۲۹ھ میں ہوا۔ میان و مدین
میں بڑی محبت تھی۔ مگر کسی وجہ سے یہ سکنہ کو چھوڑ کر مدینہ و شمس چلے گئے۔
قاضی نے حلاق ولدی۔ (کتاب العرب) میں ایک لڑکا تولد ہوا جس کا نام
عثمان تھا۔ اس نکاح کے وقت ۶۰-۵۹ سال تھے ۶۵ھ ہجری میں ۷۰ سال کی عمر
میں فوت ہوئے۔

اس لحاظ سے واقعہ کربلا کے وقت ۲۵-۲۶ سال تھے۔ (مجموعہ علماء کرام)

کتاب العرب ۹۴، نسب قریش ۵۹، ابن اشم و بنامیہ ۵۰
۱۹۱، نہایت حسین کا نکاح مانی حسن مثنیٰ کے بعد عبد اللہ بن عمر بن عثمان غنی سے ہوا۔
بن کے محمد الاصفہانی اسماء بنت ابیہ سے۔ (بما لا یلزم) یہ، مقتل الکلبین ۸،

نسب قریش، ۵۹، کتاب مصنف، ۱۲، وغیرہ)

۳۰. حسن بن حسین بن علی (زین العابدین)، کانکار خلیدہ بنت مروان بن حبشہ بن سعید بن عامر سے جو (شیر و شکر ۴۵، ۶۲، جہرۃ الانساب ۵، نسب قریش ۵۵)

۳۱. یحییٰ بن عبد اللہ الارقط بن علی (زین العابدین)، کانکار میں عائشہ بنت عمر

بن عامر بن عثمان غنی ثقی (جہرۃ الانساب ۴، نسب قریش ۱۵۱، شیو شکر ۴۵، ۴۶)

عباس (عکلماس) بن علی ثب سے امویوں کی رشتہ داریاں

۳۲. نفیسہ بنت عبد اللہ بن عباس (عکلماس) جہرۃ الانساب ۵، مؤلفہ الطریقی ۱۹، کتاب نسب قریش ۱۵۹

کانکار میں ثقی۔ (جہرۃ الانساب ۵، مؤلفہ الطریقی ۱۹، کتاب نسب قریش ۱۵۹)

شیر و شکر ۴۵، ۶۱، بنو اشم و بنو امیہ ۱۱۶)

جعفر طیار سے بنو امیہ کی رشتہ داریاں

۳۳. رقیبہ بنت جعفر طیار کا پہلا نکاح سلیمان بن بشام بن عبد الملک بن مروان سے جو۔

دوسرا نکاح ابوالقاسم بن ولید بن عقبہ بن ابی معاذ ان سے جو (کتاب الجہرۃ الانساب،

بنو اشم و بنو امیہ کے تعلقات ۱۰۸)

۳۴. ام کلثوم بنت عبد اللہ بن جعفر طیار جذیبہ بنت علی کے جو سے ثقی یعنی حسین کی سگی بہن

اس کا پہلا نکاح قاسم بن محمد بن جعفر طیار سے جو (قاسم کی وفات کے بعد کہ مدینہ کے

اموی گورنر وہ شہر نکاح جہان بن یوسف سے جو (مگر علیحدگی ہو گئی، غرض نکاح ابان بن

عثمان غنی سے جو۔ ان کی وفات کے بعد جو جعفر طیار علی بن عبد اللہ بن عباس بن عبد الملک

سے جو۔ (المصنف ۹۰، جہرۃ الانساب ۵۴، کتاب نسب قریش ۵۵، کتاب مصنف ۱۲، مؤلفہ الطریقی)

۳۵. جعوبہ بنت محمد بن (۱) لڑائی جو زینب بنت علی کے ابو سے جو (بنی کلبہ سے تھی۔

یہ مدینہ ولید بن عبد الملک بن ولید کے نکاح میں تھی، ان کی وفات کے بعد بکایا بن عبد الملک کے

نکاح میں تھیں۔ (کتاب الجہرۃ ۴۴، بنو اشم و بنو امیہ کے تعلقات ۱۰۹-۱۰۸)

۳۶. باہرہ بنت ابو اشم بن محمد بن الحنفیہ کانکار سعید بن عباس بن عمرو سعید بن عامر سے جو۔

نسب قریش ۷۹، بنو اشم و بنو امیہ کے تعلقات)

۲۸۱) ام محمد بن عبد اللہ بن جعفر طبرستان کا تخلص یہ یزید بن معاویہ امیر المومنین سے ہوا۔
نسب قریش ۸۳، جمہور الانساب ۱۶۶، بنو ہاشم و بنو مرہ کے تعلقات ۱۰۷

